(۳۵)
99

ویر ورشل

حصہ دوم

Varshad
(۳۵)

منتر یدھ

نندنش کی تباہی کا عبرت انگیز بیان۔ بہادر ورشل کی ویرتا کی دل کو ہلانیوالی داستان۔ آریہ جاتی کے پالیٹکس کا فوٹو۔ چانکیہ اور راکشس کی دماغی جنگ۔ ایشٹ بھگتوں کی قربانیوں کا بیان بیدرنگ۔ دونی کی تصویر۔ آہنی استقلال کی شان بینظیر۔ ستیہ کی استھتہ پر فتح

Salig Ram Press Srinagar

THE KASHMIR NOVEL AGENCY

Name ________ Section ____

________ Price ________

PROPRIETOR

PIR HASAMUD DEEN KASHMIR

ویرودشل

حصّہ دوم

باب اوّل

بودھ ارہت کا اُپدیش

شام کا وقت ہے۔ دِن بھر کی محنت سے تھکے ہوئے لوگ دُنیاوی کاروبار کو چھوڑ رہے ہیں وُہ خوش قسمت اِنسان جنہیں وِصالِ ایزد کا کچھ بھی لُطف حاصل ہے۔ اِس محبُوبِ حقیقی سے مِلنے کا یتن کر رہے ہیں۔ اِنسان تو اِنسان حیوانوں پر بھی اِس وقت ایک خاص عالم طاری ہے۔ وُہ جو دِن بھر ہل کے نیچے کندھا دئے رہے تھے۔ اِس وقت اُس سے آزاد ہو رہے ہیں۔ وُہ جو دِن بھر محنت کرتے رہے تھے اب آرام کی قدر کو جان کر اُسے حاصل کر رہے ہیں۔

اِنسانی دماغوں میں اِس وقت مثبت اور منفی دونوں قسم کی برقیات دِن بھر کی کشمکش کے بعد سَم اوستھا پر پہنچ گئی ہیں۔ اِس لئے اِنسان ہاں وُہ اِنسان جو اپنے فرض کو سمجھتے ہیں سَم طور پر بھگتی اور دولت سروانتریامی مہاپرش کا دھیان کر رہے ہیں۔ جو اُس سارے برہمانڈ کو ایک نیم میں چلا رہا ہے۔ جو چھوٹے بڑے سب کو ایک قاعدے میں پرو رہا ہے۔

سندھیا سمیہ ہو لیا۔ اب چھوٹے بڑے سب کے سب پاٹلی پتر کے وسیع چوک میں اس بودھ مہاتما

کا اُپدیش سُننے کے لیے چلیں گے۔ جو چند دنوں سے اس شاہی شہر میں وارد ہیں۔ اور جن کے اُپدیشوں کی دُھوم شہر بھر میں پھیل رہی ہے۔ ان کی میٹھی بانی۔ ان کے سادہ الفاظ اور ان کا تیجسوی چہرہ کون ہے جس پر اثر نہیں کرتا۔ اور کون ہے جو ان کے جیون کی خوبصورتی پر موہت نہیں ہو رہا۔ عورت مرد سب کو اس مہاتما کی کشش کھینچے لئے جا رہی ہے۔ جو اس وقت اس چوک میں ایک چوکی پر وراجمان ہو کر ہزاروں نر ناریوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں:۔

"سدگرہستھو! میں آج آپ لوگوں کو بھگوان بدھ کے اس اُپدیش کا وُہ حصہ سُنانا چاہتا ہُوں۔ جو اُنہوں نے شراوستی نگر میں شال کے برکشوں کے مدھیہ میں گرہستھوں کو سُنایا تھا۔ خوش قسمت ہے وُہ انسان جو اس اُپدیش کو سُنتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ خوش قسمت ہے وُہ پُرش جو اسے سُن کر جیون میں دھارن کرتا ہے۔ بھگوان کہتے ہیں:۔

"جو وِدوان دُوسروں کو بہت سے پار بار ٹھیک اُپدیش دیتا ہے۔ مگر اہنکار وش ہو کر یا آلسیہ سے سویم ان اُپدیشوں کو اپنے جیون میں دھارن نہیں کرتا۔ اس مُوڑھ کی دشا اس گوالے کی سی ہے۔ جو سارا دن لوگوں کی گئووں کو ایک دو تین۔ ایسے گن گن کر چرا تا رہتا ہے۔ پرنتو سویم ان کے دُودھ کو حاصل نہیں کر سکتا۔"

اس لئے اے سدگرہستھو! اگر تُم یہاں آنے کی تکلیف کا کوئی پھل حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو جو کُچھ سُنو۔ اسے جیون میں دھارن کرنیکا یتن کرو۔

مَیں مانتا ہُوں۔ کہ آپ لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں۔ جو ودیا میں۔ دھرم اُپدیش کرنے میں مجھے برسوں سکھا سکتے ہیں۔ لیکن مَیں ایسے تمام لوگوں کو بھی بھگوان کا وُہ وچن ہی سُنانا کافی سمجھتا ہُوں جس میں وُہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"یدی ہت کارک دھرم تھوڑا ہی جانتا ہو۔ پرنتو دُوسرے کو اس کا اُپدیش کرتا ہو۔ اور سویم اپنا چلن بھی اس کے مطابق رکھتا ہو۔ تو ایسا وِدوان راگ دویش اور مودھ کو تیاگ کر تھارتھ گیانی اور مُکت آتما ہو۔ لوک پرلوک کی آشا روپی ڈوری کو توڑ کر پرم اُتم مُکتی مارگ کا بھاگی ہو جاتا ہے۔

اسلئے اے سادھارن استری پُرشو اور اے وِدوانو! مَیں جو کُچھ کہتا ہُوں۔ اسے دت چت ہو کر شرون کرو۔ اور شرون کر کے اپنے جیون میں دھارن کرو۔ کیونکہ سندیہہ یہ میرے وچن نہیں۔ بلکہ اس آدیتہ پُرش کے ہیں۔ جس نے دُنیا کو ہلا دیا۔ یہ صرف اسی ہی قابل نہیں۔ کہ انہیں دُوسروں کو دان

دیا جائے۔ بلکہ اس قابل بھی۔ کہ انہیں جیون میں دھارن کر کے جیون کا حصّہ بنایا جائے۔

دیویو اور بھدر پُرشو! آپ گرہست آشرم میں پرویشٹ ہیں۔ اور یہاں ایسے بھی نو یودک ہونگے جو اس آشرم میں پرویشٹ ہونیکے اِچھک ہونگے۔ ان کی یہ اِچھا ایک مبارک اِچھا ہے۔ کیونکہ اس آشرم کے بِنا جو دراصل اور سچ مُچ جیشٹھ آشرم ہے۔ سرشٹی ستھتی اسمبھو ہے۔ یہ اسی آشرم کی طفیل ہے۔ کہ میں اور آپ چھوٹے اور بڑے یہاں بیٹھے اور کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ایک بھی پُرش یہاں نظر نہ آتا۔!

اس لئے میں آپ کو اس کے برخلاف کوئی اُپدیش کرنے کو اُدیت نہیں ہوں۔ سوئم بھگوان بُدھ نے اس آشرم میں پرویش کیا۔ اور آج تک جتنے بھی مہاں پُرش ہوئے ہیں۔ کسی نے بھی اس سے جی نہیں چُرایا۔

پرنتو میرے مِترو! جہاں یہ ستیہ ہے کہ گرہست آشرم سرشٹی کا آدی مول ہے۔ وہاں یہ بھی ستیہ ہے کہ یہی آشرم منشیہ کو نرک گامی بھی بنا دیتا ہے۔

ٹھیک جس طرح وہ تلوار جو ایک کشتری کے ہاتھ میں پرجا کی رکشا کا کارن ہے۔ جو دیش بھر کو سورکشت رکھ سکتی ہے۔ جس وقت ایک انجان موڑھ کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ تو دوسروں تو ایک طرف اس کے اپنے لئے بھی خطرناک ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جو پُرش گرہست کرتا ہوا کام میں اندھا ہو جاتا ہے۔ جسے کام باسناؤں کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ پُرش نرک کی طرف بوریا بستر اُٹھا کر بھاگا جا رہا ہے۔ جہاں وہ جلتی اگنی میں جل کر سواہا ہو جائیگا۔

مِترو! بھگوان بُدھ کہتے ہیں:۔

"کام باسناؤں میں لگے ہوئے۔ دس اندریوں کے ہاتھوں بکے ہوئے کھانے پینے میں نیم کو ہاتھ سے چھوڑے ہوئے آلسی اور اُتساہ ہین یوگی کو کام دیو اس طرح تتو بھرشٹ کر دیتا ہے۔ جس طرح آندھی کا جھکولا کمزور برکش کو جڑ سے اُکھاڑ کر پرے پھینک دیتا ہے"

پرنتو!

"جس طرح آندھی کا دیگ پہاڑ کو ہلا نہیں سکتا۔ اسی طرح کام دیو کی شکتی اشُبھ دھیانی اور اُتساہ والے پراکرمی بہادر کے سامنے اسمرتھ ثابت ہوتی ہے۔ جو دشٹ باسناؤں کی اصلیت کو جانتا ہوا اندریوں کو وش میں رکھے اور سوچ سمجھ کر آہار کرنیوالا ہے۔"

اسلیئے سدگرہستھو! یتن کرو۔ اس بات کے لیئے۔ کہ تُم اپنی اچھاؤں کو۔ اندریوں کے پربل۔ دیگ۔ کو وش میں رکھ سکو تاکہ یہ تمہارے سُکھ کا کارن ہوں۔ نہ کہ دُکھ کا۔

بھدر پُرشو! جبدن سے میں نے آپکے یہاں اُپدیش کا سلسلہ آرمبھ کیا ہے۔ کتنے پُرش میرے پاس اس اچھا سے آئے ہیں۔ کہ میں انہیں بودھ دھرم میں دِکشیت کروں۔

پرنتو! میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ بودھ دھرم میں دکشیت ہونا یوگ آشرم میں پرویش کرنیکے سمان ہے۔ اس میں آنیوالے کو اپنے آچار و دہار کو شُدھ کر کے آنا ہوگا۔ نہیں تو اس کے لیئے ادھر آنا یا اُدھر رہنا ایک سمان ہے۔

بھگوان نے اپنے مکھار بند سے فرمایا ہے کہ

"جس طرح مکان پر چھت اچھی طرح نہ پڑی ہو۔ تو برشا ہونے کے آنے پر اس میں سے جل ٹپکنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اشبھ پول سے اسادھت یوگی کے من کو کا مدیو تباہ کر دیتا ہے۔"

پرنتو

"جس طرح مضبوط چھت والے مکان سے پانی نہیں ٹپکتا۔ اسی طرح اس یوگی کے من کو کا مدیو لاڈلانے میں اسمرتھ رہتا ہے۔ جو جل سوتر سے بنے ہوئے اس شریر کو سدیو گھرنا کی درشٹی سے دیکھکر یوگ ابھیاس میں مگن ہو جاتا ہے۔"

ہاں بھراتری ورگ! اصلیت کو سمجھنے کی آوشکتا ہے۔ آپ لوگ کام دیو کے ہاتھوں بک جاتے ہیں۔ کیونکہ آنند کی تلاش ہے۔ اور وہ ملتا نہیں۔ دھن میں دولت میں اس کی تلاش کرتے ہو۔ استری میں اسے ڈھونڈتے ہو لیکن پھر بھی وہ آپ کی نگاہ بچا کر کہیں گُم ہو جاتا ہے۔ ہا! رات دن استری مگن کرتے ہو۔ پرنتو! من نہیں بھرتا۔ پراکرتک شریر دبلا ہو جاتا ہے۔ کمزور ہو جاتا ہے۔ پرنتو آنند ہاتھ میں آیا ہُوا ہاتھوں سے نکل جاتا ہے!!! کیا کبھی سوچا۔ اسکی تہ میں کیا ہے؟

مترو! آپ میں سے بہت کم لوگوں نے کبھی ریتیلے ستھل کو دیکھا ہوگا۔ اور ان میں سے بھی بہت ہی کم لوگوں نے مرگ ترشنا کے جل کو درشٹی گوچر کیا ہوگا۔ پرنتو شرون سب نے کیا ہوگا۔ کہ مرگ ریگستان میں دُور سے ریت کو چمکتے ہوئے دیکھتا ہے۔ پیاس سے گلے میں کانٹے پڑ رہے ہوتے ہیں۔ آنکھیں پانی کے سوائے اور کچھ دیکھنا نہیں چاہتیں۔ اس لیئے چمکتی ہوئی ریت جل کے روپ میں نظر آتی ہے۔ مرگ دوڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جل بھی آگے ہی آگے دوڑتا چلا جاتا ہے۔ پھر دوڑنے لگتا ہے۔ پرنتو! جل تک پھر بھی پہنچنا نہیں ملتا۔ آخر ایک سمیہ ایسا آتا ہے۔ کہ وہ غریب مرگ تھک کر گر جاتا ہے۔ اور

ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جیون کو چھوڑ دیتا ہے۔

بعینہ یہی دشا گرستھی کی ہوتی ہے۔ وہ اس سنسار ساگر میں آتا ہے۔ چونکہ آنند میں سے نکل کر آیا ہوتا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر آنند کی اچھا کرتا ہے۔ پرنتو چاروں اور جہاں تک درشٹی جاتی ہے۔ پراکرتک سامانوں کے سوائے اور کچھ درشٹی گوچر نہیں ہوتا۔ وہ ان چیزوں میں سے ایک ایک کو اٹھاتا ہے۔ ایک ایک کو پرکھتا ہے۔ پہلے انہیں حاصل کرنیکو دوڑتا ہے۔ یتن کرتا ہے۔ محنت کرتا ہے۔ پرنتو محنت کر کے جب انہیں حاصل کرتا ہے۔ جب انہیں بھوگتا ہے۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ آنند ہاتھوں سے کھسک گیا۔ اب صرف اسکی چھایا ماتر ہی باقی رہ گئی!!!

سمجھتا ہے غلطی کی۔ آنند شاید دوسری وستو میں ہے۔ اب اسے گرہن کرنیکے لئے پریشرم کرتا ہے۔ بھاگتا ہے۔ دوڑتا ہے جب ہمیشہ اسے بھی حاصل کر لیتا ہے۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ آنند پھر ہاتھوں سے نکل گیا!!!

ہا! کتنی بری دشا اس جیو کی ہوتی ہے۔ جو چوراسی لاکھ کا چکر کاٹتا ہوا پھر جہاں سے چلا تھا وہیں کا وہیں کھڑا دکھائی دیتا ہے!

اس کی وجہ اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ تلاش الٹی شروع ہوتی ہے۔ جو وستو جہاں ہے نہیں۔ وہاں ڈھونڈ ہی جا رہی ہے۔ مٹی میں سے رس نکالنے کا یتن ہے۔

پراکرت وستو سویم آنند رہیت۔ یہ سب کوئی جانتا ہے۔ پس پر بھی ان میں آنند کی کھوج کی جاتی ہے۔

اسی لئے تو بھگوان کہتے ہیں۔ کہ اگر آنند کے پراپت کرنے کی اچھا ہے۔ تو آنند کے بھنڈار سے لو لگاؤ۔ پراکرت جسم کو مل موتر سے بنے ہوئے شریر کو گھرنا کی درشٹی سے دیکھتے ہوئے اس سے اوپر اٹھنے کی کوشش کرو۔ اس وقت کام دو۔ ہاں وہ بھیانک بھوت جو سب کو ڈراتا ہے۔ تمہارا چاکر ہو جائیگا تمہارا داس بن جائیگا۔ اس وقت تم اس سے اسکا اپنا اور ٹھیک کام لے سکو گے۔ اور جس وقت کام دیو اپنے کاریہ میں لگ گیا جس وقت اس بھوت کو سیدھا کر لیا گیا۔ مانو لوک پرلوک تمہارا ہے۔ اسوقت چاہے گیروے بستر پہنو چاہے گرستھی رہو ایک سمان ہے۔

بھگوان کہتے ہیں:۔

"یہ گیروے بستر اس پرش کو پہنانے چاہئیں۔ جو جتندری ہو۔ ستیہ وکتا ہو۔ شکتا شیل سے یکت ہو اور وشے باسناؤں کو تیاگ چکا ہو"

اس لئے اگر تم اپنے جیون کو سپھل کرنا چاہتے ہو۔ اگر اس اسار سنسار میں سار وستو کو سمجھنا اور گرہن کرنا چاہتے ہو۔ تو پہلے جتیندری بنو۔ جتیندری بننے سے تم اپنے آپ کو اس قابل ثابت کر سکو گے کہ تمہیں اس ادرشٹ برہم کے درشن کا طریقہ بتایا جا سکے۔ جو اس سنسار چکر کو اپنی لاثانی شکتیوں سے چلا اور نیم میں رکھ رہا ہے؟"

اُپدیش ختم ہو گیا۔ مگر حاضرین پھر بھی بُت بدیوار بنے بیٹھے تھے۔ چاروں طرف کوئی آواز نکلتی سنائی نہ دیتی تھی۔ کہ اتنے میں ایک طرف سے ایک شخص آگے بڑھتا ہوا نظر آیا۔ سب کی نگاہیں بیساختہ ادھر اُٹھ گئیں۔ کیونکہ سامنے مہامنتری ورشکار تھے۔

لوگ حیران تھے۔ کہ مہامنتری کا اس وقت کیا کام۔ اور ابھی ان کی حیرت فرو نہ ہوئی تھی۔ کہ اس نے کہا:۔

مہامنتری۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھگوان! اگر کوئی بات خلاف ادب نہ ہو۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ میرے غریب خانہ کو اپنے پوتر چرنوں سے پوتر کیجئے۔ میں راجیہ ادھکاری ہوں۔ اور براہمن ہوں۔ اور شاید یہ باتیں میرے خلاف بولتی ہیں۔ پرنتو میرے من کے بھاؤں کو دیکھ کر میری پرارتھنا سویکار کیجئے۔

ارہت۔ منتری! بھگوان بدھ فرماتے ہیں:۔

"اس نے مجھے گالی دی۔ اس نے مجھے مارا۔ اس نے مجھے جیت لیا۔ اس نے میری دولت چھین لی۔ اس طرح پر جو پرش شترو کے اپمان کو دل میں رکھتا ہے۔ اس مورکھ کے من سے کینہ کبھی دور نہیں ہوتا۔"

پرنتو

"اس نے مجھے گالی دی۔ اس نے مجھے مارا۔ اس نے میری دولت چھین لی۔ اس نے مجھے جیت لیا۔ جو اس طرح کی شترو کی باتوں سے من کو صاف رکھتا ہے۔ اس کے من سے دشمنی اور انتقام سویم ہی مٹ جاتا ہے۔"

نسندیہہ

"اس جگت میں شترتا سے شترتا کبھی دور نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ شترتا کو پریم اور متر بھاؤ سے ہی دور کر سکتے ہیں۔ یہی سناتن دھرم ہے۔"

اس میں شبہ نہیں۔ راجیہ کی اور سے ہمارا اپمان کیا جاتا ہے۔ براہمن ہمیں گالی دیتے ہیں۔

پرنتو بھگوان کے کتھن پر عمل کرتے ہوئے ہم ان کے ایمان اور زادری کو بھول جانے کی چیشٹا کرتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں۔ اس لئے نہ تو مہاراجیہ ادھیکاری ہونا نہ ہی براہمن ہونا ہم پر کچھ اثر ڈال سکتا ہے۔ پرنتو پھر بھی ہم یہی اچھا رکھتے ہیں۔ کہ ہمیں اگر تم لوگ اپنی خوشی سے جہاں جی چاہے۔ رہنے دو۔ تو اچھا ہی ہوگا۔ تمہارے اونچے اونچے محلوں میں ہم پنجرے میں بند پنچھی کی طرح قیدی ہو جائیں گے۔ نہ ہی اپنی اچھا سے کہیں آ سکیں گے۔ نہ جا سکیں گے۔ وہ یہ ہن ہونا اسمبھو ہے۔

منتری۔ مہاراج! آپ میرے غریب خانہ میں بالکل سوتنتر ہونگے۔ جب چاہیں۔ اور جہاں بھی چاہیں۔ آ جا سکیں گے۔ ہاں ورمیرے آدمی آپ کی سیوا کو اپنے اہو بھاگیہ سمجھیں گے۔

ارہست۔ (تھوڑی دیر سر نیچے ڈال کر) جو اچھا منتاری۔ پرنتو یہ بھول نہ جانا۔ کہ سادھو سوتنتر ہے۔ پرتنتر نہیں۔

منتری۔ بہت بہتر بھگون!

باب دوم

کرشن جنم اُتسو

مہاپُرش (Great Men) ہر مُلک اور ہر قوم میں ہُوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اپنے اپنے مُلک اور اپنی اپنی قوم کے حالات انہیں پیدا کرتے ہیں۔ جس مُلک اور جس قوم میں جو جو کمزوریاں ہوں۔ ان کے علاج کے لئے انہی امراض کے ماہر (MPVT) وہاں بھیجے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مہاپُرش میں دُوسروں کی نسبت چند گن وشیش (صفات خاص) ہُوا کرتے ہیں۔

مگر کبھی کبھی بہت مدّتوں کے بعد اس خطۂ خاکی میں وُہ شخصیتیں بھی ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ جو ہر ایک مُلک اور ہر ایک قوم کے لئے بھیجی جاتی ہیں۔ ان میں عوام النّاس سے کوئی خاص گن وشیش ہوں یا نہ ہوں۔ مگر جس طرح گلاب کا پھُول پھُولوں میں تکمیل کا نمونہ ہے جسطرح اس پھُول کے اندر پھُول کے تمام اجزا اپنی پُوری شان میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ان غیر معمولی شخصیتوں میں بھی انسانیت کا مکمل معراج اپنی پُوری شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ وُہ

مکمل انسان

ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کے ہر ایک حصّہ اور ہر ایک طبقہ کے اشخاص کی رہبری کے لئے بھیجے جاتے ہیں مگر چُونکہ اس عالمِ خاکی میں انکی مثالیں شاذ ہوتی ہیں۔ اور چُونکہ ان کے اندر وُہ صفات نظر آتی ہیں جو معمولی حالتوں میں انسانوں کے اندر معدوم ہوتی ہیں۔ اسلئے عوام النّاس ایسے انسانوں کی

فوق الانسانی

طاقتوں کو دیکھکر انہیں انسانوں سے بالاتر تصوّر کر لیتے ہیں۔

اس درجہ پر پہنچکر کوئی قوم تو ایسی شخصیّت کو خدا برہم۔ اور ایشور کا اوتار سمجھ لیتی ہے اور کوئی اسے اس سے کچھ کم درجہ دے کر رسُول پیغمبر بنا ڈالتی ہے۔

کرشن اسی قسم کی ایک مکمل شخصیّت تھا جس کے نمونے مادرِ گیتی نے بہت کم پیدا کئے

ہیں جیسلخانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پیدا ہو کر اوائل عمر میں گوال بالوں کے اندر تربیت پاتا ہُوا وہ گوال بال تھا۔ بڑا ہو کر کشاتر دہرم کے جوہر دکھلاتا ہُوا وہ ایک سچا اور اصلی کشتری تھا۔ مہا بھارت میں ارجن کی رتھبانی کا فرض ادا کرتا ہُوا شودر تھا۔ گیتا کا اُپدیش سُناتے وقت برہمن ہی نہیں۔ بلکہ یوگی راج یوگیشور تھا۔

اس قسم کے ہر فن مولا انسان کی قابلیتوں کا اندازہ لگاتے ہوئے عقل چکر میں آجاتی ہے کوئی اسے گوالوں میں راس لیلا کی کھیل کرتا ہُوا دیکھ کر اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ تو کوئی اسکی دلیری اور بہادری کی داستانیں سُن کر اسے پیار کرتا ہے۔ اور کوئی اس کے لاثانی گیت کو دیکھکر اسپر مفتون ہو جاتا ہے۔ غرض جس جس بھی خیال کا کوئی بھارت ورشی ہے۔ اس نے اسے اپنی اپنی آنکھوں سے اپنے اپنے رنگ میں دیکھا ہے۔

اور یہی ایک وجہ ہوئی۔ جس نے کرشن کو عوام الناس کی نگاہ میں ایشور کا درجہ دے دیا ہے۔

اس کرشن کا یوگیوں کے سرتاج کرشن کا جنم اُتسو آج پاٹلی پتر میں منایا جا رہا ہے لوگ جوق در جوق راج مندر کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں آج بڑے زور شور سے اس اُتسو کو منانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دُور تک جدہر نگاہ جاتی ہے۔ اِنسانوں کا ایک سمُندر جوار بھاٹے میں معلوم دیتا ہے۔ کیا آج سارا کا سارا پاٹلی پتر راج مندر میں گھس جائیگا مگر ہیں یہ مندر سے تھوڑے فاصلے پر بھیڑ کیسی لگ رہی ہے۔ آؤ دیکھیں تو سہی۔ مندر کے باہر تو جنم اُتسو کا میلا نہیں لگیگا۔

ہائیں! یہاں تو ہمارے پُرانے مہربان پنڈت اِندو شرما کی آواز سُنائی دے رہی ہے۔ ذرا سُننا۔ آپ ایک گڈے پر کھڑے ہو کر کیا فرما رہے ہیں۔

دو پیارے متر و! آپ آج بھگوان کرشن چندر کا جنم اُتسو منانیکے لئے جا رہے ہیں۔ کہاں؟ راج مندر میں! واہ! اس کرشن کا جسے راجیہ کرمچاریوں نے جیل خانہ میں ہاں بندی خانہ میں جنم لینے پر مجبور کیا۔ جنم اُتسو منایا جائے راجیہ مندر میں! یہ قسمت کا ایک عجیب و غریب اور نہ سمجھ میں آنیوالا چکر ہے۔

ہاں آج آپ راجیہ مندر میں جا کر بھگوان کا جنم اُتسو مناتے ہوئے اس سر و شکتیمان سروانتریامی جگت نیتا کا دھینہ واد کرو گے جس نے آج سے اڑھائی ہزار سال قبل

اس آتما کو اس جگت کے ادھار کے لئے بھیجا۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں۔ اور اس بات کو خوب کان کھول کر سن لو۔ کہ نہ تو تمہارے دھنیہ واد سے وہ جگدیشور خوش ہونگے۔ اور نہ ہی بھگوان کرشن کا آتما پرسن ہوگا۔ اگر تم اپنے آچرن سے اس بات کا ثبوت نہیں دیتے۔ کہ تم جگدیشور کا بھگوان کرشن کو اس بھارت بھومی میں بھیجنے کیلئے شکریہ ادا کر رہے ہو۔ اور وہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ تم بھی اسی کرشن کی طرح ظلم و ستم کے بر خلاف ہاں بدی اور برائی کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

میں کہتا ہوں۔ کیا یہ اس کرشن جی کی جس نے آڑے سمیہ میں ابلا اور بے یار و مددگار دروپدی کی لاج رکھی۔ شک نہیں ہاں اس کرشن کے ساتھ مخول نہیں۔ کہ آج تمہارے اس شہر میں دن دہاڑے لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عصمت دری ہو۔ اور تمہارے ہاتھ نہ ہل سکیں! کیا تم لوگوں سے یہ امر پوشیدہ ہے۔ کہ کس طرح راجیہ ونش سے تعلق رکھنے والے اشخاص دن دہاڑے راجیہ کی استریوں کی عصمت پر جو در اصل راجہ کی پتریوں کے سمان ہیں۔ ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ پرنتو تم مون دھارن کئے ہو۔

مترو! اپنشد کار کہتے ہیں "وہ جو ظلم کرتا ہے۔ نرک گامی ہے۔ پرنتو اس کے ساتھ ہی وہ شخص جو خاموشی سے ظلم کو سہن کرتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر نرک گامی ہے۔ کیونکہ وہ ظالم کو اور زیادہ ظلم کرنے کی ترغیب دیتا ہے"۔

میں پوچھتا ہوں۔ کیا پاپیوں کے پاپ کا پیالہ ابھی تک لبالب نہیں بھرا۔ کیا ابھی تک اس کے چھلکنے کے لئے کچھ اور پاپوں کی ضرورت ہے۔

کیا تم نے نہیں سنا۔ ابھی کل جبکہ آپ لوگ شری کرشن جی کا تیوہار منا رہے تھے۔ ایک معصوم کنیا کی رگوں پر کس طرح چھری چلائی گئی ہے۔ وہ میری لڑکی تھی۔ یا میرے کسی بھائی کی۔ پرنتو کیا اس میں شبہ ہے۔ کہ وہ اس دیش کی پتری تھی۔ اور اس لئے اس کی رکشا کا فرض دیش باسیوں کا تھا۔

کہاں ہیں وہ بانکے کشتری جو کنیاؤں کے ہاتھوں سے رکشا بندھن سویکار کرتے ہوئے ان کی رکشا کا اقرار کیا کرتے ہیں۔ کیا ان کی رگوں کے اندر آج کشتریوں کا خون نہیں رہا۔ کیا ایک کنیا کی عصمت دری ہوتی دیکھ کر انکے خون میں جوش پیدا نہیں ہوتا

پاٹلی پتر باسیوا! میں سامنے راجیہ کرمچاریوں کو آتے دیکھ رہا ہوں۔ جو راجیہ نے تمہاری رکشا کے لئے نیت کر رکھے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ کہ راجہ ہی جب پرجا کی بہو بیٹیوں کی عزت پر ہاتھ بڑھائے۔ تو اس سے ان کی کون رکشا کریگا؟

آپ کہدو گے۔ اس حالت میں ہمارے لئے کوئی اُمید نہیں۔ ہم بے بس ہیں۔

مگر میں کہتا ہوں۔ ایسا کہنے والا ناستک ہے۔ اس نے اس مہاپرش کے جیون کا سوادھیائے نہیں کیا۔ جس کا جنم اُتسو آج منایا جا رہا ہے۔

میرے متر وا! تمہارے اندر ہاں تمہارے اکیلے اکیلے کے اندر وہ شکتی موجود ہے۔ جو بڑے سے بڑے پاپی کو زمین پر گرا کر پاؤں کے نیچے کچل سکے۔ صرف اس شکتی سے کام لینے کی آوشکتا ہے اور بس!

کیا کرشن کے جنم کے سمیہ پاپ کا بازار اسی طرح گرم نہیں ہو رہا تھا جس طرح آج ہو رہا ہے۔ اور کیا کرشن نے اکیلے ہی پاپ کی شکتیوں کو پراست نہیں کیا تھا؟

تو کیا جو کچھ آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے ہو سکتا تھا۔ اب ہونا ممکن نہیں؟

ابھی کل کی بات ہے۔ اکیلے ورشل نے ہاں اس ورشل نے جس کے نام سے تمہارے کان ناآشنا نہیں ہیں۔ پرچنڈ دیش سے یونانوں کو نکال باہر کیا ہے۔ تو کیا پاپ کو اس بھومی سے خارج نہیں کیا جا سکتا؟

میرے متروا! راجیہ کرمچاری آ رہے ہیں۔ میں آپ کی خوشیوں میں بادھک نہیں ہونا چاہتا۔ اسلئے جاؤ۔ راجیہ مندر میں جاؤ۔ کرشن جنم اُتسو کو بڑے سماروہ سے مناؤ۔ پرنتو اس ایک بات کو بھول نہ جاؤ۔ کہ بھگوان کرشن چندر کی آتما آج بھی تمہارے اندر اپستھت ہے۔ اور وہ یہ چاہتی ہے۔ کہ تم میں سے ایک ایک ابلاؤں کی رکشا میں پاپ کے ناش میں اور پاپیوں کے سدھار میں ان کا روپ ہو۔

وہ سمیہ نکٹ آ رہا ہے جبکہ تمہیں اس بات کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ کہ تمہاری رگوں میں آریہ رشیوں کا۔ آریہ کشتریوں کا۔ آریہ ویشیوں کا۔ ہاں آریہ شودروں کا خون بہتا ہے۔ تم کو اپنی استریوں کی عصمت پیاری ہے۔ تم پاپ کے دشمن ہو۔ اور کہ تم کسی شکتی سے بھی بھیت ہونے کو تیار نہیں ہو"

پولیس نزدیک پہنچ گئی۔ خلقت کا ہجوم مندر کی طرف بڑھ گیا۔ اندو شرما کی شکل بھی ہجوم

میں کہیں گُم ہو گئی۔ مگر سامنے کے سارے لوگوں کے دلوں پر آج اس کے الفاظ منقش ہو رہے تھے۔ سب کے سب اپنی پرچار کرتے چلے جا رہے تھے۔

مندر کے اندر جا بجا بھگوان کی زندگی کے واقعات کو تصاویر کے ذریعہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر لوگ جس وقت کنس کے بدھ کو دیکھتے۔ جراسندھ کے ساتھ لڑائی کو ملاحظہ کرتے۔ یا دروپدی کی مُصیبت کا نظارہ دیکھتے۔ تو انہیں آج کے لیکچر کے الفاظ دماغ میں گُونج جاتے تھے۔ اس کے الفاظ کچھ ایسے وقت میں اور ایسے طریق پر کہے گئے تھے۔ کہ مندر کا ایک ایک نظارہ ان کا اعادہ کرتا ہُوا معلُوم دیتا تھا۔ اور ان سب کے اندر ورشل کا نام صاف طور پر سُنائی دے رہا تھا۔ چھوٹے بڑے سب کے سب بالآخر اس ایک اال پر یکدل ہو رہے تھے۔ کہ کیا ورشل نندروپی کنس کیلئے کرشن ثابت ہونے والا ہے"۔

باب سوم

خفیہ اجلاس

رات کا ایک پہر گذر چکا ہے۔ بازاروں میں رونق بہت مدہم پڑ گئی ہے۔ سوائے اِکّے دُکّے راہگیروں کے کوئی اِنسان چلتا نظر نہیں آتا۔ دوکاندار بھی چند ہی ایک ایسے ہیں۔ جو اس وقت ادھی کے چراغ کے سامنے بیٹھے دوکرہ اُتار رہے ہیں۔ شاید ان نیوں سے بھی ایک خاص تعداد اس لئے فتیل سوزی کر رہی ہے۔ کہ ایک پیسہ کی غلطی بھی حساب میں نہ رہے۔ خواہ اسے نکالنے کے لئے دو آنہ کا تیل اگنی دیوتا کی نذر کرنا پڑ جائے۔

پاٹلی پتر کے چونسٹھ کے چونسٹھ دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اور ان پانسو سے زیادہ برجوں پر جو فصیل شہر میں پولیس چوکیوں کا کام دے رہے ہیں۔ پولیس رعایا کی جان و مال کی حفاظت کر رہی ہے۔

اس وقت ایک عالیشان عمارت کے لمبے تنگ دروازے کو گذر اور ایک چکردار رستہ میں سے ہو کر ہم ایک وسیع صحن میں پہنچتے ہیں۔ اس مکان کے باہر شمشیر برّان کا پہرہ معمولی دل گردے کے انسانوں کا پتہ پانی کرنے کے لئے کافی سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن ہم نے ان تلواروں کو میدان جنگ میں چمکتے دیکھا ہے۔ انہیں اِنسانی اجسام میں ترازو ہوتے دیکھا ہے۔ اس لئے وہ ہمیں ڈرا نہیں سکتیں۔ لہٰذا اگر اندر کی سیر دیکھنا چاہتے ہو۔ تو آؤ۔ ہم آپ کو اپنے جادوگر قلم کے ذریعہ سے طلسمی ٹوپی پہنا دیں۔ اس کے خواص بڑے عجیب و غریب ہیں۔ جن میں سے ادنیٰ ترین یہ ہے۔ کہ آپ تو سب کچھ دیکھیں گے۔ مگر آپ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا۔

ہاں صاحب آیئے۔ جگہ بہ جگہ گرانڈیل شمشیر برہنہ پہرہ دار علی کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہو جایئے ہم آپ کو سامنے کے صحن سے آگے گذار کر صحیح و سلامت اندر لے چلیں گے۔

آہا۔ یہاں تو جھاڑ فانوسوں کی بتیات نے نُورٌ علیٰ نُور کر رکھا ہے۔ جدھر نگاہ کرو۔ روشنی کی چمک نظر کو خیرہ کرتی چلی جاتی ہے۔ زمین پر پاؤں رکھو۔ تو گھٹنوں تک غالیچوں میں اترتے چلے

جاتے ہیں۔ دیواروں پر پراچین آریہ تھا دروں کی تقماویر اس رات کے وقت دلپر ایک عجیب ہی اثر ڈال رہی ہیں۔

مگر ہیں! ہم اس مکان کی دید میں اتنے کیوں محو ہو گئے ہیں جو ہمیں اس کی خوبصورت منقش چھت، اور دیوار و فرنیچر ساز و سامان کے سوائے اور کچھ منظر ہی آشیسے رہ گیا۔

ایں۔ یہ کیا آواز آئی؟ کیا کوئی انسان بھی یہاں بیٹھا ہے۔ ذرا سُننا۔ کیا معاملہ ہے؟

آواز۔ بھارت سپوتو! کہو اپنے اپنے مشکمہ کی خبر سناؤ۔ دشمنوں کو سزا دینے کا موقعہ کب آئیگا کیا بھگوان چانکیہ اور ویر ورشل ہمیشہ کے لیئے پنچ ند دیش کو ہی اپنا گرہ بنائے رہیں گے؟ کیا مگدھ نواسیوں کا دُکھ ان کے ہردیوں کو ہلانیکا کارن نہیں ہُوا؟

ایک شخص۔ راج منتری! نہ تو بھگوان چانکیہ پنچ ند دیش کو اپنا گرہ بنا سکتے ہیں۔ نہ ہی ویر ورشل اس وقت تک چین کی نیند سو سکتے ہیں۔ جبتک کہ مگدھ کی بھومی نند روپی کنس کے چنگل سے نہیں نکلتی۔ مہاراج چانکیہ کی پرتگیہ نہ تو انہیں بھول سکتی ہے۔ اور نہ ہی اُنکی کالے ناگ کی طرح لہراتی ہُوئی چوٹی انہیں اسے بھولنے دے سکتی ہے۔ اس لیئے آپ ان کا فکر نہ کیجیئے۔ ابھی ان کا بھیجا ہُوا ایک آدمی میرے پاس سب کچھ پوچھنے کے لیئے آیا تھا۔ اور اسی لیئے میں نے آج آپ سب کو یہاں آنے کی تکلیف دی ہے۔

بھگوان اپنے پتر میں لکھتے ہیں:۔ "کہ پنچ ند دیش آج ویر ورشل پر اپنا جان۔ مال۔ نیوچھاور کرنیکو ادیت ہے۔ گھر گھر میں ان کی شُور ویرتا کے راگ، گائے جا رہے ہیں۔ ایک ایک بردھ ناری ورشل کو اپنے پتر کے سمان مانتی ہے۔ ابھی پچھلی رکشا بندھن کو دیش کے کونے کونے سے مہاراج کو اتنے رکشا بندھن دیش کی بہنوں اور پتریوں کی اور سے پہنچے ہیں۔ کہ ان کا بھار منوں تک پہنچ گیا تھا۔ ورشل نے جس وقت یہ سب کچھ دیکھا۔ تو اسکی آنکھوں میں اشرُوں کا سمندر اُمڈ آیا۔ میں نے اس سمیہ انہیں ان کی ذمہ واری یاد دلائی اور بتایا۔ کہ دیش اور دیش باسیوں کا پریم اپنے راجہ کے لیئے اس رُوپ میں آجتک کبھی پرگٹ نہیں ہُوا۔ ورشل نے یہ سُن کر سر جھکا لیا۔ اور کچھ سوچنے کے پشچات کہا۔ "گورو جی! مجھے راجہ نہ کہیئے۔ میں اس پرجا کا جو مجھے اس طرح پریم کرتی ہے سیوک ہُوں"۔

پرنتو دُکھ اور رنج کے ساتھیو! ورشل ہیں اس کے راجہ اور راجیہ باسیوں کی یہ بھگتی اسے اس سمیہ تک پُورن سُکھ نہیں دے سکتی جس سمیہ تک کہ اس کے پہلو میں مگدھ دیش کے اندر اگنی پرجولت ہو رہی ہے۔ کیا آپ اسے شانت کرنیکا شیگھر یتن نہیں کریں گے؟ میں یہ مان نہیں سکتا۔ کہ

آپ لوگ اس سمیہ تک شانت ہو کر بیٹھے ہونگے۔ پرنتو! کچھ ہمیں بھی تو پتہ ملنا چاہئے پنجاب کے شور بیر آپ کے جواب کی پرتیکشا کر رہے ہیں۔ انہیں بھی تو کچھ خبر ہونی چاہئے۔ کہ پراچی (مشرقی) دیشوں میں ان کے بھائی کیا کر رہے ہیں''؟

راج منتری۔ سدھار تھک! اسناؤ۔ اس کے جواب میں تم کیا کہہ سکتے ہو؟

سدھارتھک۔ مہاراج! اس سمیہ سینا میں ہر جگہ ورشل کے کارناموں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ایک ایک سپاہی اس شور بیر کے درشن کا ابھلاشی ہے جس نے بھارت ورش میں سے یونان خطرے کو دور کیا ہے۔ سپاہی اس کے کارناموں کو سن کر اپنے آپے میں نہیں رہتے۔

پنوتک۔ اور نگر بھر میں بھی اسی کے کارناموں کا ذکر ہو رہا ہے۔ پاٹلی پتر کا ایک ایک بچہ اس کے نام کو سن کر جوش میں آ جاتا ہے۔ تیلی تنبولی تک اس شور بیر کے نام پر فخر کرتے ہیں۔ اور چاروں طرف یہ پوچھا جا رہا ہے۔ کہ کیا یون سینا کو بھارت سے نکالنے والا نند بنش کو اس کے پاپوں کی سزا نہیں دیگا؟

اندو۔ سیناپتی تک اسوقت ورشل کیلئے نوکری چھوڑنے کو ادیت ہیں۔ ہاں ایک مہامنتری راکشس ہے۔ جو کسی طرح بھی نند بنش کے پریم کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ جس وقت مہاراج چانکیہ نے پرتگیا کی تھی۔ کہ وہ نند بنش کی اینٹ سے اینٹ بجائیں گے۔ تو راکشس نے مہاراج نند کو وشواس دلایا تھا۔ کہ وہ چانکیہ کے تمام منتروں کو سردتھا نشپھل کر دینگے۔ اور اس پرتگیا پر وہ اس سمیہ تک قائم ہے۔

راج منتری۔ ہاں یہ ستیہ ہے۔ میں راکشس کو شروع سے جانتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ وہ جان دیدیگا پرنتو! مہاراج نند سے بیوفائی نہیں کریگا۔ اور یہی کارن ہے کہ اس نے راجہ کو کئی بار سمجھایا ہے۔ کہ وہ اپنے رویہ کو بدلکر پرجا کے دل ہاتھوں میں لینے کا پرتین کرے۔ پرنتو بھاوی اٹل ہے۔ اور وہ راکشس کے تمام منتروں کو نشپھل کرنے پر تل رہی ہے۔ یہی کارن ہے کہ بجائے اسکے کہ راجیہ بنش راکشس کا کرتگیہ ہو۔ دل سے اسکے ورودھ ہو رہا ہے تسپر بھی راکشس ان کی سیوا سے منہ نہیں موڑیگا۔

اندو۔ تو اسکا پریوجن یہ ہے کہ ہماری کوشش کے باوجود بھی یدھ کا ہونا آوشیک ہے؟

راج منتری۔ نسندیہہ! کیونکہ راکشس اور اس کے ساتھی جب تک اپنی شکتی کی پرتیکشا نہ کرلیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ چاہے اس میں کتنا بھی نقصان اٹھانا پڑے۔

اندو۔ تو پھر مہاراج کو یہ سب کچھ وستار سے لکھدیا جاوے۔

سب کے سب۔ ہاں اور ان سے پرارتھنا کی جائے۔ کہ وہ شیگھر ہی پدھارنے کی کرپا کریں۔ نند بنش کے پاپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ اور پرجا کے صبر کا پیالہ چھلکنے والا ہے +

باب چہارم

ورشل کی تقریر

لڑائی کا شنکھ بجا۔ پنجاب کے قومی نقارے پر چوٹ پڑی۔ پانچ دوابوں کے بہادر اپنے بہادر راجہ کی زیر کمان مگدھ نواسیوں کو آزادی کا پیغام سنانے کے لئے تیار ہوگئے۔ نقیبوں نے دور نزدیک تک اس خبر کو پہنچادیا۔ اور شہر شہر اور گرام گرام سے بہادر اپنے شجاع راجہ کی رفاقت کا دم بھرتے ہوئے آموجود ہوئے۔ نہ صرف پنجابی ہی بلکہ تکشک، شلا اور اس کے نواح کے یونانیوں نے ایک زبردست فوج کی شکل میں اپنی خدمات ورشل کے حضور میں پیش کیں۔ افغانستان کے رہنے والے کامبوج جیچوں اور سیچوں نے اس طرف رہنے والے کرات اور بلخ کے باشندے باھلیک ہی نہیں۔ بلکہ فارس کے پارسیک (پارسی) بھی اس جنگ کا لطف دیکھنے کے لئے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں پنجاب کی راجدھانی میں آن اکٹھے ہوئے۔

دور دور تک چاروں طرف ہتھیار بندوں کے سوائے کوئی نظر نہ آتا تھا۔ معلوم یہی ہوتا تھا کہ سارا ملک ہی کشتریوں سے آباد ہوگیا۔

فوجیں آراستہ ہوئیں۔ ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ کے بہادر اپنے اپنے سردار کے جھنڈے تلے قرینے سے آراستہ ہوگئے۔ بہادر ورشل نے جہاںگیری چاکندھ کے ساتھ فوجوں کا ریویو کیا۔ اور سب کو مخاطب کرکے ایک ولولہ انگیز تقریر کے دوران میں فرمایا۔

"دیودُھاؤ! ویرو! کشتریو! تم جانتے ہو تم کہاں جارہے ہو؟ یقینی موت کے منہ میں! وہ لوگ جو موت سے ڈرتے ہیں۔ اگر اس وقت بھی اس سینا سے نکل جائیں۔ تو بہت اچھا ہوگا۔ ہاں وہ جو موت کو جو مہاراج کو میدان مقابلہ میں للکارنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ وہی اور صرف وہی اس یدھ میں میرے ساتھی ہونگے۔ کیونکہ یہ پاپ کے خلاف یدھ ہے۔ یہ بھارت بھومی کو اس کے اپنے کپوتوں کے ہاتھوں سے مکتی دلانے کے لئے یدھ ہے۔ ہاں یہ ایک براہمن کی پرتگیا پورکرتی

کے لئے یدھ ہے۔ کیا تم لوگ اس پرتگیا کی پوترتا کو انوبھو کرتے ہو؟

مترو! عزیزو! دکھ اور سکھ کے ساتھیو! نند بنش کے پاپوں کا پیالہ اب چھلک رہا ہے۔ اس کی پرجا کا ایک ایک پرش اسکے ہاتھوں تنگ آکر اس سرو شکتیمان پرماتما سے پرارتھنا کر رہا ہے۔ جو "پتہ" ہے۔ جو پاپیوں کو ان کے پاپوں کی سزا دینے والا ہے۔ وہ "رودر" سروپ پرماتما اب اس بنش کو اس بھارت بھومی سے مٹانے پر تل رہا ہے۔ ہم نے اپنی اور سے بہت یتن کیا بہت کچھ کوشش کی۔ پرنتو نند بنش کی اوستھا دن پرتی دن زیادہ بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ ہا! جب راجہ ہی جیسے پرجا کو پتر سمان سمجھنا چاہئے۔ پرجا کی بہو بیٹیوں کی طرف میلی نگاہ سے دیکھے۔ جب باڑھی کھیتی کو کھانے لگ جائے۔ ہاں جب کشتری ہی بدمعاش ہو جائیں تو پھر باقی دیش کا پرماتما کے سوائے کون رکشک ہے؟

ویرو! تم اس پرماتما کے ہاتھوں میں اوزار ہو۔ تمہیں کشتری بنایا گیا ہے تاکہ پاپیوں کو پاپوں کا پھل دو۔ کیا تم اپنے اس فرض کو پورن کرنیکو تیار ہو"؟

"بیشک"۔ "بیشک" کا آوازہ چاروں طرف سے بلند ہوا۔

"ہاں کشتریو۔ مجھے ہرش ہے۔ کہ تم لوگ اپنے دھرم کو جانتے ہو۔ اور اسے پورن کرنے کو ادت۔ لو اب تمہاری پریکشا کا سمیہ آگیا۔ ہماری طرف سے یہ پریتن کیا گیا تھا کہ کسی طرح رکت نہ بہے۔ کسی طرح نند بنش کی آنکھیں کھل جائیں۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو۔ تو پرجا میں ہی اتنا بل پیدا ہو جائے۔ کہ وہ اپنی شکتیوں کو برت کر راجہ کو ڈنڈ دے سکے۔ پرنتو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بھارت ماتا اپنے چند بچوں کا اور خون بہا جاتا دیکھنا چاہتی ہے۔ کیونکہ جہاں یہ بتاتے ہوئے ہرش ہوتا ہے کہ مگدھ کی پرجا کا ایک بڑا حصہ ہمارے ساتھ سہانو بھوتی رکھتا ہے۔ وہاں اس بات کی اور سے آنکھیں نہیں موندی جا سکتیں۔ کہ نند بنش کے سہائک بھی اس سمیہ تک موجود ہیں۔ جو اپنے پرانوں سے اس کی رکشا کرینگے۔ پرنتو! بہادرو! تم نے بہت سے کڑے سمیہ دیکھے ہیں۔ اسلئے کیا ان کا یہ مٹھی بھر سموہ تمہیں بے حوصلہ کر دیگا"؟

جواب میں آواز آئی "کدا پی نہیں ہم سے ایک ایک ایسے لاکھوں ملکی دشمنوں کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے"۔

باب پنجم

آغاز جنگ

پاٹلی پتر کے باہر گنگا کے اس پار دُور دُور تک جدھر نظر جاتی ہے۔ اِنسانوں کے دل بادل نظر آتے ہیں۔ یہ اِنسان وُہ نہیں۔ جو شہروں کے اندر امن وامان سے بستے ہیں۔ بلکہ وُہ جو ایک دُوسرے کے خُون کے پیاسے ہو رہے ہیں جنہوں نے ایک دُوسرے کا خُون بہانے کی قسم کھا رکھی ہے شہر سے تھوڑے فاصلہ پر اس عظیم الشّان خندق کو گُذر کر جو شہر کی رکھوالی کر رہی ہے اور جس میں گنگا اور سون کا پانی جمع ہو کر اسے ناقابلِ عبور بنا رہا ہے۔ مہاراج نند کا لشکر ٹڈی دل کی طرح پھیل رہا ہے۔ ۴۰۰۰ (چار ہزار) ہاتھیوں کی فوج دُور دُور تک ایک سیاہ دیوار بنا رہی ہے جن پر چار چار آدمی سوار ہیں۔ ایک مہاوت۔ دو دو ہودج پر پہلوؤں میں۔ اور ایک ایک پیٹھ پر۔ گویا بارہ ہزار جنگ آزما تو محض ہاتھیوں کے سوار ہی ہیں۔

ہاتھیوں سے گذر کر رتھ سواروں کی فوج ہے۔ ایک ایک رتھ میں رتھبان کے علاوہ دو دو قادر انداز ہیں۔ پھر سوار اور پیادوں کا شمار تو اندازے سے باہر ہے۔

اس عظیم الشّان لشکر کی کمان مہامنتری راکشس کے ہاتھوں میں ہے۔ جو آج اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر سارے انتظام کو درست کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

دُوسری طرف ورشل کے بھارت سپُوت ہیں۔ جن کی ترتیب کے لئے مہامنتری چانکیہ ذمّہ دار ہیں۔ یہہ لشکر گو تعداد میں کم ہے۔ شگر کرات۔ کامبوج۔ باھلیک۔ یون۔ پارسیک۔ تالو۔ کشدرک سوبھیت۔ کلوت۔ گاندھار اور کاٹھی جاتیوں کے چیدہ چیدہ منتخب بہادروں پر مشمول ہے جنہیں اپنے بہادر جرنیل کی زیرکمان دادِ شجاعت دینے کی تمنا ہے۔ ورشل کے نام میں معلوم نہیں کونسی مقناطیسی قوت ہے۔ کہ جہاں جہاں سے اسکی سینا کا گذر ہوا ہے۔ لوگ خود بخود اس میں شامل ہونیکے لئے آموجود ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے بہادروں کا باوجود قلتِ تعداد کے بھی حوصلہ بڑھا ہوا ہے

جنگ کا سنکھ زور سے پھونکا گیا۔ دونوں طرف کے بہادروں کی تلواریں تیزی سے میانوں

سے نکلنے لگیں۔ مہامنتری راکشس نے اپنی سینا کو مخاطب کرکے کہا:۔
"ویرو۔ دلیرو۔ یودھاؤ! سمیہ آگیا۔ جب تمہیں نمک کا حق ادا کرنا ہوگا۔ وہی ورشل جسے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ اس کی بدعنوانیوں کی وجہ سے راجیہ سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ ایک بے اصولے برہمن کی مدد سے پنج ندیش کے لٹیروں اور ڈاکوؤں کو ساتھ لے کر تمہارے امن وامان اور شانتی کو تباہ کرنیکے لئے آگیا ہے۔ وہی شارودل پتر (شیر کا بچہ) جسے سوئم مہاراج نند نے اپنی گود میں پالا تھا۔ آج اپنے پالنے والے کا خون پینے پر کٹی بدھ ہے کیا تم یہ دیکھو گے اور اسے اسکی سزا نہیں دو گے؟ کشتری لوگ کشتری پران دیتے ہیں۔ پرنتو رن سے مکھ نہیں موڑتے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ رن میں لڑتے ہوئے مرنے سے سوریہ لوک ملتا ہے۔ رن میں کٹ کر گرنیوالے شور بیر کی آتما تیر کی سی تیزی سے چندر لوک اور پتری لوک کو گذر کر اپنے انتم دھام کو پراپت ہوتی ہوئی سوریہ لوک میں پہنچ جاتی ہے۔
راجپوتو! آجتک تم نے راجہ کا ان کھایا ہے۔ اب اسے سپھل کرنیکا سمیہ آگیا ہے دیکھو مٹھی بھر ڈاکو تمہارے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ نندیہ نو لاکھ پیادوں اور چالیس ہزار سواروں کے سامنے ان انے گنے لٹیروں کا ٹھہرنا اچنبھا ہوگا۔
ہمت کرو۔ اور دوپہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے دیش کو اس وبا سے پاک صاف کرکے دم لو تاکہ بھوشیہ میں کسی کو ایسا کرنے کا حوصلہ نہ ہو۔
ویرو! اس یدھ کا مول کارن ورشل اور چانکیہ ہیں۔ ان کا خاتمہ ہو جانیسے سینا چند پل بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ اس لئے کوئی ہے جو ان دونوں کا سر لانیکا حوصلہ رکھتا ہو؟ انہیں جیتے یا مردہ لانے والے کے لئے ایک لاکھ پن پاری توشک!"

مہامنتری کی وکتر تا ختم ہوئی۔ مگر اس کے دل کی آگ نے دیا سلائی کی طرح ہزاروں دلوں میں آگ لگادی۔ بہادروں کی تلواریں میانوں میں بیتابی سے تڑپنے لگیں۔ اور وہ دھڑکتے ہوئے دل اور اچھلتے ہوئے خون کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

دوسری طرف ورشل اور چانکیہ بھی غافل نہیں تھے۔ آج انہیں اپنی سپاہ گری کے جوہر پورے طور پر دکھانا تھا۔ فوج کی ترتیب وہی تھی۔ جو یوڈیموس کے ساتھ جنگ میں رکھی گئی تھی مگر اسپر اضافہ یہ تھا۔ کہ ریزرو فوج کی تعداد بڑھادی گئی تھی۔ اور سینا کو کئی حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک ڈویژن کو آرام کا وقفہ دینے کا سامان کر لیا گیا تھا۔

دونوں فوجوں کو جنگ کی آگ میں جھونکنے سے قبل درشٹل کی تقریر سُننے کے قابل تھی - اپنے بہادروں کو مخاطب کرکے اس نے کہا:-

"یودھاؤ! آج تم اپنے ہی گوشت اور پوست کے برخلاف یدھ کرنیوالے ہو- آج تم اپنے ہی جسم کے ٹکڑوں کے خُون سے ہاتھ رنگنے والے ہو- یہ دُکھ کی اور شوک جنیہ بات ہے پرنتو! شوک! کہ اسکا کوئی علاج نہیں- وَید شریر کے اس انگ کو جو اسادھیہ ہو جائے کاٹ ڈالتے ہیں- اور انہیں سنکوچ نہیں ہوتا- اسی طرح آپ کو بھی آج اپنے شریر کے اس انگ کو کاٹنا ہے جو روگ گرست ہے جس کا روگ ساادھیہ ہی نہیں بلکہ اسادھیہ ہو چکا ہے- اور جس کا اثر اب دُوسروں پر بھی پڑ رہا ہے-

"یتھا راجہ تتھا پرجا" پرسدھ ہے- جب راجہ ہی پاپی ہو- تو پرجا کا بھی پاپی ہو جانا اوشیہ ہے- ہم نے یتن کیا- ہمارے مِتروں نے یتن کیا کہ کسی پرکار راجہ کا یہ پاپ روپی روگ دُور ہو- پرنتو ہمارا پریشرم نشپھل گیا- پس اب کوئی اُپائے نہ دیکھتے ہوئے ہم یدھ پر کٹی بدھ ہوئے ہیں-

مِترو! ہمارے سامنے اب دو راستے ہیں- ایک اور تو اپنے ہی خُون کے ورودھ یُدھ ہے- دوسری اور پاپ پھلی بھُوت ہوتا ہے- اس اوستھا میں ہم کیا کریں-

مہابھارت کے یُدھ میں ارجن کے سامنے یہی پرشن آیا تھا- اور اس وقت بھگوان شری کرشن چندر جی نے اس کے اس مشکل پرشن کو حل کیا تھا-

آج کرشن سمان مہاراج جیا نکیہ ہمارے ساتھ ہیں- اور ان کی سمتی میں اب اوستھا یہانتک پہنچ چکی ہے- کہ ہمیں اپنے انگ کو کاٹنے میں سنکوچ نہ کرنا چاہئے نہیں تو سارا شریر روگ گرست ہو جائیگا-

کشتریو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہُوں- کہ ہم پرپرتی اس سمیہ شترو کی سینیا سنکھیا میں ادھک نظر آتی ہے- پرنتو ہمیں اس سے کوئی بھے نہیں- کیونکہ ہمارے ساتھ

دھرم کی شکتی

ہے- دھرمو رکشتی رکشتاہ پرسدھ ہے- اور آج ہم اس کی سچائی کا ثبوت دینگے پاپی کے مارنے کو پاپ مہابلی ہے- یہ بھی تم نے سُنا ہوگا- اور آج دیکھو گے ہاں اپنے نیتروں سے دیکھو گے- کہ کس طرح پاپ پاپی کو ناش کرتا ہے-

ہاں شور بیرو۔ بڑھو۔ ستیہ کی چٹان پر پگ رکھتے ہوئے بڑھو۔ پاپ کو ناش کرتے ہوئے بڑھو۔ دیوا سر سنگرام ہے۔ پاپ اور پاپیوں سے یدھ ہے۔ اور اس میں کُودتے وقت ہمارا کلیجہ کانپنا نہیں چاہئیے۔ کشتری کا جنم ہی کمزوروں کی رکشا اور پاپ کی تباہی کیلئے ہوتا ہے۔ اگر وُہ ایسا کرتے وقت کانپتا ہے تو وُہ کشتری نہیں۔ کائر ہے بُزدل ہے۔ پاپی ہے۔

بہادرو! کیا مجھے تمہیں یہ بتانے کی آوشکتا ہے۔ کہ اس وقت شترو کی سینا کے اندر بھی آدھی سے زیادہ سینا ستیہ کا ساتھ دینے کے لیئے ادیت ہے۔ ویر وسمرن کر دو ان بہادروں کی دلیری کا جو اس وقت شترو کے پہلو بہ پہلو کھڑے تمہارا شبھ آگمن کرنے کو تیار ہیں۔ خبردار نہیں مایوس نہ کرنا۔ بھارت ورش آج تمہیں پرماتما کے اوتار سمجھتا ہے۔ آج پاپ تمہارے نام سے کانپتا ہے۔ دیکھنا اپنی اس شہرت کو بٹہ نہ لگنے دینا“

مہاراج ورِشل کی تقریر کے بعد مہاراج وشنوگپت چانکیہ نے چند الفاظ میں سینا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”شور بیرو! اس قسم کے بہادر جوشیلے اور ستیہ کے پریمی راجہ کے زیر اثر گیدڑ بھی سنگھ بن جاتے ہیں۔ میرے جیسے براہمنوں میں بھی کشاتر دھرم کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تو کیا کشتریوں کی بابت دُنیا یہ کہے گی۔ کہ وُہ اس وقت اپنے راجہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے؟

نہیں کداپی نہیں۔ کداچت نہیں۔ وُہ کشتری جنہوں نے بے زر اور بے پر ہوتے ہوئے بھی بھارت ورش کو ان بہادر یونوں سے پاک کر دیا جنکی تلوار کے سامنے پارس اور انیہ دیشوں نے سر جھکا دیئے تھے۔ اب نند جیسے بدمعاشوں کی صفائی کرنے میں پیچھے نہیں رہ سکتے۔

شور بیرو! اگر نند کا ہی خیال ہوتا۔ تو میں تو کہتا ہوں۔ ہمیں اتنی تیاری کی بھی آوشکتا نہیں تھی اسے اس کے پاپ ہی تباہ کرنے کیلئے کافی تھے۔ پرنتو ساری شترو سینا میں ایک ہستی ہے جو اس وقت تک اسے تھامے ہے۔ اور وُہ آج کا سیناپتی مہامنتری راکشس ہے۔

پرنتو! آج راکشس کو بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس کھلی دُنیا میں اس سے بھی نیچا دکھانے والے موجود ہیں۔ وُہ اپنی ساری شکتیاں صرف کر کے بھی نند بنش کو بچا نہیں سکیگا۔ کیونکہ پاپ کو سہارا دینے والا سویم اس کے ساتھ ڈوبا کرتا ہے۔

اسلیئے بڑھو۔ اپنے راجہ کے بڑھے ہوئے حوصلوں کا ساتھ دیتے ہوئے شترو کو تیروں پر رکھ لو وجے اوشیہ تمہاری ہے۔ اس میں سندیہ کرنا فضول ہے“ +

بابِ ششم

میدانِ جنگ

دونوں طرف کے بہادر اپنے اپنے شجاع کمانڈروں کی آتشین تقریروں کو سُن کر طاقت ضبط کو کھو بیٹھے۔ ان کے لئے اب خاموشی سے کھڑے رہنا مُشکل ہو گیا۔ آنکھیں خُون کبوتر ہو گئیں۔ چہرے نشۂ شجاعت سے سُرخ ہو گئے۔ بہادر اور حوصلہ مند راہوار پاؤں سے زمین کھودنے لگے۔ بارے الیشور الیشور کرکے حملہ کا اشارہ ہُوا چشم زدن میں دونوں لشکر ایک ہو گئے۔ گویا بحر بیکراں کی دو تیز اور تُند لہریں پُوری تیزی سے باہم ٹکرائیں . . . . . . یا یُوں کہئے کہ دو مہیب اژدہا آگے بڑھکر ایک دُوسرے سے گڈمڈ ہو گئے۔

بہادروں کی شمشیروں کو کھُلے دِل سے کام کرنے کا موقعہ مِلا۔ اور وُہ خُون سے رنگ کر ہر طرف ارغوانی پرچم اُڑانے لگیں۔

طبل و دہل و بوق کو سکتہ ہُوا ڈر سے — اور تاج اُڑے شل ہُما شاہو نکے سر سے
خنجر گرے کھُل کھُل کے شجاعوں کی کمر سے — ساکت ہُوئے مریخ و زحل فتنہ و شر سے

خورشید و مہ نو نے کہا چرخ بریں پر
اب کھول کے رکھدو سپر و تیغ زمیں پر

ویرشل کا حملہ اس وقت اس زور کا تھا۔ کہ اُسے روکنا اِنسانی ہاتھوں کے لئے ناممکن ہو رہا تھا۔ وُہ شمشیر بکف اپنے باوفا شبدیز پر سوار سر سے پاؤں تک خُون سے لت پت دُشمن کے ہزاروں جوانوں کو مُلک عدم کا راستہ دِکھاتا ہُوا بڑھ رہا تھا۔ بہادر پنچ نند دیش نو اسی اس وقت اس کی زیر کمان اس طرح دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ کہ جدھر رُخ ہوتا تھا۔ دُشمن کو بھاگتے ہی بن آتی تھی۔ مگر اسپر بھی ارکشس کی شجاعت کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑنے دیتی تھی۔ وُہ بہادر اسوقت اپنے آپ کو فراموش کئے جدھر جنگ کا زور دیکھتا تھا۔ اُدھر پہنچ جاتا تھا۔ مہاراج نند بھی میدان میں تشریف فرما تھے۔ مگر اس قسم کی جنگ ان کی آنکھوں نے بہت کم دیکھی تھی۔

ہاتھی پر سوار وُہ اس وقت رکشس کو ہدایات دینا ہی اپنا فرضِ منصبی سمجھ رہے تھے۔

درشل کی تیز نگاہ اس وقت ان کے ہاتھی پر تھی۔ اور وُہ دشمن کو کاٹتا چھانٹتا اِس وراُس طرف سے پہلو بچاتا ادھر ہی بڑھا چلا جارہا تھا۔ راستہ میں کئی بار گھرا۔ کئی بار نکلا۔ کئی بار دشمن کے نرغے میں پھنسا۔ اور پھر کئی دفعہ تلوار سے راستہ صاف کرتا ہوا صاف نکل گیا۔

اسکے بہادر جاں نثار بھی اسوقت اس کے پہلو بہ پہلو تھے۔ اور اسے اکیلے ہونیکا موقعہ نہیں دیتے تھے۔ لشکر کی کمان اسطرح مہامنتری چانکیہ پر آپڑی تھی۔ اور اس نے بھی آج اس فرض کی انجام دہی میں اپنے سارے علم کو خرچ کر دیا تھا۔ دشمن کی سپاہ طوفان میں غضبناک سمندر کی طرح ان کی سینا سے ٹکراتی تھی لیکن جس طرح چٹانوں سے ٹکرا کر سمندر جھاگ چھوڑتا ہوا پیچھے چلا جاتا ہے۔ اسی طرح بار بار پسپا ہوتی تھی۔ چاروں طرف عرصہ دار و گیر گرم ہو رہا تھا۔ کہ یکا یک ہوا پر

بھارت ماتا کی جے

کا خوفناک نعرہ اس زور سے بلند ہوا۔ کہ زمین و آسمان دہل گئے۔ دونوں لشکر قتل و غارت کے عین درمیان میں کسی مشترکہ خیال سے متحرک ہو کر ٹھیر گئے۔ سب کی نگاہیں اس طرف اُٹھ گئیں جدھر سے یہ آواز آئی تھی۔ تو ایک عجیب نظارہ نظر آیا۔

بہادر درشل کا شبدیز اس وقت مہاراج نند کے ہاتھی سے برسرِ پیکار تھا۔ وُہ گرانڈیل حیوان اس نظاہر کم حیثیت گھوڑے کو کچل کر اس کا قصہ پاک کرنے پر تُل رہا تھا۔ مگر بہادر شبدیز کی پھرتی کے سامنے پیش نہ جاتی تھی۔ درشل کے چہرے پر اس وقت مسکراہٹ تھی۔ گویا وُہ اپنے وفادار رہوار کی بہادری کا لُطف لے رہا تھا۔ یک بیک گھوڑے نے ایک جست سے اپنے دونو اگلے پاؤں ہاتھی کے مستک پر ٹکا دیئے۔ ہاتھی نے سونڈ پھیری۔ تاکہ اسکے دونوں سُموں کو گرفت میں لیکر کائی کی طرف مروڑ لے۔ مگر دُوسرے لمحہ میں اسکی یہ سونڈ گھوڑے کے دانتوں میں تھی!!

بہادر شبدیز نے دانتوں کو پیس کر سونڈ کو زخمی کر دیا۔ ہاتھی درد سے کراہا۔ اسکی آنکھوں میں اس وقت غصے اور غضب کی ایک روشنی تھی۔ جو سارے جہان کو فنا کرنے کی دھمکی دیتی تھی۔ مگر سونڈ کی گرفت نے اسے بے بس کر رکھا تھا۔

وُہ درد سے چلاتا ہوا زمین پر لیٹ گیا۔ مہاراج نند کے لئے یہ وقت بڑے جوکھوں کا تھا اُنہوں نے جلدی سے ہودج سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر پیشتر ازیں کہ اپنے اس ارادے

میں کامیاب ہوں۔ بہادر ورشل نے

بھارت ماتا کی جے

کا نعرہ مار کر تلوار کے ایک بھرپور ہاتھ سے سر کو جسم سے الگ کر دیا۔ دوسرے لمحہ میں تڑپتا ہوا ایک سر نیزے کی انی پر بلند ہو کر دونوں لشکروں کے سامنے تھا۔!!

یہ سب کچھ اس قدر آناً فاناً اور اتنی تیزی سے ہوا تھا۔ کہ کوئی بھی ہاتھ راجہ کی مدد کو نہ پہنچ سکا مگر سر کو دیکھ کر بہادر راکشس کا خون جوش میں آگیا۔ اور اس نے اپنے بہادروں کو للکارتے ہوئے کہا:۔

"شور بیر ولعنت ہے تمہاری زندگی پر۔ اگر تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک اکیلا شخص تمہارے راجہ کا سر اُتار کر لے جائے۔ اور تمہارے ہاتھ حرکت میں نہ آئیں۔ خبردار راجہ کا قاتل زندہ بچکر نہ جائے۔"

بہادر کشتری ان الفاظ کو سن کر بھوکے شیر کی طرح ورشل پر ٹوٹ پڑے۔ مگر باوجود ان سے گھرے ہونیکے بھی وہ اسی طرح مسکراتا ہوا مخالفوں کی تُرکی تمام کر رہا تھا۔ مہا منتری چانکیہ نے اسوقت اپنے شور بیروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"دلاورو! ظالم نے ظلم کا پھل چکھ لیا۔ نند اب اس پتھوی پر نہیں۔ تمہارے راجہ نے اکیلے لاکھوں مددگاروں سے سرگشت اس کا سر کاٹ کر تمہارے سامنے اونچا کر دیا چلو اب صرف ایک حملے کی دیر ہے۔ شترو اب زیادہ دیر تک نہیں ٹھیر سکتا۔"

جنگ کا زور بڑھ گیا۔ نند کے نو فرزندوں نے اپنے باپ کا قصاص لینے کی قسم کھائی۔ اور اپنی اپنی فوج کے ساتھ ورشل پر چڑھ آئے۔ مگر وہ بہادر اپنے جاں نثاروں کے ساتھ اس وقت اس گھرتے ہوئے نرغہ میں اسطرح جنگ کر رہا تھا جس طرح ایک شیر نر گیدڑوں کے مجمع میں!

اسکی تلوار اس وقت

گہہ شرق میں خورشید کی مانند عیاں تھی گہہ غرب میں مشعل سر نو جلوہ کناں تھی
گہہ چرخ پہ روشن صفت کاہکشاں تھی یہہ تیغ کے پرتو تھے فقط خود وہ کہاں تھی

ادھر نند کی سینا اس وقت اس کے حملے روکنے سے بے بس تھی۔ اسکی تلوار نہیں تھی بجلی تھی۔ برق تھی۔ پیام اجل تھی۔

یاں شور وہاں غل ادھر آئی اُدھر آئی وہ چمکی وہ تڑپی وہ چھپی وہ نظر آئی

وہ تیر گئی خود ہیں وہ سر میں درآئی   گردن سے بڑھی سینہ لیا تا کمر آئی

ہن اسکا گھٹا تھا۔ جو دلیسر انہ بڑھا تھا

مُنہ کی وہی کھاتا تھا جو مُنہ اسکے چڑھا تھا

پے در پے نند کے آٹھ فرزند دل نے اس کے ہاتھ سے زمین چاٹی۔ اور تا حال اس کا حوصلہ کم نہیں ہوا۔

بہادر چانکیہ نے اس وقت راکشس کو سنبھال رکھا تھا۔ دونوں مہا ستریوں کی فوجیں ایکدوسرے سے طاقت آزمائی کر رہی تھیں کہ یک بیک راکشس کو راج پُتروں کے قتل کی خبر پہنچائی گئی۔ اور اس نے پہلو بچا کر ان کی مدد کو پہنچنا چاہا۔ مگر اس وقت تک ورشل کی ریزرو فوج کا دستہ حرکت میں آ چکا تھا۔ اور نند کا اکیلا باقیماندہ راج پتر ورشل اور اس تازہ دم فوج کے درمیان بے طرح پھنس رہا تھا۔ پیچھے سے چانکیہ کی سینا کا ریلا آیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فوج میں گڑبڑ مچ گئی۔ بہادر ورشل کا مشہور و معروف نعرہ

بھارت ماتا کی جے

کیصورت میں پھر ہوا میں گونجی جس نے چاروں طرف کھلبلی مچادی۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔

خود رفتہ ہوئی بھاگ گئے رن سے وہ بے پیر   ترکش ہیں دہرے تیغیں میانوں میں دہرے تیر

جی کرکے جو ٹھیرے تھے دم وار و دمِ گیر   قبضہ کے بدل ہاتھ میں پکڑا اسرِ شمشیر

نیزوں کے عوض ہاتھ فقط جوڑ رہے تھے

ہاتھوں سے کماندار کماں چھوڑ رہے تھے

ابھی پتہ نہیں یہ کشت و خون کتنی دیر تک رہتا۔ اور کتنے بندگانِ خدا اپنے اجسامِ خاکی سے جدا ہوتے۔ مگر غروب ہوتے ہوئے آفتاب نے نند کی سینا کی مدد کی۔ اور تھوڑی دیر میں ہی اندھیرے نے اپنی چادر درمیان میں پھیلا کر دوست اور دشمن کو الگ الگ کر دیا۔

باب ہفتم

گمشدہ کی تلاش

تقریباً بارہ سال کے سارے نند بنش کو کٹوا کر مہامنتری راکشس نے اس خاندان کے اکیلے چراغ کو محفوظ رکھنے کے لئے رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لشکر کو قلعہ میں واپس ہونے کا حکم دیا۔ دن بھر کی سخت محنت سے تھکے ہوئے بہادر بے ترتیبی سے قلعہ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہزاروں ہاتھیوں، ہزاروں رتھوں اور لاکھوں سوار اور پیادوں میں رات کے اندھیرے میں ترتیب کا رہنا ناممکن تھا۔ خاصکر جبکہ ہدایات اور احکام بھی نہایت خاموشی سے دیئے جاتے تھے۔ قلعہ کے اندر پہنچکر راجکمار کی تلاش ہوئی مگر سب کی مایوسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جبکہ یہ معلوم ہوا کہ وہ لاپتہ ہے!

تجربہ کار جاسوسوں کو اندھیری لالٹینیں دیگئیں تاکہ اگر وہ میدان جنگ میں زخمی پڑا ہو تو اسے تلاش کریں۔ مگر لکھوکھا دوست اور دشمنوں میں ایک واقف شکل کو ڈھونڈنا آسان کام نہ تھا۔ ہر طرف جاسوس پڑے پھرتے تھے۔ ایک ایک لاش کو سر نیچا کرکے بغور دیکھتے تھے مگر گوہر مقصود لاپتہ تھا!

رات کے تین پہر اسی سرگردانی میں گذر گئے۔ میدان جنگ سارا کا سارا چھان مارا گیا۔ مگر ہنوز روز اول کا معاملہ درپیش تھا۔

مرغ کے بولنے کی آواز بھی سنائی دی جس نے باوجود اس ہنگامہ جنگ وجدل کے اپنے وقت کو نہیں بھلایا تھا۔ اب تھوڑی دیر میں چڑیاں چرچرانے لگیں گی۔ وور فاصلے پر مخالف سینا کے سپاہیوں کے پہرے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی ہیں۔ دن نکلنے میں تھوڑا عرصہ رہ گیا "کیا سو والیہ قید ہو گیا؟ کیا وہ دشمن کے ہاتھوں میں قید ہو گیا؟" اس خیال نے راکشس کے دل میں جو خود تلاش کرنیوالی پارٹی میں سے ایک تھا چٹکی لی۔ اور نتائج کا خیال کر کے اس کا شجاع دل بھی کانپ اٹھا۔ چنانچہ کی کھلی چوٹی اس کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔

جو کالے ناگ کی طرح اس نوجوان کو ڈس رہی تھی۔

اور آگے بڑھا۔ دل نے کہا۔ اب تلاش بیُود ہے۔ سومالیہ اس مرگستان میں نہیں۔ وُہ دشمن کے قابو میں ہے۔ مگر اس جواب نے دماغ کو تسلّی نہ دی۔ اسلیئے آہستہ سے آواز دی۔ "سومالیہ ہوت!!"

صدائے برنخواست! دو چار قدم اور آگے بڑھا۔ سامنے لاشوں کا ڈھیر تھا۔ لالٹین نیچی کی۔ تو روشنی ایک جسم پر پڑی۔ جو خاک و خون میں لت پت لمبی نیند سو رہا تھا۔

بتّی کو اور نیچے کیا۔ چہرے پر پھیرا۔ تو بے اختیار مُنہ سے نکل گیا۔

"ہا! ریشمی کپڑے پہننے والے! تیری یہ دشا! ہر طرح کے عیش و آرام بھوگنے والے! تیری یہ اوستھا! پربھو! کیا میری آنکھیں مجھے دھوکہ تو نہیں دیتیں؟ کیا نند بنش کا آخری چراغ بھی بجھ گیا؟"

بتّی زمین پر رکھدی۔ کہتے ہیں۔ "دُنیا بہ اُمید قائم" اُمید ایک ایسی چیز ہے۔ جو آخری وقت تک بھی اِنسان کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اس وقت جبکہ تمام وَید۔ حکیم۔ ڈاکٹر جواب دے جائیں اس وقت بھی یہی خیال رہتا ہے "کیا عجب! جو پرماتما جیوتی سروپ کرپا کریں! اور یمراج اس پرانی کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے"

مجھے یاد ہے اور خوب یاد ہے۔ جب میری ماتا کا دیہانت ہوا۔ میں سرہانے بیٹھا ہوا سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ لافانی آتما فانی شریر سے الگ ہوگئی۔ وُہ آنکھیں جو پیار سے ہمیں دیکھا کرتی تھیں۔ دیکھنے کی طاقت سے محروم ہوگئیں۔ اُپنشد کا کہا سچ ہوگیا۔ کہ "آتما کی شکتی سے ہی اگنی جلتی ہے۔ اسی طاقت سے آب دوال میں روانی ہے یہی طاقت ہوا کو اُڑانے کی شکتی دیتی ہے یہ نہ ہو تو ساری طاقتیں رکھتے ہوئے بھی یہ پرکرتی بے بس ہے۔ کچھ نہیں کر سکتی"

اس عجیب و غریب اور ہرسے بیدھک نظارے کو دیکھ کر سب دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ مگر میں اس جسم کو جس نے میرے جسم کو جنم دیا تھا۔ ہاتھ لگا کر اسکی حرارت کو محسوس کر رہا تھا۔ مجھے اس جسم میں تا حال حرارت محسوس ہوتی تھی۔ اور شک گزرتا تھا۔ کہ وُہ جسے لوگ اپنا یقین کہہ رہے ہیں۔ حقیقت میں غلطی تو نہیں؟

یہ اسی اُمید کا کرشمہ تھا۔ جو باوجود سارے لوگوں کے یقین کے بھی مجھے ڈھارس بندھا

رہی تھی۔ اور اسی اُمید نے اس وقت راکشس کو اس امر پر مجبور کیا۔ کہ وہ بتی ہاتھ سے رکھکر اس جسم کو ٹٹول کر دیکھے۔ کہ آیا اس میں پران ہیں یا نہیں؟

مہامنتری نے جھک کر راجکمار کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ چند سیکنڈ ہاتھ یہاں پڑا رہا۔ مگر دل کو اطمینان نہ ہوا۔ پھر نتھنوں کے آگے ہاتھ دیا لیکن سانس چلتا نظر نہ آیا۔ نبض ہاتھ میں لی۔ وہ بھی ساکت تھی۔ ایک منٹ تک اسے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کلائی کو چھوڑ کندھوں تک ناڑیوں کو ڈھونڈ ڈالا لیکن کوئی پھڑکتی نظر نہ آئی۔

شک یقین کی صورت اختیار کرنے لگا۔ وہ بات جس کا خطرہ تھا۔ سچ ثابت ہوتی نظر آئی۔ لیکن اُمید نے پھر ہاتھ پکڑا۔ بتی کو آگے کر کے آنکھوں کو اُلٹایا۔ دھڑکتے ہوئے کلیجہ سے ان کی حالت کو ملاحظہ کیا لیکن آہ! وہ پتھرا چکی تھیں!

جسم سرد تھا۔ سانس کا نام و نشان نہ تھا۔ نبض ساکن تھی۔ آنکھوں کی پتلی کا نور ہو چکی تھی اب یقین دلانے کے لیے باقی کس بات کی کسر تھی۔؟

راکشس نے دو ہتڑ سر پر مارے۔ نند بنش کا خاتمہ ہو گیا! چانک کی پرتگیا پوری ہو گئی۔ اس کے غصہ کی آگ نے نند بنش کے ایک ایک پوتے کو بادِ سموم کی طرح جھلس ڈالا۔

دیگر جاسوس اردگرد جمع ہوئے۔ مہاراجہ نند اور نند بنش کے ان راجکماروں کو جن کے ساتھ محل کے اندر جاتے اور باہر نکلتے ہزاروں آدمی باڈی گارڈ میں ہوتے تھے۔ جن کے اشارے پر انسانوں کی زندگی اور موت کا دارومدار تھا۔ ہاں راج بنش کے ان ممبروں کو علیحدہ علیحدہ ارتھیوں پر سوار کیا گیا۔ تاکہ قلعہ میں جا کر انہیں اگنی دیوتا کی گود میں سونپنے کا انتظام کیا جائے!!

دُنیا کا یہی وطیرہ ہے! اس عالم فانی کا یہی انجام ہے! وہ جو پاپ کرتے وقت آگا پیچھا نہیں دیکھتے۔ نوٹ کر لیں۔ وہ جو ظلم کرتے وقت سب کچھ بھول جایا کرتے ہیں۔ ہاں وہ جو عیش و آرام کی لہر میں بہہ جا کر دوسروں کے سکھ دُکھ کی طرف سے آنکھیں مُوند لیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ایک طاقت ایسی موجود ہے۔ ایک شکتی ایسی ہے۔ جو ان کے تمام ظلم و ستم کا۔ ان کی تمام طاقتوں کا۔ ان کے تمام عیش و آرام کا اپنے نہ نظر آنیوالے ہاتھ کی ذرا سی حرکت سے خاتمہ کر سکتی ہے اور کر دیا کرتی ہے۔

اس ساڑھے تین ہاتھ کے جسم پر اترانے والو! ذرا سوچو تو سہی۔ ہاں جس وقت کبر و نخوت سے اپنا سر اونچا اُٹھا کر دوسروں کو کچلنے کا خیال کیا کرتے ہو کبھی یہ بھی تو سوچا کرو۔ کہ اس عظیم الشان نیست

وہم وگمان سے پرے برہمانڈ میں تمہاری اس سرشٹی کی تمہاری اس زمین کی کیا حیثیت ہے۔ ہاں جب یہ کسی قدر دماغ میں آجائے۔ تو یہ اندازہ لگانے کی کوشش کیا کرو۔ کہ اس لکھوکھا میل کی لمبائی اور چوڑائی والی زمین میں جس کے اندر چیونٹی سے لیکر وہیل مچھلی تک جسامت کے جاندار موجود ہیں۔ تمہارے ساڑھے تین ہاتھ کے جسم کی کیا وقعت ہے؟

اس وقت تمہیں پتہ لگیگا۔ کہ تمہارا یہ کبر ونخوت۔ تمہاری یہ بلندنظری۔ تمہارا یہ ظلم و ستم اور تمہاری یہ خود پسندی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ ہاں تب تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ کہ تم اس وہم وگمان سے پرے کائنات میں ایک بے حقیقت ذرّے کی جگہ رکھتے ہو۔ جسے ایک معمولی سی ہستی پاؤں تلے کچل سکتی ہے! مگر نہیں انسان کے دماغ پر پردہ پڑا ہے۔ وہی پرکرتی وہی مادی اشیاء جو اسکی آنکھیں کھولنے کا موجب ہونی چاہئیں تھیں۔ اس کے حواس کو معطل کرنے کا موجب ہوجاتی ہیں۔ اسکی بدھی کے چمکتے ہوئے آئینہ کو دھندلا کردیتی ہیں۔ اس کی آنکھوں پر چربی چھاجاتی ہے۔ اور وہ نند اور نند بنش کیطرح پاپ اور گناہ کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے لیتا ہے۔ وہ گناہ کرتا ہے۔ اور اس میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ مگر خدائی قانون مکمل ہے۔ ایشوری نیم اپنا کام برابر کرتے ہیں۔ وہ روگ کو بیماری کو رہنے نہیں دے سکتے جس طرح انسانی جسم بیماری کو اپنے اندر سے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح ایشوری نیم پاپ روپی روگ کو جب وہ اپنی حدود کو پھاند جائے۔ دفع کرنے کے لئے حرکت میں آتے ہیں۔ اس وقت ہاں اس وقت

بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم
دگرگوں مے شود احوال عالم

معمولی سے اور ظاہرہ بے حقیقت اسباب بڑے بڑے نتائج پیدا کردیتے ہیں۔ ایک ذرا سی چنگاری سے اڑی ہوئی آگ جہان کو فنا کرنے کی دھمکی دیتی ہے۔ گردن کشوں کے سر خاک میں مل جاتے ہیں۔ مغروروں کی کھوپریوں کو ٹھوکریں لگتی ہیں۔ قدآور درخت جڑ پیڑ سے اکھڑ جاتے ہیں۔ اور قدرت کے آرام کام کرنے کی راہ میں جو مشکلات تھیں۔ وہ دور ہوکر ایک بار پھر یہ سرشٹی اپنے معمولی دَور کو شروع کردیتی ہے +

باب ہشتم

راجہ سبھا میں تکرار

زمانہ رنگ بدلتا ہے۔ اسے ایک حالت پر قرار نہیں۔ ابھی کل شیش ناگ نبش کے آخری راجہ مہاپدم نند کا داہ کرم سنسکار کیا جارہا تھا۔ چار چندن اور گھی ڈالا گیا تھا۔ رانیاں ساتھ ستی ہورہی تھیں۔ چاروں طرف ماتم کا سامان تھا۔ لیکن آج راجہ سبھا اکٹھی ہورہی ہے اور اس امر پر وچار کیا جائیگا۔ کہ دشمن سے مقابلہ کس طرح جاری رکھا جائے۔

سبھا کے سارے سبھا کے لوگ تشریف لے آئے۔ اور مہامنتری راکشس نے انہیں مخاطب کر کے کہا:۔

"مہاراج نند کے ہتیشی سجنو! آج مہاراج نند ہم میں نہیں۔ پرنتو! ان کا خون بدلہ کے لئے پکار رہا ہے۔ ان کا بھوتک شریر اگنی دیوتا میں جل کر سواہا ہوگیا۔ پرنتو ان کی آتما اس سمیہ تک شانت نہیں ہوگی جب سمیہ تک کہ ان کے قاتل کا سر شریر سے الگ نہ کیا جائیگا۔ ہا! کتنے شرم کی بات ہے۔ کہ راجہ ہمارے دیکھتے دیکھتے اس دنیا سے چل دیں۔ پرنتو ہم ہاتھ بھی نہ ہلائیں۔ اُف! ہم کیوں نہ اس سمیہ سے پہلے ہی چل دیئے۔ ہم کیوں یہ کال دیکھنے کے لئے زندہ رہے؟ پرنتو نہیں۔ پرماتما سروشکتیمان ہمارے وسیلے سے مہاراج کے قاتل سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ اور ہم اس سمیہ تک آرام کی نیند نہیں سوئیں گے جب تک کہ شترو کو نیچا نہ دکھالیں۔ پرنتو اس بات کی طرف سے نیتر موند سے نہیں جا سکتے کہ اس سمیہ ہمارے سر پر مہاراج کا چھتر نہیں ہے۔ اور بنا مہاراجہ کے ہم اس مہاں کاریہ کو پورن نہیں کر سکتے۔ اسلئے یہ اتی آوشیک ہے۔ کہ ہمارے سر پر ہمیں سیدھا مارگ درشانے کو کوئی ادھی پتی ہو۔ یہ بات کہنے کی آوشکتا نہ پڑتی۔ اگر مہاراج کے سپوتوں میں سے ایک بھی اس وقت ہم میں اپستھت

ہوتا۔ پرنتو مہا شوک اکرنگ کے یدھ نے نند بنش کا ایک طرح پر خاتمہ کر دیا۔
اس کارن میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی ایسی ویکتی کو جو آیو میں تجربہ میں اور
ودیا میں اس قابل ہو۔ راجیہ چنکر ہم شتروؤں سے بدلہ لیں۔ میری درشٹی اس
سمیہ ایک ایسی ویکتی پر پڑتی ہے۔ جو دوھیچی کی طرح ہمیں شترو پر وجے دلا
سکتی ہے۔ اور وہ برودھ مہاراج سروارتھ سدھی ہیں۔ کیا آپ میرے
ساتھ اس بات پر سہمت ہیں۔ کہ انہیں راجیہ کا بھار سونپ کر ہم شترو کو تباہ و
برباد کرنے کا کاریہ اپنے ہاتھ میں لیں"۔

ورادھ گپت اور ایک دو اور وزرا نے اس تجویز کی تائید کی جن کے بعد سیناپتی اٹھ کر
کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"ہم یہ سجنو۔ مہاراج مہاپدم نند یدھ میں لڑتے ہوئے اس بھوتک شریر سے الگ
ہوئے۔ ان کے سپوت بھی اسی پرکار یدھ میں جیون دان کر گئے۔ ان کا یہ
سوبھاگیہ ہے۔ ہم سب اس قسم کی مرتیو کا ہمیشہ شبھ آگمن کرنے کو ادیت ہیں
بھگوان کرشن چندر گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۳۱-۳۲ میں فرماتے ہیں:-
کو در کشتری کے لئے دھرم یکت یدھ سے پرشست تر (بہتر) اور کچھ نہیں
سو بھاگیہ وان ہے وہ کشتری۔ جو کھلے ہوئے سورگ کے چوپٹ دوار کی بھانتی
اپنے آپ پراپت ہوئے ایسے یدھ کو لابھ کرتے ہیں؟

اس لئے مہاراج کے وشے میں ہمیں شوک کرنے کی آوشکتا نہیں۔ ان کے اندر
جو بھی تریٹیاں بھی تھیں۔ پرنتو یدھ بھومی میں لڑتے ہوئے مارے جانے سے وہ
سیدھے سورگ لوک کو پراپت ہوئے۔ یہ ہرش کا وشے ہے۔ شوک کا نہیں۔

پرنتو اس سمیہ جو وچار اپستھت کیا گیا ہے۔ وہ ایسا نہیں کہ اسے جھٹ پٹ
فیصلہ کر دیا جائے۔ مہاراج سروارتھ سدھی برودھ ہیں۔ ایشور بھگت ہیں۔
ہمارے پوجنیہ اور مانیہ ہیں۔ پرنتو آیا وہ راجیہ پد کے ادھیکاری ہیں اتھوا نہیں
یہ وچارنیہ بات ہے۔ مہاتما ہونا۔ ایشور بھگت ہونا۔ اور برودھ ہونا اور بات ہے۔ اور
نیتی نپن۔ اور یدھ وشارد ہونا اور بات ہے۔ "مہاپرش" نیتی مان منتریوں کے ہاتھوں میں
کٹھ پتلی ہوتا ہے۔ وہ ہیں دنیا سے ان بھاگیہ ہوتا ہوا ایک ماتر ان کے اشارے پر چلتا ہے

اس کارن راجیہ پد کو سنبھالنے کے لائق نہیں ہوتا۔

ہم نند ونش کے سیوک تھے۔ نند ونش ہمارے مان اور ہمارے آدر کا حقدار تھا اور ہم نے انتم سمیہ تک اس کا ساتھ دیا۔ پرنتو اب جبکہ اس ونش کی کوئی ویکتی اس آسن کو گرہن کرنیکے لئے اپستھت نہیں ہے۔ ہم اس بات پر مجبور نہیں۔ کہ مہامنتری جی کے کتھن کو سویکار کریں۔

میں کہتا ہوں۔ اس سمیہ جبکہ شترو ہمارے دوار پر بیٹھا ہے ہمیں ایک زبردست مضبوط۔ بل بدھی یکت۔ نیتی پن۔ حوصلہ مند راجہ کی آوشکتا ہے۔ اور سینا صرف ایسے ہی راجہ کے سامنے سر جھکائیگی۔ اور اسی کے لئے اپنی بہو مولیہ جانیں دیگی۔ صرف منتریوں کا من پرسن کرنیکے لئے نہیں۔ مہاراج سروارتھ سدھی کی آیو تپشچرن میں ویتیت ہوئی ہے۔ اور اس سمیہ بھی وہ اسی کاریہ کے لائق ہیں۔ اس لئے اس سمیہ انہیں راجیہ پد گرہن کرنیکی تکلیف دینا نہ صرف ان پر بلکہ پرجا پر بھی ظلم ہوگا جس کا انومودن کرنے کے لئے کم از کم میں ادیت نہیں ہوں۔

ایک بات اور اور وہ یہ کہ مہاراج نند اس وقت ہم میں نہیں۔ نند ونش سے دور کا سنبندھ رکھنے والی کوئی ویکتی ملتی نہیں سوائے ایک کے۔ اور وہ ہمارا ورتمان شترو **ورشل** ہے۔ مہاراج نند کو اس نے کھلے یدھ میں جیتا ہے۔ اسلئے نہ صرف شاستر کے کتھن انوسار ہی بلکہ یدھ کے نیم انوسار بھی وہ پاٹلی پتر کا سوامی ہے وہ بھگوان کرشن چندر کے کتھن انوسار شوریہ تا ہو ابھی پورا کشتری ہے۔ کیونکہ بھگوان فرماتے ہیں:۔

"شوریہ۔ تیج۔ دھیریہ۔ دکشتا (تیزی۔ پھرتی) یدھ میں پیٹھ نہ دکھانا۔ اور حکومت کا مادہ یہ کشتری کا سوبھاوک کرم (ذاتی خاصہ) ہے"

یہ ساری باتیں ہمیں اس میں نظر آتی ہیں۔ یونانیوں کے ساتھ یدھ میں وہ اپنے دیش ہت کا پریچے دے چکا ہے۔ ابھی اگلے دن کے یدھ میں ہم اسکی شوربیرتا کا اندازہ لگا چکے ہیں۔ سارے دیش کی پرجا اس وقت اس کے گن گان کر رہی ہے۔ اس اوستھا میں کیا یہ اُچت نہ ہوگا۔ کہ ہم جو کچھ اُس کا ہے۔ اسے دیکر اس سارے یدھ کا خاتمہ کر ڈالیں۔ یہ وچارنیہ بات ہے"

اس تقریر نے سبھا کے وچاروں کا رُخ بالکل پلٹ دیا۔ سیناپتی کے پشچات منتری شکٹار

نے اُٹھ کر فرمایا۔

"سندیہ جو کچھ سیناپتی جی نے کہا ہے۔ سروتھا سیتہ ہے۔ مہاراج سروارتھ سدھی سولئے ایکانت میں بیٹھ کر یوگ ابھیاس کرنیکے اس قابل نہیں۔ کہ سینا کو یُدھ بھومی میں لے جا کر شتروؤں سے لڑا سکیں۔ دُوسری اَور ورشل ہے جس نے اپنے جیون سے پرجا کے دلوں کو وَست کر رکھا ہے۔ اس میں سندیہ نہیں۔ کہ اِس وقت راجیہ اس کے حوالے کرتے ہُوئے ہمیں سنکوچ ہے کیونکہ ہم یہ انوبھو کرتے ہیں۔ کہ لوگ ہمیں کائر اور ڈرپوک کہیں گے۔ آنے والے اتہاس وتیا شاید یہ بھی کہیں۔ کہ ہم نے اپنی پران رکشا کے لئے پاٹلی پتر کو شتروؤں کے سپرد کر دیا۔ پرنتو یہ سب کچھ جانتا ہوا بھی مَیں کہتا ہُوں۔ کہ دھرم کے سامنے لوک لجا کوئی چیز نہیں۔ نند بنش سے سمبندھ رکھنے والا اکیلا پُرش ہونے کے کارن ورشل اس راجیہ کا سوامی ہے۔ یدھ میں وجے پانے کی وجہ سے بھی وُہ اس راجیہ کا حقدار ہے۔ پرجا کا بڑا حصّہ اسے چاہتا ہے۔ وُہ بھوشیہ کے لئے ہمیں اور ہمارے راجیہ کو سورکشت رکھ سکتا ہے۔ پھر اگر جھوٹی لوک لجا ہمیں حقدار کا حق چھیننے اتھوا ادھرم کرنے کے لئے کہہ رہی ہے۔ تو ہمیں اسے پرے پھینک دینا چاہئے۔ مہامنتری جی اس سمے کہ دو دھمیں ہیں۔ وُہ نند بنش کے شترو کو اپنا شترو مان رہے ہیں۔ اور مَیں اس بات کیلئے ان کا مان کرتا ہُوں۔ پرنتو مَیں کہتا ہُوں۔ کہ کیا یہ نند بنش کے ساتھ انیائے نہیں۔ کہ اس بنش سے ذرا سا سمبندھ رکھنے والے شور ہیر کو بھی اس دُنیا کے پردے سے اُٹھا دینے کے لئے یُدھ کو جاری رکھا جاوے؟ کیا نند بنش کا پریم یہ نہیں چاہتا۔ کہ جس ویکتی میں اس بنش کے رکت کا ذرا سا حصّہ بھی گردش کرتا ہے۔ اسے پوجنیہ اور مانینہ سمجھ کر اس کی رکشا کی جاوے؟"

سبھا میں اختلاف رائے ہوگیا۔ مہامنتری راکشس کی تجویز سیناپتی اور شکھار کی وزندار دلائل کے سامنے پھیکی پڑ گئی۔ دونوں طرف ذمہ دار وزرا تھے۔ جن میں سے کوئی بھی اپنی رائے کو بدلنے پر تیار نہ تھا۔ راکشس کے اندر اپنے مرحوم آقا کے قتل کا انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اسلئے وُہ لوگوں کے جذبات کو اپیل کر رہا تھا۔ دُوسری طرف فوج

کا نمائندہ اور عامّۃ النّاس کی رائے کا ترجمان دونوں متفق تھے۔ جو حق حقدار کے سپرد کر کے خلقِ خدا کا خون بہانے سے بچنا چاہتے تھے۔ دیر تک ردّ و کد ہوئی۔ دیر تک بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ ایک کی دلائل دوسرے کو قائل نہ کرتی تھیں۔ بالآخر کثرت رائے سے فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ مگر کثرتِ رائے پہلے سے ہی نند منش کے خلاف تھی۔ اس پر ویر ورشل کی بہادری، دلیری اور دیش بھگتی نے اسے اور بھی موہت کر رکھا تھا اس لئے جیت سیناپتی اور شکٹار کی رہی۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ ویر ورشل کو صلح کا پیغام بھیجکر آئندہ کشت و خون کو بند کر کے خلقِ خدا کو سکھ کی نیند سونے کا موقعہ دیا جائے مہا منتری راکشس کو جبراً و قہراً اس فیصلہ کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ مگر اسکی نظریں بتاتی تھیں۔ کہ ابھی اس نے اپنے آخری ہتھیار نہیں پھینکے۔ اور وہ دل ہی دل میں کچھ سوچ رہا ہے ✦

باب نہم

گوروشسٹہ کی گفتگو

شام کا وقت ہے۔ سوریہ دیوتا دن بھر کی مسافت طے کرنے کے بعد اُفق مغرب میں آرام کرنا چاہتے ہیں۔ ایشور کے پیارے اس وقت شہروں سے باہر نکلکر ندیوں کے کنارے پر چلے گئے ہیں۔ تاکہ کھلی فضا میں نیلے نیلے آسمان کے نیچے رِپ رِپ کرتے ہوئے پانی کے کنارے قُدرت خُدا کا جلوہ دیکھکر دیدار مطلوب میں محو ہوجائیں۔ پاٹلی پتر کے ہزاروں نرناری اس وقت شہر کے باہر بہنے والی گنڈک وتی۔ سون اور گنگا کے کنارے جاکر تلاش یار میں مصروف ہیں ملک میں حالت جنگ ہے۔ سپاہی اور ہتھیار بند دُشمن کے خُون کے پیاسے ہیں۔ مگر اس پر بھی اہالیان شہر معمُول کی طرح پُوری دلجمعی سے اس سرو شکتیمان کی اُپاسنا میں مصروف ہیں جو کمزوروں کا سہارا اور پاپیوں کو سزا دینے والا ہے۔ کیونکہ انہیں یقین ہے۔ کہ ان کا مُلک ایک آریہ راجہ سے محفوظ ہو چکا ہے۔ اسلئے یہ ممکن نہیں۔ کہ وُہ سندھیا سمیہ کا ناجائز فائدہ اُٹھائے۔ نہیں نہیں۔ میں نے غلطی کی۔ انہیں کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ ایک آریہ راجہ اتنا گِر سکتا ہے۔ کہ وُہ سندھیا سمیہ شہر کے پھاٹک کھلے دیکھ کر اس کے اندر گشت وخون کا بازار گرم کرنیکا حوصلہ کریگا۔

ورشل کی سینا کے پنجابی۔ تاتاری۔ پارسی اور بلخی نوجوان اپنے آپ کو اس عجیب و غریب سرزمین میں پاکر اس کے نظارے لینے میں اس درجہ مبہوت ہو رہے ہیں۔ کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ وقت کتنی جلدی گذر گیا۔ شام گاڑھی ہوگئی ہے۔ تارے جابجا نکل آئے ہیں۔ ایک طرف سے چندر دیوتا بھی اپنا سر بلند کر رہے ہیں۔ تاکہ اس عجیب و غریب تماشہ کو جو شاید دُنیا بھر کی تاریخ میں لاثانی ہے۔ دیکھ لیں۔

اس وقت شہر سے نزدیک ہی گنڈک۔ سون اور گنگا کے مقام اتصال کے قریب ہم ایک گیرُوے پوش سادھو کو خاموشی سے دریا کے کنارے بیٹھے اپنے دھیان میں مگن دیکھتے ہیں

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ اس عالمگیر سناٹے میں جو اس وقت دریا کے کنارے پھیل رہا ہے۔ قدرتِ خدا کا جلوہ دیکھ رہا ہے۔ لیکن یک بیک ایک طرف سے پاؤں کی چاپ کو سن کر وُہ جلدی سے اُٹھا۔ اور آنیوالا شخص اور وُہ دونوں آمنے سامنے ہُوئے۔ ایک منٹ تک دونو کی زبانیں بند رہیں جس کے بعد نوواردنے سادُھو سے مخاطب ہوکر کہا:۔

نو وارد۔ آہا خوب رنگ بدلا۔ اندُو۔ اِس وقت تو میں بھی تمہیں پہچان نہیں سکا۔ کہو کس نام سے پرسدھ ہو؟

سادُہو۔ گورو جی! یہ سب آپ کی ہی کرپا ہے۔ یہاں مُجھے جیوسدھی بھکشو کے نام سے پکارتے ہیں۔

گورو جی۔ کہو! کیا خبر ہے؟

سادُھو۔ جب سے آیا ہُوں۔ مہاراج راکشس کے ہاں ہی اُپستھت ہُوں۔ ہر ایک کام وُہ مجھے بتا کر کرتے ہیں۔

گورُوجی۔ تازہ خبر؟

سادھو۔ تازہ خبر یہ کہ راجیہ سبھا میں ہمارے متروں کی کرپا سے یہ فیصلہ ہُوا ہے۔ کہ پاٹلی پتر کا راجیہ ورشل کے سپرد کیا جاوے۔ اور جلدی ہی آپ لوگوں کے سمیپ اس مطلب کے لئے دوت بھیجا جائیگا۔

گورُوجی۔ پرنتو! کیا راکشس اتنی آسانی سے سب کچھ مان گیا؟

سادُھو۔ نہیں اسے کثرت رائے کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ تو بھی اس نے حوصلہ نہیں ہارا۔ اور ابھی تجویز کچھ اور ہی ہے۔

گورو جی۔ کیا؟ کیا وُہ دھوکے سے کام لیگا؟

سادُھو۔ مہاراج نند کا بدلہ لینے میں اسے کسی بات سے سنکوچ نہیں۔ اس نے راجیہ سبھا میں زک اُٹھائی ہے۔ مگر اسکا عوض کسی اور طرح سے لیگا۔

گورو جی۔ تو یہ کہئے۔ اب شستر یُدھ نہیں۔ منتر یدھ ہوگا۔ اچھا اگر راکشس کی یہی اچھا ہے۔ تو یہی سہی۔ اس انادی اننت سوروپ کی کرپا سے جو ستیہ کا سہائی ہے۔ جو پاپ کا نشٹ کرنے والا ہے ہم اس یُدھ میں بھی اسے پراجے کریں گے۔ کہو کون سا نیا منتر اس نے سدھ کیا ہے؟

سادُھو نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر گورُو کے کان سے لب لگا دیئے۔ اور معلوم نہیں

کیسا کہا۔ مگر جو کچھ بھی کہا۔ اسے سُن کر گورو کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور اس نے آہستہ سے کہا:۔

گوروجی۔ منتر بہت چلتا ہوا ہے۔ مگر راکشس کو یہ معلوم نہیں کہ ورشل برہمچاری ہے۔ اس کارن یہ جادو وہاں نہیں چلیگا۔ اچھا جو ایشور اچھا۔ دیکھا چاہئے کیا ہوتا ہے؟

تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی اور بات چیت ہوئی جس کے بعد گوروجی جو ہمارے پُرانے دوست مہاراج چانکیہ کے سوائے اور کوئی نہیں تھے۔ کچھ سوچتے ہُوئے اپنے کیمپ کو واپس لوٹے۔ پاٹلی پتر کا اردگرد کا تمام علاقہ ان کے لئے گویا اپنا گھر تھا۔ اس کی تمام اُونچی نیچی جگہوں سے وُہ واقف تھے۔ اسلئے کسی طرف سے دھوکے سے قابو آجانے کا خطرہ نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وُہ بے کھٹکے چلے جا رہے تھے۔ راستہ بھر ان کا دماغ سوچتا چلا گیا۔ کئی ایک مقام پر وُہ ٹھیرے اِدھر اُدھر بغور دیکھا۔ اور پھر چل دیئے۔ حتےٰ کہ دُور سے اپنے کیمپ کے ہرادل کی آواز سُنائی دینے لگی۔

مہاتما جیوسدھی ان سے رُخصت ہو کر کچھ دیر اِدھر اُدھر ٹہلا کئے۔ پھر دریاؤں کے سنگم میں سنان کر کے اُپاسنا کی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ✤

باب دہم

سفیر کی آمد

مہاراج ورشل کا دربار ان کے جنگی خیمہ میں آراستہ ہے۔ مہاراج سنگھاسن پر وراجمان ہیں۔ برابر میں مہامنتری وشنو گپت چانکیہ آسن پر تشریف فرما ہیں۔ ایک طرف گاندھار پتی پروتیندر کا آسن جما ہے۔ ارد گرد چاند کے گرد ہالہ کئے ہوئے تاروں کی طرح مالو سردار۔ کاٹھی سردار۔ سوبھیت پتی۔ یون سینک۔ باھلیک پتی۔ پارسیک راجہ۔ اور دیگر افسران لشکر جمع ہیں۔ پاٹلی پتر کے محاصرہ کی تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ سب کے سب اپنی اپنی بدھی کے انوسار سکیمیں بتا رہے ہیں۔ مگر مہامنتری جی بالکل خاموش ہیں۔ ان کا طاقتور دماغ کچھ سوچ رہا ہے لیکن شاید اس سوچ کے اظہار کا موقعہ نہیں آیا۔

یکایک ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کی۔ "پاٹلی پتر سے دوت آیا ہے۔ اور سیوا میں اپستھتی کی آگیا چاہتا ہے"۔

مہاراج نے مہامنتری کی طرف دیکھا جنہوں نے جواباً کہا۔ "آنے دو"۔

سفیر نے حاضر ہو کر ڈنڈوت کی۔ اور پھر ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

"بھگوان! مہامنتری راکشس کی آگیا سے میں سیوا میں اپستھت ہوا ہوں۔ پاٹلی پتر نواسیوں کی یہ تیوراچھا ہے۔ کہ اب جبکہ نند بنش روپی برکش بھگوان کے کرودھ کی اگنی میں جل کر سواہا ہو گیا۔ آپ جو کہ مہاراج نند کے حقیقی وارث ہیں۔ پاٹلی پتر کے راجیہ کو سنبھالیں۔

چاروں طرف "سادھو۔ سادھو"، کی صدا بلند ہوئی۔

سفیر۔ "مہامنتری جی نے بھگوان کی سیوا میں کچھ تحفے بھیجے ہیں۔ انہیں پیش کرنے کی آگیا ہو"!

آگیا دیگئی۔ اور سفیر نے ایک ایک کر کے ہزاروں بے بہا اشیاء کو خدمت میں پیش کیا جن کے آخیر میں ایک خوبصورت۔ نازک بدن دلربا بھی خراماں خراماں آئی۔ یہ بھی

تحائف کا ایک حصہ تھی۔

چنانچہ۔ باقی تحائف خزانہ میں داخل کئے جاویں۔ پرنتو اس استری کو مہاراج سیوا میں نہیں لے سکتے۔ کیونکہ وہ بہچاری ہیں۔ اس لئے لے جاؤ۔ اسکی آوشکتا نہیں۔

سفیر کا رنگ فق ہوگیا معلوم نہیں کس خیال نے اس کے چہرے سے سارا خون پی لیا اس نے مہامنتری کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مگر وہاں کچھ بھی پتہ نہ لگ سکا۔

مہاراج ورشل نے کہا "بیشک گوروجی ٹھیک کہتے ہیں ورشل کسی استری کو سیوا میں لینے کے ایوگیہ ہے"

سفیر خاموش تھا۔ یہ سب کچھ اس کے لئے بالکل اچانک ہوا تھا اس لئے وہ کوئی جواب دینے کے ناقابل تھا۔

استری خاموشی سے پیچھے ہٹنے کو تھی۔ کہ مہاراج ورشل کے پہلو میں بیٹھے ہوئے مہاراج پروتیندر نے جلدی سے کہا۔

پروتیندر۔ گوروجی جو آپ نے فرمایا سیتہ ہے۔ پرنتو استری کو نراش کرنا کام دیو کے کرودھ کو پرجولت کرنا ہے۔ اور ساتھ ہی پاٹلی پتر باسیوں کے من کو بھی دکھی کرنا۔ اس لئے دوت کو نراش کرنا اچھا نہیں۔

مہامنتری نے سر اٹھا کر تیز نگاہوں سے پروتیندر کی طرف دیکھا۔ آنکھیں دل کے اندرونی جذبات کو پڑھ گئیں۔ زیر لب بولے "پاپی پاپ کا خیال چھوڑ نہیں سکتا۔ اچھا اس کا پھل بھوگ"! پھر اونچی آواز سے "اگر آپ اسے اپنی سیوا میں لے سکتے ہیں تو مہاراج دوت کو نراش نہیں کرینگے"!

پروتیندر۔ جس بات میں آپ پرسن ہوں۔ اس میں مجھے کیا سنکوچ ہوسکتا ہے۔

سفیر کامیاب واپس لوٹا۔ پاٹلی پتر نواسیوں کی استدعا قبول کر لی گئی۔ مہامنتری راکشس کے بھیجے ہوئے تمام تحفے قبول کر لئے گئے پاٹلی پتر نے جنگ کی آگ سے نجات پائی۔ اب گھر گھر میں منگلاچار ہو رہا ہے۔ سب لوگ اس پرم پتا پرماتما کے حضور میں سر جھکا رہے ہیں۔ جو جلتی اگنی کو شانت کرنیوالا ہے۔ جو شترؤوں کو متروں میں تبدیل کرنیوالا ہے۔ اور جو اناتھوں کا ناتھ اور غریبوں کا سہائی ہے۔ پاٹلی پتر کو ایک زبردست راجہ مل گیا۔ جو سارے اتر بھارت کو ایک ستی میں پرو دے گا بڑے بڑے نیتی وان اور مدبر اس پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ان کی یہ امیدیں پوری ہونگی؟ دیکھا چاہئے +

باب یازدہم

پرو تیندر کی خلوت گاہ

پرو تیندر کا خیمہ اس وقت اپنی آرائش میں شاہی محلوں کو مات کر رہا ہے۔ اِدھر اُدھر جھاڑ فانوسوں نے جگمگ کر رکھی ہے عیش کے سب سامان چاروں طرف آراستہ ہیں۔ خود پرو تیندر اس وقت اپنے آپے میں نہیں۔ فرط طرب سے اس کی باچھیں کھلی جاتی ہیں۔ دل میں اُمنگیں ہیں خواہشیں ہیں۔ اور ان اُمنگوں نے اسے اس ڈھلتی عمر میں بھی جوان بنا رکھا ہے۔ بیٹا کیتو اس میدان جنگ میں ساتھ ہے۔ بھائی ویرو چک ہم رکاب ہے۔ مگر کام دیو نے آج سب شرم دور کر دی ہے۔ نئی نویلی دُلہن کو جس وقت سے اس نے خیمہ شاہی میں دیکھا تھا اس کے صبر و شکیب کا پیالہ چھلک اُٹھا تھا۔ اور اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی جس وقت مہاراج چانکیہ اور ویرورشل نے یک زبان ہو کر اس خاتون کو واپس بھیج دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

مگر پھر جب حوصلہ کر کے اس نے اسے مہاراج سے مانگا۔ اور اُنہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی خواہشات نے کون سی صورت اختیار کی ہوگی۔ اس وقت آدھی رات آگے آدھی پیچھے ہے۔ پہرہ داروں کے سوائے سارا لشکر گہری نیند میں مگن ہے لیکن پرو تیندر کی آنکھوں میں نیند نہیں۔ وہ اس وقت اس دلربا کے ساتھ بیٹھا اس کے ہاتھ سے مئے ارغوانی کے جام نوش کر تا ہوا رات کو دن بنا رہا ہے۔ الٹو۔ لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے وہ بولا:-

پرو تیندر۔ پ...... پ...... پریئے! تو کیا تم نند کی پتری ہو؟

خاتون۔ زمانہ سے مہاراج! میں ان کے محل میں پلی ہوں۔ لیجئے نا یہ پیالہ

پرو تیندر۔ پیالہ کیا۔ اگر پ...... پ...... پیاری...... تو زہر بھی پلا دے۔ تو وہ بھی آب سمیہ امرت بن جائے۔ تیرے ہاتھ (ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیکر) اوہ! ہاتھ ہیں...... کیا چاندی کے ڈھلے ہیں۔ پیاری کیا تو انہیں میرے گلے میں نہ ڈالیگی؟

خاتون - مہاراج! آپ کیا کرتے ہیں - میں کوئی بھاگی جا رہی ہوں - اب عمر بھر آپ کے ہی تو پاس ہوں -

پرتھیندر - ادہ! عمر بھر ...... پیاری کون جانے صبح ہوگی یا نہیں - پیاری -

نکال کرنیدا آج کرہ آج کرنیدا اب

آؤ گلے سے تو لگو ....

نفس کی طاقت دنیا میں زبردست ترین طاقت ہے - کام دیو اس عالم فانی میں سب سے بڑا طاقت ور جن ہے - لوگ کہتے ہیں بھوک کی طاقت ایک عظیم طاقت ہے - یہ ٹھیک ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں بھوک انسان کے حواس کو کام کرنے سے روک دیتی ہے - وہاں نفس امارہ کی طاقت اسے اندھا کر دیتی ہے - اسے آنکھیں رکھتے ہوئے بھی سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرنے دیتی آتشک کے مریضوں کو دیکھو سوزاک کے بیماروں کی ہسٹری معلوم کرو - وہ اس بھوت کے سر پر سوار ہونے سے پہلے سب کچھ جانتے تھے لیکن با اینہمہ کان اور آنکھ بند کر کے جلتی آگ میں کود گئے - اور اب نیم کی ٹہنی ہلاتے ہیں -

فرمانروائے کابل امیر عبدالرحمن خان کی بابت مشہور ہے - کہ وہ بد معاشی کے سخت مخالف تھے زناکاری کا انہوں نے ایک زبردست ہاتھ سے قلع قمع کرنے کی کوشش کی تھی - ان کے عہد حکومت میں ایک نوجوان زنا بالجبر کا مرتکب ہوا - امیر کے سامنے اسے پیش کیا گیا - امیر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر کہا "کیا تجھے اس قابل نفرت فعل کا مرتکب ہوتے وقت عبدالرحمن یاد نہیں تھا؟"

نوجوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی "شاہا! میں سب کچھ جانتا تھا - امیر کا خوف میرے جسم کے ذرے ذرے میں موجود تھا مگر ......"

امیر - ہاں مگر کیا؟

نوجوان - حضور جس وقت نفس امارہ کا بھوت سر پر سوار ہوا میں آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھا تھا - کان رکھتے ہوئے بھی بہرہ تھا - اس وقت نہ خدا نظر آتا تھا نہ عبدالرحمن -

بیشک اس نوجوان کا کہا سچ تھا یہ بھوت - یہ جن وہ ہے - جسے قابو کرنا آسان نہیں ذوق کہتا ہے :-

جو مارے نفس کو اور کرے غصہ کو زیر
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر

اس بھوت نے اس جن نے پروتیندر پر اس وقت غلبہ حاصل کر رکھا تھا۔ اسے آگا پیچھا کچھ بھی نہیں سوجھتا تھا۔ آہ! اس وقت اس کی حالت کتنی قابلِ رحم تھی۔ ہزاروں انسانوں کا حاکم ایک ذرا سے جذبہ کا محکوم ہو رہا تھا۔ اور اسکی سیری میں ہی زندگی سمجھ رہا تھا۔

✣

ہمارا قلم اس نظارے کو بیان کرنے سے عاجز ہے۔ جو اس وقت پیش نظر ہے۔ نہ ہی یہ ضرورت ہے کہ اسے ناظرین کے پوتر ورپوں کے سامنے پیش کیا جاوے۔ اسلئے ہم اس پر تاریکی کا پردہ ڈالتے ہیں لیکن

ہیں! یہ کیا ہوا! یہ چیخ کدھر سے آئی؟ اُف! یہ تو مہاراج پروتیندر کراہ رہے ہیں!

اردگرد سے نوکر چاکر نیند سے ہڑبڑا کر اُٹھے۔ اور بھاگے ہوئے آئے۔ مگر پروتیندر کی حالت دم بدم غیر ہوتی جا رہی تھی۔ راج وید دوڑتے ہوئے آگئے۔ اُنہوں نے نبض دیکھی۔ خون کا ملاحظہ کیا۔ اور سر ہلا دیا۔ کیونکہ راجہ کا سارا جسم زہر کی صورت میں تبدیل ہو رہا تھا۔ مہاراج چانکیہ بھی موقعہ پر پہنچ گئے۔ چھوٹے بڑے سارے کے سارے ویدوں نے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر چند منٹ میں ہی معاملہ حدِ علاج سے گذر گیا۔ اور سب کے دیکھتے دیکھتے اتنے تجربہ کار اور لائق اطبا کی کوششوں کے باوجود بھی یمراج اپنے شکار کو سب کے بیچ میں سے اُٹھا کر لے گیا!

وید سب کے سب حیران تھے۔ بات کیا ہوئی۔ اس ناگہانی موت کی تہ میں اصل راز کیا ہے۔ کوئی کہتا تھا۔ زہر دیا گیا۔ کوئی بتاتا تھا۔ سانپ نے کاٹا۔ کوئی کچھ کہتا تھا۔ اور کوئی کچھ لیکن کسی بھی بات پر دو اطبا یکدل نہ ہوتے تھے۔

مہاراج چانکیہ اس وقت تک خاموش تھے۔ ویدوں کو باہم گردست و گریبان دیکھکر اُنہوں نے حکم دیا۔ کہ "اس خاتون کو فوراً حراست میں لے لیا جاوے" ان کے اشارے سے دو ویدوں نے اس کے خون کا ملاحظہ کیا۔ اور ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ اس کا خون نہیں زہر ہی زہر ہے۔ اس وقت سب کی زبان سے نکلا

ارے یہ تو وِش کنیا[۱] ہے

[۱] پُرانی کتابوں میں اس قسم کی عورتوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہیں بچپن سے ہی زہر کھلا کر پالا جاتا تھا۔ اس سے ان کا خون زہریلا ہو جاتا تھا۔ لہٰذا ان سے ہم بستری موت تھی۔ (آنند) ✣

بابِ دوازدہم

راکشس کی جلاوطنی

وِش کنیا کو سپاہیوں کی زیر حراست اسارے کیمپ میں پھرایا گیا۔ اسے دیکھکر اور یہ معلوم کر کے کہ اس بہادر کی جسے دشمن میدانِ جنگ میں تباہ کرنے سے لاچار رہا تھا کس طرح دھوکے اور فریب سے جان لینے کی کوشش کیگئی تھی۔ سپاہیوں اور جنگ آزماؤں کے غم و غصّہ کی انتہا نہ رہی ان سب کی زبان پر ایک ہی لفظ تھا۔ اور وہ یہ کہ دشمن کو اس کے اس دھوکے اور فریب کی سزا دینی چاہئے۔ راجیہ سبھا میں اکٹھے ہونے والے افسران فوج کی ہمتی بھی یہی تھی۔ چاروں طرف جذبات کا دریا اُمڈا ہوا تھا۔ بہادروں کے دِل سینوں میں بیتاب ہو رہے تھے۔ تلواریں میانوں میں تڑپتی تھیں۔ اور "انتقام" "انتقام" کی صدا ہر طرف گونجتی تھی۔

مگر مہاراج چانکیہ جن کی تیکھش بدھی نے اس آئی ہوئی بلا کو ٹھیک اسی طرح ٹالا تھا جس طرح سری کرشن جی نے۔ ارجن سے شکتی کو بہتر جانتے تھے۔ چنانچہ مہاراج پروتیندر کا انتیشٹی سنسکار کرنے کے بعد جو سبھا منعقد ہوئی۔ اس میں اُنہوں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"سردارو! یہ سمیہ جوش کے ظاہر کرنیکا نہیں۔ جوش سے خون گرم ہو جاتا ہے۔ اور دماغ ٹھیک سوچنے کے لائق نہیں رہتا۔ مہاراج درشل کی زندگی لینے کا یتن کیا گیا ہے اسے ہم سب جانتے ہیں۔ پرماتما کا اس میں بھی کوئی بھید ہوگا۔ کہ جس کو ہم بالکل ٹالنا چاہتے تھے۔ اسے سویم مہاراج پروتیندر نے اپنے سکھ سے مانگا۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ بھاوی اٹل ہے!!!

ہاں مہاراج درشل کی زندگی کی بجائے مہاراج پروتیندر نے اپنی جان دی۔ اس کا ہم سب کو شوک ہے۔ پرنتو کیا اس جرم کی سزا ہمیں پاٹلی پتر کی پرجا کو دینی چاہئے کیا مہا منتری راکشس نے اس وِش کنیا کو یہاں نہیں بھیجا تھا۔ اور کیا ہم یہ مان لینے میں سمیہ پر ہیں۔ کہ راکشس کے ساتھ اس پاپ میں پرجا اور دوسرے سنتری شریک

تھے۔

"نہیں جب ہمیشہ تک کسی کے جرم کا پورا ثبوت موجود نہ ہو۔ ہمیں اسے مجرم ماننا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ زندگی لے لینی آسان ہے۔ پرنتو اسے پھر واپس دینا

سمجھو!

اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس ہمیشہ پاٹلی پتر کی پرجا اور منتریوں سے ہمارا ایک مطالبہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ مہامنتری کو ہمارے حوالے کر دیا جاوے۔ تب صلح ہو سکتی ہے۔ اور تبھی ہمیں مہاراج ورشل کی زندگی کی طرف سے پوری تسلی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں"

مہامنتری جی کی تقریر کا ایک ایک فقرہ گہرے وچار اور سنجیدگی کا مظہر تھا۔ اس لئے سبھا کے تمام سبھاسد اسے بڑے غور سے سن رہے تھے۔ آخری فقرہ پر آکر مہاراج چانکیہ نے نگاہ بلند کر کے چاروں طرف دیکھا۔ اور حیرانی سے کہا:۔

"پرنتو امیں آج سبھا میں مہاراج پروتیندر کے سپوت راجکمار ملے کیتو کو نہیں دیکھتا کیا وہ پتا کے شوک میں اتنے شوکاتر ہو رہے ہیں۔ کہ اس سبھا میں بھی نہیں آسکے؟"

اس وقت سبھا میں اپستھت لوگوں نے بھی چاروں طرف دیکھا۔ اور انہیں پہلی بار معلوم ہوا۔ کہ راجکمار ملے کیتو آج اپنی معمولی جگہ سے غیر حاضر ہے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ راجکمار تو باپ کے انتیشٹی سنسکار میں بھی موجود نہیں تھا۔ تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص ان سے یہ کہتا ہوا سنائی دیا تھا۔ کہ "مہاراج پروتیندر کو سوئم چانکیہ نے مروایا ہے۔ اور اب وہ تمہاری جان لے گا۔ کیونکہ وہ تمہیں مگدھ کے راج میں حصہ نہیں دینا چاہتا" اور معلوم ہوا ہے۔ کہ اسی وقت نہایت گھبراہٹ میں ملے کیتو کیمپ کو چھوڑ گیا!

یہ سن کر مہاراج چانکیہ کو جو افسوس ہوا۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ آپ نے کہا "آہ! بیوقوف لڑکے تو نہیں جانتا تو نے کیا کھویا ہے"!

لیکن ملے کیتو کی فراری سے بھی بڑھکر ایک بات تھی۔ جس نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اور وہ یہ کہ دشمن کے آدمی ان کے اپنے کیمپ میں شاہزادوں تک رسائی رکھتے ہیں! اس لئے انہیں اور بھی محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

پاٹلی پتر میں مہاراج ورشل کی طرف سے جواب پہنچا۔ تو غصہ اور نفرت کی ایک لہر تھی۔ جو راجیہ سبھا میں سے نکل کر پرجا کے ایک ایک فرد تک پہنچ گئی۔ کشتریوں کے وشواس کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔ اور انہیں دشمن اور دوست کی نگاہوں میں ذلیل کیا گیا۔ اس خیال نے سب کی زبان سے یہ کہلوا دیا۔ کہ "بیشک مہاراج ورشل ٹھیک فرماتے ہیں۔ راکشس کو ان کے حوالے ضرور کیا جانا چاہیئے"!

راکشس کو بھی دمبدم کی خبریں پہنچتی تھیں۔ وہ شاید معاملے کو سوچ رہے تھے۔ اور جس وقت انہیں یہ پتہ لگا۔ کہ پرجا کا ایک بڑا گروہ "دیش گھاتک، دیش گھاتک" کہتا ہوا ان کے محل کیطرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اور اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ راجیہ کرمچاری خود ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ تو انہیں سوائے اسکے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ چور دروازہ کی راہ اکیلے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کر اپنی جان بچائیں!

راکشس شہر سے چلا گیا۔ مگر وہ اتنا بزدل اور کمزور طبیعت کا آدمی نہ تھا۔ کہ اس طرح آسانی سے اپنے خیال سے دستبردار ہو جاتا۔ تاہم وہ یہ جانتا تھا۔ کہ اب پاٹلی پتر کے اندر رہتے ہوئے اس کا اپنی بخت آوری کو عملی جامہ پہنانا ناممکن ہے۔ اسلئے اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں کی ایک کثیر تعداد پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس نے اس شہر اور اس مملکت کو بادیدۂ تر خیرباد کہا۔ جس میں اس عرصہ تک اس نے اور اس کے آباؤ اجداد نے وزارت کے عہدہ کو پورا کیا تھا۔ جہاں اس قدر عرصہ تک اس نے راجہ سے دوسرے درجہ پر لوگوں پر حکومت کی تھی۔ مگر جاتا ہوا وہ اپنے بیوی بچوں کو وہیں چھوڑ گیا۔ یہ گویا اس کے آہنی استقلال کا ایک ثبوت تھا۔ جو یہ بتاتا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے نہیں جا رہا۔ بلکہ ایک بار پھر آئے گا۔ اور فتح اور ظفر کے علم اڑاتا ہوا آئیگا۔

باب سیزدہم

شاہی داخلہ

مہامنتری راکشس جلاوطن ہو گئے۔ شہر کے لوگوں نے ان کے طرزِ عمل کے خلاف اظہارِ نفرت کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا ثبوت دیا۔ مہاراج چانکیہ کا مطالبہ پورا ہو گیا۔ اب کل رات کے ۱۲ بجے شہر میں شاہی داخلہ ہو گا۔

فرش فروش آراستہ ہو رہے ہیں۔ پاٹلی پتر آج سچ مچ کسم پور بن رہا ہے۔ چاروں طرف آرائش اور زیبائش نظر آ رہی ہے۔ شہر کے باشندے ٹیکسلا کے ہیرو اور نند کے فاتح کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی خوشی کا کوئی اندازہ نہیں رہا۔ چھوٹے بڑے سب کے سب آنند میں مگن ہو رہے ہیں۔

مہاراج چانکیہ نے شہر کے نقاشوں اور معماروں کو بلا کر حکم دیا کہ "جیوتشیوں نے ادھ راتری کا سمیہ محل میں پرویش کیلئے نیت کیا ہے۔ اور اسلئے یہ اتی آوشیک ہے کہ نگر کے دوار اتیادی پر آرائش جلد کیجائے"

معمار۔ (یکزبان ہو کر) بھگون! ہمارے سوتر دھار دارو ورما نے پہلے ہی مہاراج کے داخلہ کا خیال کر کے اس کاریہ کو آرمبھ کر دیا تھا۔ پور دوار کی آرائش بہت حد تک ختم ہو چکی ہے۔ اور باقی کاریہ بھی شیگھر ختم ہو جائیگا۔

چانکیہ۔ (خوش ہو کر) واہ وا! دارو ورما! تم بہت بدھی مان ہو۔ تمہاری اس راج بھگتی کا پھل تمہیں بہت جلد ملیگا۔

آدھی رات آ گئی۔ آدھی بیت چکی ہے۔ ٹھیک مدھیہ راتری کا سمیہ ہے۔ دنیا کے لوگ اس وقت سوتے ہونگے۔ مگر پاٹلی پتر نواسی اس وقت رات کو دن میں تبدیل کر رہے ہیں۔ شہر سے باہر اور شہر کے اندر دو رویہ انسانوں کی قطاریں بندھ رہی ہیں۔ شاہی ہاتھی اسی دشمن کو جسے وہ کل کچلنے کو تیار تھے۔ سلامی دینے کو قطار در قطار کھڑے ہیں۔ پیادے اور سوار مگدھ دیش کے آئندہ راجہ

کو خوش آمدید کہنے کے لئے آراستہ ہیں۔

یک بیک سنکھ کی آواز نے جلوس کی روانگی کا پرچہ دیا۔ سب سے اول سواروں کے دستے ننگی تلواروں کے ساتھ تھے۔ ان کے پیچھے مہاراج ورشل کی باڈی گارڈ کے دستے شمشیر برہنہ چلے آ رہے تھے۔ ان کے بعد مہاراج نند کے خاص خاصہ کی ہتھنی چندر ریکھا پر سوار مہاراج ویر چک چلے آتے تھے جنہیں ان کے برادر بزرگ پر وتیندر کی خدمات کی تعظیم میں مگدھ کے نصف راجیہ کا حصّہ دار قرار دیا گیا تھا۔ مہاراج ویر وچک کی اس وقت کی زیبائش کا بیان کرنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ جسم پر زرہ بکتر تھی جس کے اوپر رنگین وگلہ پڑا تھا۔ گلے میں اسم ڈبل مکتا منی" یعنے برف جیسے سفید دیتیوں کی مالا اپنی چمک سے نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی۔ سر پر مکٹ شوبھا دیتا تھا۔ پھولوں سے چھاتی بھری تھی۔ چہرہ فرط طرب سے جگمگا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے خاص اعزاز کے طور پر مہاراج چندر گپت کا اپنا رسالہ تھا۔ لوگوں نے اس وقت ان کی نرالی شان کو دیکھکر یہی سمجھا۔ کہ مہاراج ورشل سویم تشریف لا رہے ہیں۔ چاروں طرف سے "بھارت سپوت ورشل کی جے" "نند کل شترو" کی جے" "مگدھ ہتیشی کی جے" کے نعرے بلند ہوئے۔ لیکن ابھی مہاراج ورشل کا ہاتھی بہت فاصلے پر تھا۔ ہزاروں سواروں کے بعد ان کے جلوس کی باری تھی۔ جو اس سے بھی بڑھکر شان وشوکت سے چلا آ رہا تھا۔

پھاٹک پر پہنچکر جلوس رکا۔ وید پاٹھی براہمنوں نے اپنے نغمہ ربانی سے آنے والے کو شبھ آگمن کیا۔ ان راجوں اور راجکماروں نے جو مہاراج ویر وچک کے جلوس میں تھے۔ گھوڑوں کی باگیں کھینچیں۔ اور مہاراج کی سواری پھاٹک کے اندر داخل ہوئی۔

لیکن ہیں یہ کیا ہوا؟ ہتھنی ایک جست سے دروازے کے گنبد میں داخل ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی محراب کے دھڑام سے گرنے کی آواز کانوں میں آئی۔ چاروں طرف دھواں دھار ہو گئی۔ کیا ہوا؟ کس طرح ہوا؟ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ گرد و غبار ذرا ٹھیری۔ تو ایک انسان کی شکل نظر آئی جو شاہی ہتھنی پر کھڑا مہاراج ویر وچک کے بیہوش سر پر زنجیر سے وار کر رہا تھا۔

یکدم "دھوکا۔ فریب۔ مکاری۔ دغابازی" یہ الفاظ ہوا میں گونجے۔ اور ان کے ساتھ ہی ہزاروں تیر ہوا پر اڑتے نظر آئے جن کے لگنے سے زخمی ہو کر وہ انسان زمین پر گرا۔ تو معلوم ہوا کہ نقاشوں کا سردار وارو ورما ہے۔

رنگ میں بھنگ پڑ گیا۔ مہاراج ویر وچک کا جسم طبی امداد پہنچنے تک سرد ہو گیا۔ ان کا

مہاوت بررک پہلے ہی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ مہاراج چانکیہ بھی موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے نگر نواسیوں کے ہجوم سے مخاطب ہو کر کہا:۔

”کسُم پور نواسیو! آپ لوگوں کے وشواس پر آپ لوگوں کے بلاوے پر۔ آپ لوگوں کی اچھیا پورتی کے لئے ہم اس سمے اس نگر میں پرویش کر رہے ہیں پرنتو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم پر وشواس گھات کر کے وار کئے جا رہے ہیں۔ کھلے میدان میں۔ رن کشیتر میں سامنے آنے کی شکتی نہ رکھتے ہوئے ہمیں دھوکے اور فریب سے تباہ کرنے کا یتن کیا جا رہا ہے۔ یہ پہلے دشن کنیا کے ذریعے مہاراج ورشل کی جان لینے کا پریتن ہوا۔ لیکن اس بلا کو مہاراج پروتیندر نے اپنے سر پر لیا۔ اب پھر اس محراب کو گرا کر شترو نے اپنی سمجھ میں مہاراج ورشل کے پران لئے ہیں۔ پرنتو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرماتما کو ابھی ان سے کوئی کاریہ لینا ہے۔ جو یہ بلا بھی مہاراج پروتیندر کے بھراتا مہاراج ویروچک نے اپنے سر پر لی ہے۔

میں اس کے لئے آپ کو قصور وار نہیں گردانتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کی سہانو بھوتی ہمارے ساتھ ہے۔ پرنتو اس سہانو بھوتی کا ثبوت صرف تبھی مل سکتا ہے۔ جب آپ لوگ ان دھوکے اور فریب کرنیوالے کو گرفتار کرنے میں راجیہ کی سہایتا کرینگے۔ ہم آپ لوگوں کے مہمان ہیں۔ اور نہ یہ اچھی سیوا نہیں جو ہم سے کی جا رہی ہے۔

جلوس اس وقت اسی طرح جاری رہیگا۔ اس میں اس دکھ کے باوجود بھی کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ اور آج مہاراج ورشل پاٹلی پتر میں پرویش کر کے نند بنش اور اس کے ساتھ ہی پاپ اور ادھرم کا ہمیشہ کے لئے ستیاناش کر دینگے۔“

مہاراج ویروچک کے جسم کو شاہی اعزاز سے اٹھایا گیا۔ اور جلوس بادل نگریاں آگے بڑھا۔ نگر نواسیوں کے دل بھی اس سانحہ ہوشربا سے بجھ سے گئے۔ مگر باینہمہ سب یہی کہتے تھے۔ کہ ”مہاراج ورشل کی کوئی دیوی شکتی رکشا کر رہی ہے“

باب چہاردہم

شاہی محل

مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا جلوس شاہی محل میں پہنچا جس کے اندر رانیاں اور راجکماریاں اس ورشل کو جو اس جگہ مدتوں کھیلا تھا۔ جسے اس جگہ سے بے عزتی سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور جو پاپ اور پاپیوں کا دشمن کہہ کے آج ہزار دل اعزاز کے ساتھ پاٹلی پتر میں داخل ہوا تھا۔ ہاں اس ورشل کو شبھ آگمن کرنے کیلئے کھڑی تھیں۔ محل کے اندر پہنچکر ورشل ہاتھی سے اُتر پڑے۔ اور پاپیادہ آگے بڑھے۔ ماتاؤں اور بہنوں نے منگلاچار گایا۔ ماتا مُرا نے جسے جگر کے ٹکڑے کو جُدا ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا تھا۔ اپنے بہادر سپوت کا سر بغل میں لے لیا۔ دونوں طرف آنسوؤں کی جھڑی بندھ گئی۔ دیر تک ماتا پتر کو آغوش میں لئے رہی۔ پھر منہ سر چوم کر آگے بڑھنے کی آگیا دی۔

چاروں طرف سے پھولوں کی برشا ہونے لگی۔ جھاڑ فانوسوں کی روشنی میں محل بقعۂ نور بن رہا تھا۔ اور رانیاں اور راجکماریاں اس وقت اندر سبھا کی پریوں کو مات کر رہی تھیں۔

کسی سے ودھائی۔ کسی سے آشیرواد لیتے ہوئے مہاراج **ورشل** بالآخر خوابگاہ میں پہنچے جہاں ان کیلئے مکلف بستر بچھا ہوا تھا۔ راج کے نفیس سے نفیس جواہرات اس بستر کے گرد جگمگا رہے تھے۔ نفیس اور خوبصورت کپڑے دن بھر کی محنت سے تھکے ہوئے ورشل کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

کمرۂ خواب میں پہنچکر ورشل نے اپنا سر تعظیم گوروجی کے چرنوں میں جھکا کر کہا:-

"گوروجی۔ اب آپ آرام کیجئے!" مگر گوروجی نے اس آواز کو نہیں سُنا۔ انکی آنکھیں کمرے کے چاروں طرف پھری ہوئی تھیں۔ اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔ ناگہاں اُن کا سر جھک گیا۔ وہ پرانا غرور سر جو پرماتما کے سوائے کبھی کسی انسان کے سامنے نہیں جھکا تھا۔ نیچا ہو گیا۔ نگاہیں زمین کے ساتھ لگ گئیں۔

چند سیکنڈ تک یہی حالت رہی۔ جس کے بعد یک بیک ان کے مُنہ سے نکلا "ہوں"!

ورشل۔ مہاراج کیا معاملہ ہے؟

جواب میں چانکیہ نے صرف ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔ اور ساتھ ہی سیوک کو جو پہرے پر تھا۔ آواز دیکر کہا "باڈی گارڈ کے جوانوں کو فوراً یہاں آنیکو کہو"۔

یہ آواز سُن کر مہاراج ورِشل کی نیند اُڑ گئی۔ وُہ جلدی سے بستر سے اُٹھکر گورو جی کے پاس پہنچے لیکن وُہ نگاہ زمین پر ٹکائے آہستہ آہستہ زمین ماپتے ہُوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

بغور دیکھا۔ تو چیونٹیوں کی ایک قطار تھی۔ جو ایک دراڑ کی راہ اندر آ رہی تھی۔

باڈی گارڈ کے سُورما بھی آپہنچے۔ اور انہیں ساتھ لیکر مہاراج چانکیہ اور ورِشل آگے بڑھے۔ تو کتنے ہی پیچ در پیچ راستوں میں سے ہو کر چیونٹیاں ایک زمین دوز جگہ میں اُترتی ہوئی معلوم دیں۔

مہاراج چانکیہ نے ورِشل سے مخاطب ہو کر کہا:۔

چانکیہ۔ آپ دیکھتے ہیں۔ ان چیونٹیوں کے مُنہ میں کیا ہے۔ بغور دیکھئے۔ تو پتہ لگیگا کہ یہ پکا کر چیونٹیاں روٹی کے ذرات اُٹھائے رہی ہیں۔ اس لئے جہاں سے یہ آتی ہیں۔ وہاں روٹی کے کھانیوالوں کا ہونا آوشیک ہے جس طرح کہ دھوم (دھوئیں) والے ستھان میں اگنی کا ہونا۔

تحقیقات مزید پر پتہ لگا۔ کہ ایک سُرنگ میں کئی ایک جوان چھپے ہوئے ہیں۔ تاکہ رات کو سوتے سمے مہاراج کا کام تمام کر دیں۔ یہ معلوم ہوتے ہی سب کا خُون خشک ہو گیا۔ مہاراج چانکیہ کے کرودھ کی سیما نہ رہی۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ سُرنگ کے اِرد گِرد لکڑی پھینک کر اسے آگ لگا دیجائے۔ تاکہ آیندہ سے غداروں اور دہوکہ بازوں کو عبرت ہو!

حکم کی تعمیل ہُوئی۔ سینکڑوں گبھرو جوان اگنی دیوتا کے کرودھ کی نذر ہو گئے۔ لوگوں کے دلوں پر غم و غصّہ نے باری باری سے اپنا سکّہ جمایا۔ ان کی مہمان نوازی پر یہ تیسرا وار تھا۔ جو نند کے ہتشیوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ وُہ سوچتے تھے۔ کہ کیا کرنا چاہئے لیکن سمجھ نہ آتی تھی۔

پے در پے دہوکے بازی اور غداری کے واقعات نے مہاراج ورِشل کے پاکیزہ دل پر بہت بُرا اثر کیا اسپر رات بھر کا جاگنا الگ تھا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ آپ کی طبیعت بگڑ گئی۔

حاذق اطبا اور باکمال ویدبلائے گئے۔ مہاراج نند کے خاص الخاص وئید ابھے دت جی نے ایک شربت تجویز کیا۔ اور اسے گلاس میں ڈال کر مہاراج کو پیش کیا۔ تاکہ اُسے پی جائیں۔

ورِشل نے گلاس ہاتھ میں لیا۔ اور قریب تھا۔ کہ اسے چڑھا جائیں۔ کہ مہاراج چانکیہ کی تیز نگاہیں کرودھ اگنی سے چمک اُٹھیں۔ اور اُنہوں نے مہاراج کا ہاتھ پکڑ کر اُس کو تھامے ہُوئے کہا:۔

چانکیہ۔ وئید جی! اس شربت سے کیا فائدہ ہو گا؟

ابھے دت۔ من پرسن ہو گا۔ نندرا آجائیگی۔ اور طبیعت ٹھیک ہو جائیگی۔

چانکیہ۔ (گلاس ہاتھ میں دیکر) تو اسے پہلے سویم پیجئے۔

وئید کو اپنی دوائی خود لبوں کو لگانیکے سوا چارہ نہ رہا لیکن ادھر شربت حلق سے نیچے اُترا۔ ادھر ابھے دت لڑکھڑا کر زمین پر گرا۔ اور چند منٹ میں تڑپ کر دم توڑ گیا ✦

باب پنجم

خاتم وزیر

"ہیں؟ یہ کیا افواہ ہے۔ راکشس یہاں سے بھاگ کر ملے کیتو کے پاس پہنچا ۔جس نے باپ کا انتقام لینے کی قسم کھائی ہے۔ اور دونوں نے باہم مل کر ملیچھ راجوں سے پرارتھنا کی ہے۔ کہ انہیں اس کاریہ میں مدد دیں۔ اُدھر یون بھی ان کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ راکشس نے نند کا بدلہ لینے کی قسم کھائی ہے۔ اور اب ملے کیتو کو مگدھ کا راجیہ دینے کا وعدہ کر رہا ہے۔

خیر پرواہ نہیں.... دُنیا جانتی ہے مَیں نے نند بنش کو جڑ پیڑ سے اُکھاڑنے کی پرتگیا کی تھی۔ اور اس پرتگیا کے ایک ایک شبد کو پورا کیا ہے۔ ایک لنگوٹی بند برہمن نے دُنیا کے پردے سے نند بنش کا نام ونشان مٹا دیا ہے۔ اور اگر آج اسکی کرودھ اگنی شانت ہوئی ہے۔ تو اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ اسمیں اب اور کسی کو جلانیکی طاقت نہیں۔ بلکہ کیول اسلئے کہ جلانیکے لئے اب اسکے سامنے کوئی وستو نہیں!

ساتوک کرودھ کی اگنی میں نند بنش روپی برکش کی ایک ایک ٹہنی جھلس چکی ہے۔ براہمنوں کے منتر اور کشتریوں کے نیتر اسے سنبھال نہیں سکے۔ وُہ جو مجھے یہاں سے نکلتا دیکھکر ہنستے اور قہقہے لگاتے تھے آج راکھ کا ڈھیر ہیں۔ یا گھر بار چھوڑ کر جلاوطن ہو رہے ہیں۔ وُہ جو کل میرے دُکھ میں دُکھی تھے آج خوشیاں مناتے ہیں۔

وہی پرابدھ جو کل نند کے سر ہنستی تھی۔ آج ورشل کے چرنوں کو چھو رہی ہے۔ وُہ سنگھاسن جسپر بیٹھ کر نند پاپ کرتا تھا۔ آج ورشل کے دھارمک چرنوں سے پوتر ہو رہا ہے! یہ شکتی ہے۔ پریم اور کرودھ کی۔

جس طرح سنگھ پہاڑ کی چوٹی سے ہستی کو نیچے پھینک دیتا ہے۔ اس طرح نند بنش کو مَیں نے اپنے زبردست ہاتھ کی ایک ہی حرکت سے مگدھ کے تخت سے نرک اگنی میں پھینکدیا۔ اور اسے سنبھالنے والا کوئی نہیں! پرنتو نہیں نند بنش کی تباہی سے کیا فائدہ جب تک راکشس موجود ہے۔ وُہ دوراندیش اس بنش سے تعلق رکھنے والے شخص کو سامنے دیکھکر ورشل کو دُکھ دیتا رہیگا۔ ورشل کو ابھی پرتگیا پورتی

میں مگدھ کا راجیہ دیکر میرا دھرم ہے کہ اسکی رکشا کروں۔ اسلئے جب تک راکشس موجود ہے۔ میری پرتگیا پورن نہیں ہوئی۔ مہاراج نند سے اس کی بھگتی اٹل ہے۔ اور اسے زیر کرنے کا ہمیں کوئی نہ کوئی ذریعہ ڈھونڈنا ہوگا۔ اس میں سندیہ نہیں۔ نند بنش کی آخری نشانی سروارتھ سدھی کا بھی خاتمہ ہو لیا۔ پرنتو ملے کیتو سے راکشس نے پرن کیا ہے۔ اور وہ ہمارے راجیہ کو الٹنے پلٹنے میں کوئی یتن باقی نہیں چھوڑیگا۔"

پھر آپ ہی آپ

"شاباش بہادر منتری منش۔ دن میں ستی! شاباش! تیری راجیہ بھگتی کا جب تک یہ جگت قائم ہے دنیا ذکر کرتی رہے گی۔ دنیا کے لوگ اپنے راجہ کی سیوا کرتے ہیں کسی پھل کی آشا پر مصیبت میں ساتھ دیتے ہیں تو اس امید پر کہ بھلے دن پھر آئینگے۔ اور انہیں ان کی سیوا کا پھل ملیگا۔ پرنتو مرت سوامی کے کارن سب کچھ گنوانا۔ خاصکر جبکہ اسکے بنش کا بھی کوئی پرش اسکا پھل دینے کو باقی نہ ہو۔ یہ تجھ میں ہی دیکھا۔ دھنیہ ہو منتری دھنیہ ہو۔

کاڑ سے دوستی نشپھل ہے۔ مورکھ سے اس سے بھی بڑھکر نشپھل ہے۔ اور بدھی مان اور ویر پرش سے بھی متر تا کی آ نہیں سکتا جب تک کہ اسکی تہ میں اصل محبت اور پریم نہ ہو۔ وہ پرش جن کے اندر شور بیرتا اور بدھی کیساتھ سوامی سے پریم موجود ہو۔ دکھ اور سکھ میں اسکے ساتھی ہوتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ تجھے کسی نہ کسی طرح ورشل کے پریم کی ڈوری میں باندھوں۔

ہاں ہاں میں اس کاریہ میں سستی نہیں کرونگا۔ آجتک تو تمہارے سارے منتر تمہارے برخلاف چلتے رہے ہیں۔ تم نے وش کنیا سے مہاراج کی جان لینی چاہی۔ اور ملے کیتو کو یہ بتایا۔ کہ چانکیہ تمہارے پتا کا قاتل ہے۔ پرنتو تمہارا یہ منتر خود تمہارے ہی برخلاف چل گیا۔ دنیا تمہیں مہاراج پروتیشور کا گھاتک جانتی ہے اور اس داغ کو دھونا آسان نہیں۔ ورشل کی جان لیتے ہوئے تم نے پروتیشور کی جان لی۔ اس سے تمہارا دامن چھڑانا مشکل ہے۔ اس میں سندیہ نہیں۔ ملے کیتو بھاگورائن کی مدد سے یہاں سے بھاگ گیا۔ اور اب تمہارے ساتھ ورشل کے برخلاف کاریہ کرنے کو اُدت ہے۔ پرنتو یہ سندھی زیادہ دیر تک نہیں رہے گی۔ میرے دوت نانا پرکار کے بھیسوں میں ادھر ادھر یہاں وہاں سب جگہ گھوم رہے ہیں۔ وقت پڑنے پر وہ شترو کے ساتھ مل جانیکی بھی آگیا رکھتے ہیں۔ اندو شرما نے بودھ ارہت کا بھیس بدل اور جیو سدھی بن کر جو سیوا مہاراج ورشل کی کی ہے وہ تھوڑی نہیں۔ اور اس پر بھی تمہیں ابھی تک اسکی اصلیت کا پتہ نہیں لگا۔ اور تم اسیر اسی طرح وشواس کئے جاتے ہو!

بیشک! بیشک اس پرکار کے ہوشیار دوتوں کے ہوتے درشل کے تخت کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اور تمہیں اس کے سامنے سر جھکانا پڑیگا!"

یہہ الفاظ تھے۔ جو ایک پھونس کی جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے مہاراج چانکیہ کی زبان سے نکلے ان کے چہرے پر اس وقت ایک جلال تھا۔ آنکھوں میں ایک چمک تھی۔ جو دنیا کو مقابلہ کی دعوت دیتی تھی۔

اتنے میں باہر آواز بلند ہوئی۔

"بھگتی کرو مہاراج یم کی۔ جو جیو کو بچلانے والے ہیں۔ جب یمراج دوتوں کو ان کے پیچھے بھیجتے ہیں تو باقی سارے دیوتا اپنے اپنے بھکتوں کو نرک میں چھوڑ جاتے ہیں۔ مہاراج یمراج پر وشواس کرو۔ کیونکہ جیتے جی تو متر کے پاس رہو گے ہی۔ مرکر بھی اسی کی سیوا میں جاؤ گے۔

اچھا میں اس گرہ میں پرویش کر کے اپنی تصاویر دکھاتا ہوں"

دوسری طرف سے آواز آئی "ارے تو کون ہے؟ مت اندر جا"

یہ آواز مہاراج کے ششیہ شارنگ راو کی تھی جو دوار پر تھا۔

یم پٹ (چر۔ (کیونکہ پہلے بولنے والا یم پٹ چر تھا) کیوں؟ کس کا گھر ہے؟

ششیہ۔ میرے گورو سگر ستیہ نام آریہ چانک کا!

چر۔ تو کہتا نہیں میرے دہرم بھراتا کا گھر ہے۔ تب تو میں ضرور اندر جا کر یم پٹ پھیلا کر اسے دہرم اپدیش کرونگا۔

ششیہ۔ بیوقوف تو میرے گورو جی کو اپدیش کریگا!

چر۔ ارے کرودھ کیوں کرتا ہے منشیہ سرو گیہ نہیں۔ کیا تیرا گورو جانتا ہے کہ چندر کا مخالف کون ہے؟

ششیہ۔ ارے بیوقوف۔ ان باتوں سے گیان اگیان سے کیا؟

چر۔ اس بات کو تو کیا جانے۔ یہ تو تیرا گورو ہی جان سکیگا۔ ہاں تجھے اتنا بتادوں۔ کہ چندر کا مخالف کنول ہے۔ اسے چندر کی صورت بھی گوارا نہیں۔ کیونکہ اس سے اس کی شکل اور روپ میں فرق پڑتا ہے۔ اور اس جگہ ایسے کنول تھوڑے نہیں۔

مہاراج نے یہ لفظ سنے تو ان کے کان کھڑے ہو گئے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ

[1] زمانہ قدیم میں ایک قسم کے سادھو تھے۔ جو سورگ اور نرک وغیرہ کی تصاویر دکھا کر مانگا کرتے تھے۔

پاٹلی پتر نواسی ابھی تک چندر گپت کے مخالف ہیں؟

ششیہ - کیسی اسمبندھ باتیں کر رہے ہو؟

چر - اسمبندھ نہیں سمبندھ باتیں ہیں - یدی......

ششیہ - یدی کیا؟

چر - یدی سمجھنے کی بدھی ہو -

چانکیہ - متر! چلے آؤ - شروتا اور کہنے والا دونوں مل جائینگے -

چر - (اندر داخل ہو کر) مہاراج کی جے ہو -

چانکیہ - آہا پنونک - آؤ واہ - سناؤ کیا خبر لائے ہو - نگر نواسیوں کے خیالات کیسے ہیں؟

پنونک - مہاراج کی کرپا سے ان کے سارے دُکھ دُور ہو گئے ہیں - اور سب کے سب لوگ مہاراج کی جے منا رہے ہیں - ہاں تین پرش ایسے ہیں - جو راکشس کے خاص متروں میں سے ہیں -

چانکیہ - کون کون؟ جنہیں اپنی جان پیاری نہیں؟

پنونک - ایک تو ایک بودھ سادھو ہے -

چانکیہ - اس کا نام؟

پنونک - جیوسدھی!

مہاراج چانکیہ کی آنکھوں میں ایک چمک نمودار ہوئی - اور اُنہوں نے مُسکراتے ہوئے کہا "دُوسرا"؟

پنونک - راکشس کا خاص متر شکٹ داس کالستھ -

مہاراج نے مُسکراتے ہوئے کہا "کالستھ - پرنتو شترو کو کمزور نہیں جاننا چاہئیے - اچھا اور تیسرا"؟

پنونک - اسکا متر چندن داس جوہری - جس کے پاس وہ اپنے بیوی بچّوں کو چھوڑ گیا ہے -

چانکیہ - یہ تمہیں کیسے معلوم ہُوا؟

پنونک - (ایک مُہر جیب سے نکال کر) یہ اس کا ثبوت ہے -

مہاراج چانکیہ نے مُہر کو ہاتھ میں لیا - تو اس پر "مہامنتری راکشس" کا نام کھدا تھا - اسے پڑھتے ہی ان کی زبان سے نکلا "راکشس! راکشس میرے ہاتھو میں! یہ تمہیں کہاں سے ملی"؟

پنونک - مہاراج کی آگیا تھی - کہ میں نگر نواسیوں کے دلی خیالات معلوم کروں - اس لئے

مَیں نے یہ بھیس بدلا۔ اور پھر ٹہلتا ہُوا آنا چندن داس کے ہاں پہنچا۔ وہاں مَیں نے یم پٹ بجھائی۔ اور اپنا راگ شروع کیا۔ میری آواز سُن کر ایک چھوٹا سا پانچ سالہ نہایت خوبصورت لڑکا اندر سے بھاگتا ہُوا آیا۔ اس وقت اسکی آنکھوں میں وہی چمک تھی۔ جو اس عمر کے بچّوں میں کسی عجیب چیز کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتے وقت ہُوا کرتی ہے۔ یکایک اندر سے آواز آئی "وہ بھاگ گیا دوڑ گیا۔ پکڑ لو" یہ ایک زنانہ آواز تھی۔ جس کے بعد کوئی استری اس بچّے کو پکڑنے کیلئے آہستہ سے آگے بڑھی۔ اور اس نے اپنے دو نہایت خوبصورت بازو آگے کر کے بچّے کو پکڑ لیا۔ اس پکڑ دھکڑ میں یہ انگوٹھی جو مردانہ ہاتھ کی تھی۔ اور غالباً ان نازک اُنگلیوں میں جو اسے پہن رہی تھیں ٹھیک نہیں آتی تھی اس کے ہاتھ سے گِری۔ اور چلتی چلتی میرے چرنوں میں آ اٹکی۔ ٹھیک جس طرح کہ کوئی کل وہ مہاتما کو پرنام کرتی ہے۔ مَیں نے اسے اُٹھا کر دیکھا۔ تو راکشس کا نام نظر آیا۔ اور اب یہ مہاراج کے ہاتھوں میں ہے۔

چانکیہ۔ شاباش پنونک شاباش! تمہاری خدمات کا بہت جلد انعام ملے گا۔ اچھّا تم جاؤ اور آرام کرو٭

باب شانزدہم

مہاراج چانکیہ کا منتر

"شارنگ رو"۔

"مہاراج"!

یہ پُرزہ کاغذ سدھارتھک کے پاس لیجاؤ۔ میری اچھا تھی۔ کہ اسے سویم لکھتا۔ پرنتو میرا ہستا کشر اچھا نہیں۔ اسے کہنا۔ اسے اپنے متر شکٹ داس کا ہستھ سے لکھوا کر جلد لے آئے رکان میں، لیکھک کا نام لکھنے کی آؤشکتا نہیں۔ نہ ہی اس کا جسکے پاس بھیجا جائیگا۔ وہ میں سویم لکھ لونگا۔ سدھارتھک کو یہ بھی کہہ دینا۔ کہ یدی شکٹ داس کو معلوم ہو گیا کہ یہ میں نے لکھوایا ہے۔ تو وہ لکھیگا نہیں۔ اس کارن سادھانی سے کام کرے"۔

"بہت بہتر بھگون"! کہکر شاگرد باہر نکل گیا۔ مہاراج چانکیہ نے انگوٹھی کو جیب سے نکالا اور اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگے:-

"راکشس! او راکشس! تو چانکیہ کو منتر ودیا میں پراجے نہیں کر سکتا۔ یہ ہتھیار تجھے مہاراج ورشل کے چرنوں میں کھینچکر لائے گا۔ تجھ میں شکتی نہیں۔ کہ بھاوی کو میٹ سکے۔ ہاں پہلے مجھے یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ وہ کون پاپی ہے۔ جو ملے کیتو کو یہ کہنے کا حوصلہ کر سکتا تھا۔ کہ پردتیندر کے بدھ کا ذمہ وار چانکیہ ہے"۔ پرنتو اب میں انہیں خوب جانتا ہوں۔ اور اس ایک ہی منتر سے انکی گردن کندھوں پر نہ رہے گی! نیتی ودیا کے ماہر! میں جانتا ہوں۔ تیرے سر میں ایک بدعیمان دماغ ہے۔ اور اس سے فائدہ اُٹھا کر ملے کیتو ورشل کے لئے خطرہ کا کارن ہو سکتا ہے پرنتو! یہ ہتھیار تم دونوں کو الگ الگ کر کے رہیگا۔ اور پھر میں دیکھونگا۔ کہ ملے کیتو چکرورتی راجیہ کا مالک بنتا ہے یا ورشل"۔

"جے ہو مہاراج کی۔ پتر لکھا گیا"!

چانکیہ۔ اوہو۔ سدھارتھک آ گئے؟ بہت جلدی کی۔ دکھاؤ تو . . . . . . او وہ بہت ٹھیک

ہاں اب اس پر یہ مُہر لگا دو۔"

مُہر لگ گئی۔ اور سدھار تھک مزید ہدایات کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔

چانکیہ۔ سدھار تھک! آج مَیں تمہیں ایک بڑا ضروری اور بھیانک کاریہ بتلانے لگا ہُوں کرو گے نا؟

سدھار تھک۔ اہو بھاگیہ! جو یہ شریر بھگوان کے کسی کاریہ میں لگے۔ اس سے ادھک دھنیہ بھاگیہ اور کیا ہو سکتے ہیں؟

چانکیہ۔ تو سُنو؟

یہ کہکر اُنھوں نے اپنے لب سدھار تھک کے کانوں سے لگا دیئے۔ اور معلوم نہیں۔ آہستہ آہستہ کیا کہا جسے ہم سُن نہیں سکے۔ مگر سدھار تھک کا چہرہ انہیں سُنکر چمک اُٹھا۔

ہدایات ختم ہو گئیں۔ اور "دوسمجھ گیا مہاراج!" کہکر سدھار تھک باہر نکل گیا۔

- - - - - - - - - - - - - - -

"شارنگ رو"

"مہاراج!"

یہ لو مہاراج کے احکام! جیو سدھی سادھو اور شکٹ داس کا ستھ راجیہ کو اُلٹ پلٹ کرنے کا یتن کر رہے ہیں۔ اس لئے ڈنڈ پاشک[1] اور کال پاشک[2] کو یہ آگیا پہنچا دو۔ کہ جیو سدھی بودھ سادھو ہے۔ اس کارن ہم اسے پران ڈنڈ نہیں دینا چاہتے۔ پس اسے نگر میں خُوب گھما کر دیش نکالا دیدیا جائے۔ اور یہ ڈھنڈورہ پٹوا دیا جاوے۔ کہ وِش کنیا کے ساتھ پروتیشور کی جان لینے کی صلاح راکشس کو اسی نے دی تھی۔ شکٹ داس کا ستھ کو بھی اسی طرح نگر میں پھرا کر سُولی دیدیا جاوے۔ اور اس کے بال بچّوں کو بندیخانے میں ڈال دیا جاوے۔ اور پھر جوہریوں کے چودھری چندن داس کو سیوا میں اُپستھت کرو۔"

"بہت بہتر مہاراج!"

---

[1] [2] اعلیٰ افسر پولیس وجلاد +

باب ہشتدہم

چانکیہ اور چندن داس

چانکیہ۔ آیئے۔ چودھری صاحب یہ آسن گرہن کیجئے۔

چندن داس۔ نہیں بھگوان میں پرتھوی پر ہی بیٹھونگا۔

چانکیہ۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہوگا۔ میرے جیسے براہمن کے ہاں اور ہے ہی کیا۔ جو میں آپکی سیوا میں پیش کروں۔ اور یدی آپ نے اسے بھی گرہن کرنیسے انکار کر دیا۔ تو مجھے دُکھ ہوگا۔

چندن داس۔ بہت بہتر بھگوان۔ آپ دُکھت نہ ہوں۔

چانکیہ۔ کہئے بنج بیوپار کا کیا حال ہے؟

چندن داس۔ جب مہاراج پرت پالک ہوں۔ تو بنج بیوپار کیوں نہ پھولے پھلے۔

چانکیہ۔ اور سنائیے پہلے راجہ کے بیٹوں کو یاد کرکے لوگ ورشل کے پاپوں کے سمبندھ میں کیا کہتے ہیں؟

چندن داس۔ بھگوان! آپنے یہ کیا کہا؟ مہاراج ورشل کے بینہ آج پورنماشی کے چندر کی طرح روشن ہوکر ہردلوں کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔ چھوٹے بڑے سب ان کے گن گا رہے ہیں۔

چانکیہ۔ پرنتو جب راجہ پرجا کا سیوک ہو۔ تو کیا اسے اس کا کچھ پھل نہیں ملنا چاہئے؟

چندن داس۔ مہاراج آگیا دیں۔ گھر بار سیوا میں حاضر ہے۔

چانکیہ۔ چندن داس! تم بھولتے ہو۔ یہ ورشل کا راج ہے۔ نند کا راجیہ نہیں۔ پرجا کی خوشی ورشل کی سیوا کا پھل ہے۔ اور اسی میں وہ سنتشٹ ہے۔

چندن داس۔ یہ پرجا کے دھنیہ بھاگ ہیں۔

چانکیہ۔ نہیں یہ کہو۔ کہ اس خوشی کو کس طرح ظاہر کیا جائے۔

چندن داس۔ جو آگیا۔

چانکیہ۔ یہ آسان ہے۔ راجہ کی آگیا کا ورودھ نہ کرو۔

چندن داس - وُہ کون بدبخت پاپی ہے - جو مہاراج کی آگیا کا ورودھی ہونیکی جرأت کرتا ہے -

چانکیہ - پرتھم تو آپ ہی ہو -

چندن داس - (حیرت سے) میں اور ورودھی - کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ! کیا ایک تنکا اگنی کا ورودھی ہونیکی شکتی رکھتا ہے ؟

چانکیہ - واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا - اس وقت بھی تمہارے گرہ میں راکشس کے گرہ جن (بیوی بچے) چھپ رہے ہیں -

چندن داس - یہ استیہ ہے! میرے کسی شترو نے مجھے نقصان پہنچانے کے لئے یہ کہانی گھڑی ہے -

چانکیہ - ڈرنے کی بات نہیں - مجھے معلوم ہے - کہ راجیہ کے بدلنے کے سمیہ کئی بدمعاشوں نے راجیہ کے بھلے لوگوں سے زبردستی اپنے گرہ جنوں کو آشرہ دینے کی پریرنا کی تھی - یہ ان کا قصور ہے نہ کہ پرجا کا ہاں اب جبکہ ان کا ڈر جاتا رہا ہے - ایسے لوگوں کو گھروں میں چھپانا جرم ہے -

چندن داس - میں سویکار کرتا ہوں - کہ پہلے راکشس کے گرہ جن میرے گرہ میں تھے -

چانکیہ - یہ بھی استیہ ہے! تم نے پہلے کہا ہے - کہ وُہ تمہارے یہاں آئے ہی نہیں -

چندن داس - بیشک وُہ بات استیہ تھی -

چانکیہ - تو مجھے دھوکا دیا جا رہا ہے - کبھی کچھ کہا جاتا ہے - کبھی کچھ (آنکھیں بدل کر) چندن داس راکشس کے گرہ جنوں کو میرے حوالے کر دو - اور جاؤ میں نے تمہارا اپرادھ کشما کیا -

چندن داس - میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں - کہ وُہ میرے پاس رہے ہیں - پرنتو اب نہیں -

چانکیہ - اب کہاں گئے ؟

چندن داس - مجھے پتہ نہیں -

چانکیہ - تمہیں یہ پتہ نہیں! چندن داس! جانتے ہو - پھن دار سانپ تمہارے سر پر کھڑا ہے - اور تم اس کے ساتھ کھیل رہے ہو - شاید ابھی تک تم نے وشنوگپت کو نہیں جانا - اور یہ خیال کر رہے ہو گے وُہ قسمت اور پراکرم جس نے جیتے نند کا ساتھ اس وقت چھوڑ دیا - جب اس کے پاس لاکھوں ہاتھی گھوڑے اور سوار تھے - جب اس کے پاس سینا تھی - جرنیل تھے اور منتری تھے - اب اس کے مرنے کے بعد راکشس کا ساتھ دیگی - ارے کیا تو شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اس کی ڈاڑھوں کو اکھاڑنا چاہتا ہے - سوچ اپنے آپ کو سمجھ -

شارنگ رو۔ (اندر داخل ہوکر) مہاراج کی جے ہو۔ جیوسدھی بھکشو کو گرفتار کرکے مہاراج کے حکم سے نگر میں پھرا کر دیش نکالا دیدیا گیا۔

چانکیہ۔ بھکشو! اگر مہاراج کے ودروھیوں کا یہی انجام ہونا چاہئے۔ چندن داس! دیکھتے ہو۔ ورشل نرم دل ہے۔ پر جا سیوک ہے۔ پرنتو ان لوگوں کو سزا دینے میں جو راجیہ ودروہی ہوں اسے کوئی تامل نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ ایک مِتر کی صلاح مان کر راکشس کے گرہ جنوں کو مہاراج کے حوالے کردو۔ اور راجہ کی کرپا کے بھاگی ہو۔

(درشارنگ رو شارنگ رو) یہ کیسا شور ہے؟

شارنگ رو۔ مہاراج! شکٹ داس کا ستھ کو سُولی دینے کے لئے لے جا رہے ہیں۔

چانکیہ۔ راجیہ ودروہ کا پھل۔ راجیہ کے شتروؤں سے ہمدردی رکھنے کا نتیجہ۔ چندن داس! کیا نہیں سمجھتا۔ تم کسطرح اپنے گھر میں ان کو چھپا کر راجہ کے کرودھ سے بچ سکتے ہو۔ اسلئے بہتر یہی ہے۔ کہ میرا کہنا مان کر انہیں حوالے کردو۔ دُوسرے کیلئے اپنی جان خطرے میں ڈالنا سُورکھتا ہے۔

چندن داس۔ مہامنتری جی! آپ نے مجھے سمجھا نہیں۔ آپ مجھے ڈراتے ہیں۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ ڈر مجھے ان لوگوں کو شتروؤں کے ہاتھوں میں دینے پر مجبور کردیگا۔ جن کی آج تک میں نے رکشا کی ہے شرن آئے ہُوئے کی رکشا کرنا دھرم ہے۔ اور اس میں اگر پران بھی جائیں تو پرواہ نہیں۔ پرنتو میں تو آپ کو پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ جنہیں آپ ڈھونڈتے ہیں۔ میرے پاس نہیں۔

چانکیہ۔ یہ تمہارا نشچہ ہے۔

چندن داس۔ نسندیہ!

چانکیہ۔ (دل ہی دل میں) شاباش بہادر۔ اس کل یگ میں راجہ شوی[1] کا نمونہ دکھلانے والے تو دھنیہ ہے (ظاہرہ) کیا تمہارا انتم نشچہ یہی ہے؟

چندن داس۔ بیشک!

چانکیہ۔ (غصہ سے) دُر آتما پاپی! راجہ کے کرودھ کو سہارنے کے لئے تیار ہوجا۔

چندن داس۔ میں تیار ہُوں۔ جو چاہے کیجئے!

چانکیہ۔ شارنگ رو! دنڈپاشک اور کال پاشک کو حکم دو۔ کہ اس اپرادھی کو گرفتار کرلیں

[1] راجہ شوی نے ایک کبوتر کو جو ایک باز کے پنجے سے بھاگ کر ان کی گود میں گرا تھا۔ پناہ دیتے ہوئے اپنے جسم کے گوشت کا ایک حصہ دینا منظور کرلیا تھا۔ مگر شرناگت کو نہیں دیا تھا۔ (آنند)

ہاں درگ پالک! اور وجے پالک کو آگیا دو۔ کہ اس دُراتما کے بیوی بچّوں کو گرفتار کر کے جیلخانہ میں ڈالدیں۔ تاوقتیکہ کہ میں مہاراج سے سارے معاملہ کو بیان کر کے آگیا نہ لیلوں۔ جو اسکی دولت اور پران کی ضبطی کے سوائے اور نہیں ہو سکتی۔

چیندن ۔ اس۔ مُبارک ہے وُہ جان۔ جو جسمانی کمزوریوں نہیں۔ بلکہ دوستی اور شرناگت کی رکشا کے کام آئے۔

چیندن داس گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بیوی بچّے بندی خانہ میں ڈال دیئے گئے۔ لیکن ابھی ان احکام کی پُوری طور پر تعمیل نہ ہوئی تھی۔ کہ شارنگ رو نے مہاراج چانکیہ کے کانوں میں یہ خبر پہنچائی۔ کہ "سدھارتھک نے مقتل پر حملہ کر کے شکٹ داس کو چھڑا لیا۔ اور دونوں بھاگ گئے ہیں"!

چانکیہ ۔ (بظاہرہ غصّہ سے) ہیں! کیا؟ اتنا غضب! جاؤ بھاگورائن کو آگیا دو۔ کہ اس کم بخت کو پکڑ کر حاضر کرے۔

شارنگ رو ۔ مہاراج وُہ خود غائب ہے!

چانکیہ ۔ اچھا! بھدر بھٹ۔ پرش دت۔ ہنگ رات۔ بل گپت۔ راج سین۔ رہتاکش۔ وجے درما یہ کہاں ہیں۔ ان میں سے کسی کو حکم دو۔ کہ ان دونوں کی گرفتاری کا یتن کریں۔

شارنگ رو ۔ مہاراج بھدر بھٹ اور بہت سے دیگر سردار تو صُبح دِن نکلنے سے پہلے ہی کہیں بھاگ گئے ہیں۔

چانکیہ ۔ خیر کیا ہُوا! جو آج گیا وُہ پہلے بھی ہمارا نہ تھا۔ اور نہ ہی آئندہ ہوتا۔ اس وقت بھی جو چاہے۔ چلا جائے۔ جب تک وُہ ہردہ قائم ہے۔ جس نے نند بنش روپی برکش کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالا اور جس کی شکتی لکھوکھا بہادروں سے بڑھکر ہے۔ ہاں جب تک وُہ ہردہ نہیں ڈولتا۔ سارا جہان ایک طرف ہو جائے۔ اسے پرواہ نہیں۔ یہ طلے کے سارے بھاگنے والے آئیں گے۔ اور دُنیا دیکھے گی۔ کہ ہاتھ جوڑے ہوئے آئینگے۔

"مہاراج کی جے ہو"!

"آہا۔ شونوتر۔ اکس پر یوجن سے آنا ہُوا"؟

شونوترا - مہاراج شری چندر کی اِچھا ہے۔ کہ مہاراج پروتینِدر کی اِنتم پار لوکک کریا کردیں۔ اِس کارن بھگوان کو یاد فرمایا ہے۔ اُن کی اِچھا ہے۔ کہ مہاراج پروتینِدر جی کے جواہرات اور آبھوشن وِدوان براہمنوں کو دیئے جائیں۔

چانکیہ - شونوترے! جاؤ مہاراج کو کہدو۔ کہ ان کی اِچھا بہت شُبھ ہے۔ اور شیگھر اسے کاریہ رُوپ میں پریورتن کرنا چاہیئے۔ آبھوشن نِسندیہہ بہومولیہ ہیں۔ اور کیول گُن وان براہمنوں کو ہی ملنے چاہئیں۔ اس کارن میں براہمنوں کی پریکشا کر کے انہیں سیوا میں بھیجتا ہوں۔

شونوترا - جو آگیا مہاراج!

چانکیہ - شارنگ رو! شارنگ رو!

شارنگ رو - مہاراج!

چانکیہ - جاؤ وِشواسو کو تلاش کر کے کہدو کہ وہ اور اس کے تین بھراتا مہاراج کی سیوا میں اُپستھت ہو کر ان جواہرات کو لے لیں۔ اور پھر سیدھے میرے پاس چلے آئیں۔

شارنگ رو - بہت بہتر مہاراج! ✤

باب ششدہم

پاٹلی پتر کی خبریں

"پرماتما! یہ کیا مذاق ہے؟ شیش ناگ بنش کا نام و نشان مٹ جائے! مہاپدم نند تلوار کی گھاٹ اُترے۔ نند بنش یدو بنش کی طرح تباہ و برباد ہو جائے۔ اور لکشمی مُرا پتر چندر گپت کے قدموں میں لوٹتی پھرے! قسمت! کیا تجھے کوئی عالیخاندان اِنسان نہیں مل سکتا تھا۔ کیا تو ایک شودر کو سر پر اُٹھانے میں ہی خوشی محسوس کرتی ہے۔!

سچ ہے۔ استری کا سبھاؤ ہی چنچل ہے۔ برہما نے بھی اسے نہیں سمجھا۔ پھر منشیہ کی تو ہستی ہی کیا ہے۔

پرنتو اے پراربدھ! ابھی تک راکشس زندہ ہے۔ اور وہ تیرے پر نوچکر پر سے پھینک دے گا وہ تجھے اور تیری طاقتوں کو تباہ و برباد کر دیگا۔ تو سمجھتی ہے تو طاقتور ہے۔ بہت طاقتور ہے مگر تو دیکھیگی۔ کہ کس طرح تجھے خاک میں ملایا جاتا ہے۔ مجھے شکستوں پر شکستیں ہوں۔ پرواہ نہیں۔ دُکھ پر دُکھ پہنچیں ہرج نہیں۔ نند بنش نہیں تو ملے کیتو موجود ہے۔ وہ مجھ پر مہربانی کرتا ہے۔ اور میں اسے مگدھ کا راجہ دیکر اس کے احسانات سے سبکدوش ہونگا۔ اگر چانکیہ ورشل کو چندر گپت بنا سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ راکشس ملے کیتو کو مگدھ آدھیش بنا کر اپنے بھرت سوامی کے قتل کا بدلہ نہ لے۔ ابھی اچھا ہے میں بیوی بچوں کو ساتھ نہیں لایا۔ اسی خواہش سے میں انہیں اپنے دوستوں کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ جیو سدھی اپنے کام میں مصروف ہے شکٹ داس کے پاس کافی دولت ہے۔ اور دولت وُہ چیز ہے جو راجاؤں کے دروازے بھی کھول سکتی ہے کیا ہوا ابھی تک وُہ طاقت زائل نہیں ہوئی۔ جو شتروگنا کوں چنے چبوا کر رہیگی۔

"جے ہو مہاراج کی!"

"آہ جاجلی آؤ بھئی کیسے آئے؟"

جاجلی۔ مہاراج کی آگیا سے! مہاراج فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ دیکھکر دُکھ ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے

شریر کی اور سے اِس درجہ لاپرواہ ہیں۔ اِسلئے اِس بات کی طرف سے آنکھیں نہ موندتے ہوئے بھی کہ آپ کو مہاراج نند کی مرتیو کا بہت صدمہ ہے۔ آپ نے سویم اپنے شریر کے یہہ آبھوشن بھیجے ہیں۔ اور پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ آپ انہیں اوشیہ میو دھارن کریں۔

راکشس۔ متر! مہاراج کی کرپا نے مجھے مہاراج نند کو بھلا دیا ہے۔ پرنتو جب تک اِس مہاراج کے شترؤں کو خاک و خون میں نہیں ملا لیتا۔ جب سمیہ تک میں مہاراج کو مگدھ کے سنہری تخت پر نہیں دیکھ لیتا۔ مجھے سامانِ عیش نہیں بھاتے۔

چاجلی۔ مہاراج! یہ تو آپکا ... ہاتھ کا کرتب ہے۔ اِس کے لئے آپ مہاراج کی پہلی اِچھا کا نرادر نہ کریں۔

راکشس۔ میں اور مہاراج کی اِچھا کا نرادر۔ یہ سو ہی نہیں سکتا۔ لاؤ مجھے کوئی عذر نہیں!

چاجلی۔ (پرنام کر کے) آگیا؟

"پریم ودک! باہر کون ہے؟"

پریم ودک۔ مہاراج! سپیرا ہے! مہاراج کے درشنوں کی اِچھا سے کھڑا ہے۔

راکشس۔ سپیرا! یہ لو اس کا انعام۔ اسے دیکر رخصت کر دو۔ میں سانپ دیکھنے کی اِچھا نہیں رکھتا!

پریم ودک۔ (واپس آکر) مہاراج! اس کا اصرار ہے۔ کہ وہ ضرور مہاراج کو سانپ دکھلانا چاہتا ہے۔ بڑے بڑے اچھے نمونے کبتا ہے لایا ہوں۔ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ کوی (شاعر) بھی ہوں اور اپنی کویتا کا یہ ایک نمونہ بھیجا ہے۔

راکشس نے کاغذ ہاتھ میں لے لیا۔ لکھا تھا۔

"بھرمر کسم کسم سے اور پشپ پشپ سے رس اکٹھا کرتا ہے۔ اور اسے اپنے نہیں پر اپکار کے ہیتو مدھو بنا ڈالتا ہے"۔

دستخط آنکھوں کو مانوس معلوم دیئے۔ شعر کے اندر کچھ معانی بھی پوشیدہ تھے۔ کیا یہ شخص کُسم پور (پاٹلی پتر) کی خبر لیکر تو نہیں آیا۔ دیکھیں تو سہی۔ اِس خیال سے کہا "اچھا آنے دو"۔

مہامنتری اور سپیرا آمنے سامنے ہوئے۔ آنکھوں سے آنکھیں ملیں۔ ایک کا پیغام دوسرے نے پڑھا۔ اور پریم ودک کو اشارہ ہوا۔ کہ ہم سانپ دیکھیں گے۔ تم جاؤ اپنا کام کرو۔"

نوکر باہر نکلا۔ مہامنتری جی آگے بڑھے۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور بھرائی ہوئی آواز سے بولے:۔

"آہ! نند مہاراج کے منتریوں کی یہ دشا! وہ راتیں اُنہوں نے کیسا بگاڑا تھا! ورادھ گپت آؤ بھائی یہ آسن گرہن کرو۔"

ورادھ گپت۔ مہامن! آپ کیوں دُکھت ہوتے ہیں۔ سدا دن کب کسی کے ایک سے رہے ہیں۔ اگر وہ نہ رہے تو یہ بھی نہ رہیں گے۔

راکشس۔ کسومپور سے کیا خبر لائے؟

ورادھ گپت۔ خبریں ایک نہیں انیک ہیں۔ کہئے کہاں سے شروع کروں۔

راکشس۔ چندر گپت کے شہر میں داخلے کے بعد کیا ہوا۔ یہ سناؤ۔

ورادھ گپت نے پھاٹک کی محراب کے گرنے۔ ویرودھک۔ اور دارو ورما کی موت۔ ابھے دت وید کے زہر پینے۔ اور خفیہ محل میں چھپے ہوئے جوانوں کے اندر جلا ہونیکا سارا حال کہہ سنایا۔ جسے سُن کر راکشس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور اُس کی زبان سے نکل گیا۔

"آہ! پرار بدھ چندر گپت کی رکشا پر تُلی ہوئی ہے۔ ایک ایک منتر جو اس کے برخلاف برتا جاتا ہے۔ اسے فائدہ پہنچاتے جا رہا ہے۔ ہم نے وش کنیا کا پریوگ کیا۔ پرنتو اسکے وسیلے سے اسے اس دیکھتی کے پنجے سے رہائی ملی۔ جو اسکی آدھی سلطنت کی مالک ہوتی۔ پھر دار و ورما کی موت نے اسے اسی سلطنت کے دوسرے حصہ دار سے مکتی دلائی! پرماتما میرے اوزار میرے خلاف کیوں چل رہے ہیں؟ چانکیہ نے ان تمام باتوں کو ضرور نگر نواسیوں کے سامنے رکھا ہوگا۔ اور اب وہ ہمارے خلاف ہو رہے ہونگے۔"

ورادھ گپت۔ مہامنتری جی! پرواہ نہیں۔ قسمت برخلاف ہے۔ پرار بدھ حوصلہ توڑ رہی ہے پرنتو جو شروع کر دیا۔ وہ پورا ہوگا۔ اور ہو کر رہیگا! اسمیں سندیہ نہیں۔ کم حوصلہ پُرش شروع شروع میں کئی پرکار کی مشکلات کا تصور جما کر حوصلہ ہار دیتے ہیں۔ ایک اور طرح کے لوگ ہیں۔ جو ہمت کرتے ہیں مگر راستہ میں ہی مشکلات سے گھبرا کر بھاگ جاتے ہیں۔ پرنتو آپ جیسے نرشارد و دل مصیبتوں اور تکلیفوں کو دیکھکر انہیں مقابلہ کے لئے للکارتے ہیں۔ ہاں شکستیں ہوتی ہیں۔ مایوسیاں آتی ہیں تکلیفیں ملتی ہیں۔ پرنتو ہر مصیبت کے ساتھ ان کا حوصلہ دُگنا ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ سمندر میں چٹان کی طرح ثابت قدم رہتے ہیں۔ آخر طوفان شکست کھا کر واپس مڑتا ہے۔ بادل چھن بھن ہو جاتے ہیں۔ سرشٹی کا مُکھ

اُجل ہو کر نظر آتا ہے شیش ناگ کے سر پر پرتھوی کا بھار کتنا خوفناک ہے۔ پرنتو کیا وُہ اس بھار سے گھبرا کر پرتھوی کو چھوڑ بھاگتا ہے۔ سورج چاند اور دیگر ستارے نت سفر کرتے ہیں۔ پرنتو کیا وُہ تکان سے گھبرا کر اپنے کاریہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کداپی نہیں۔ بُزدل نامرد مصیبتوں کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ پرنتو ویر اور بہادر پُرش کو مصیبتوں کے اندھیرے کے پیچھے ایک آواز کہتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔

چاہے جائیں پر پرن نہ جائی

جو سر میں ٹھن گئی ٹھن گئی۔ جو کام شروع کر دیا کر دیا۔ اب اس سے پیچھے ہٹنا کیا۔ اور کیوں؟

راکشس۔ سندر ہے۔ مترا تم جو کچھ کہتے ہو ستیہ ہے۔ اچھا پھر کیا ہُوا؟

ورادھ گپت۔ ان واقعات نے چانکیہ کی آنکھیں کھول دیں۔ اسے ایک ایک آدمی پر شبہ ہو گیا۔ اور آج کُسم پور میں آپ کے سارے ہتیشی بندی خانے میں پڑے ہیں۔

راکشس۔ کس کس پر چانکیہ کی کرپا درشٹی ہوئی ہے؟

ورادھ گپت۔ پرتھم تو جیو سدھی بھکشو ہے۔ جسے سارے شہر میں پھرا کر دیش نکالا دیا گیا ہے۔

راکشس۔ کس الزام میں؟

ورادھ گپت۔ کہا گیا ہے۔ کہ اس نے ہی وش کنیا سے چندر گپت کے قتل کا مشورہ دیا تھا!

راکشس۔ خوب! خوب! چانکیہ! تیری بدھی دھنیہ ہے! تیری دو دھاری تلوار دونو طرف کاٹ کرتی ہے۔ اچھا! پھر؟

ورادھ گپت۔ پھر یہ ڈھنڈورہ پیٹا گیا۔ کہ دارو ورما اور دوسرے لوگوں کو شکٹ داس نے رد بیہ دیگر راجہ کے مارنے پر اُدیت کیا تھا۔ اسلئے اسے پکڑ کر پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

راکشس۔ آہ! ایسی بُری موت! پرماتما مجھ پاپی کو یہ سب کچھ دیکھنے کے لئے کیوں زندہ رہنے دیا گیا؟ نند کے متر ایک ایک کر کے ایسی بُری طرح بلیدان دیں۔ نہیں نہیں امر ہو جائیں۔ اور میں بدبخت اور بدقسمت اسی طرح پڑا دیکھا کروں (اپنے آپ کو سنبھال کر) اچھا پھر؟

ورادھ گپت۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اور چندن داس کے متعلق بے خبر ہونے کے کارن ہم نے آپ کے گرہ جنوں کو کسی دوسری جگہ سورکشت کرنے کا انتظام کر لیا۔

راکشس۔ انہیں کیوں بچا لیا گیا؟ کس لئے انہیں چانکیہ کے ہاتھوں میں نہ دیا گیا۔ یہ سارا چندن داس کا قصور ہے۔

ورادھ گپت۔ نہیں نہیں وہ قصور وار ہوتا۔ اگر وہ اپنے متر کے ساتھ دغابازی کا مرتکب ہوتا۔

راکشس۔ اچھا!

ورادھ گپت۔ چونکہ اس نے ایسا کرنیسے انکار کر دیا۔ اسلئے چانکیہ نے سخت کرودھ میں آکر۔ . . .

راکشس۔ (بات کاٹ کر) اسے مروا ڈالا؟

ورادھ گپت۔ نہیں ہے اور اس کے بیوی بچوں کو گرفتار کر کے بندی خانہ میں ڈلوا دیا۔

راکشس۔ اور اس پر تم مجھے کہتے ہو۔ میرے گرہ جن سوکشت ہیں! کہتے کیوں نہیں۔ کہ چانکیہ نے مجھے اور میرے سارے سمبندھیوں کو جیل خانہ میں ڈال دیا ہے۔

ایک نوکر۔ (اندر داخل ہو کر) مہاراج کی جے ہو! شکٹ داس باہر کھڑے ہیں۔

راکشس کا چہرہ کھل گیا۔ اس ناگہانی خبر کو یقین کرنا ناممکن تھا۔ حیرت سے اسکے منہ سے نکلا "شکٹ داس دوار پر۔ دھوکا تو نہیں کھا رہے"؟

نوکر۔ مہاراج کے سیوک استیہ نہیں بولتے۔

راکشس۔ ورادھ گپت! یہ کیا معاملہ ہے؟

ورادھ گپت۔ پراربدھ نے ہمارے متر کو موت کے منہ سے چھڑا لیا معلوم ہوتا ہے۔

راکشس۔ (سیوک سے) کیوں کھڑے ہو۔ انہیں آنیدو!

شکٹ داس "مہامنتری کی جے" کہکر اندر داخل ہوا۔ راکشس نے فرط طرب سے اٹھکر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا:۔

راکشس۔ کہو بھئی کیسے آ پہنچے؟ ہمیں تو اس جنم میں تمہیں دیکھنے کی کوئی آشا نہیں رہی تھی۔

شکٹ داس۔ یہ سب میرے متر سدھارتھک کی کرپا کا پھل ہے جس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بندی خانہ پر حملہ کر کے مجھے ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ جو مجھے سولی کی طرف لئے جا رہے تھے۔

یہ کہکر اس نے سدھارتھک کو مہامنتری جی سے انٹروڈیوس کرایا۔

مہامنتری جی نے پرسنتا پوروک اس سے ہاتھ ملائے۔ اور فرط طرب سے اپنے گلے کا ہار اسکے گلے میں ڈال کر کہا:۔

راکشس۔ دھنیہ ہو بہادر! دھنیہ ہو۔ شوک ہے۔ کہ اس سمیہ میرے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں ورنہ اسے بھی تمہارے سر پر نیوچھاور کر دیتا۔

سدھارتھک۔ بھگون! آپ کی کرپا نے مجھے ہمیشہ کے لئے سیوک بنا لیا ہے۔ پرنتو میں اس نگر میں بالکل انجان ہوں۔ ان آبھوشنوں کو کہاں رکھتا پھروں گا۔ کرپا کر کے انہیں اپنے خزانہ میں ہی رہنے کی آگیا دیجئے۔ میں ان پر اپنی مُہر لگا دوں گا۔

راکشس۔ جو اچھا تمہاری۔

سدھارتھک نے وہ مُہر نکالی۔ اور شکٹ داس کے ہاتھوں میں دیدی۔ شکٹ داس نے اسے لیا۔ اور اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اسے اس پر راکشس کا نام کندہ نظر آیا۔ یہ دیکھ کر اس نے مہامنتری جی سے کہا:

شکٹ داس۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ کا نام اس پر کندہ ہے!

راکشس۔ (دل ہی دل میں) ارے! یہ تو وہی انگوٹھی ہے۔ جسے میں نے اپنی نشانی کے طور پر اپنی دھرم پتنی کو دیا تھا (پھر سدھارتھک سے مخاطب ہو کر) بھئی یہ تمہیں کہاں سے ملی؟

سدھارتھک۔ مہاراج! یہ مجھے کسم پور کے جوہری چندن داس کے دوار پر ملی تھی۔

راکشس۔ ممکن ہے......

سدھارتھک۔ کیا؟

راکشس۔ ایسی ایسی مُہریں امیروں کے دوار پر گری مل جاتی ہوں۔

شکٹ داس۔ متر سدھارتھک! اس مُہر پر مہامنتری جی کا نام کندہ ہے۔ اور وہ اسکے عوض میں جو مانگو دینے کو تیار ہیں۔

سدھارتھک۔ مجھے اس سے ادھک خوشی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میری کسی چیز کو مہامنتری جی لینے کی اِچھا کریں۔ میں بڑے ہرش سے اسے سیوا میں ارپن کرنے کو تیار ہوں۔

راکشس۔ (شکٹ داس سے) بھائی اسے اپنے پاس رکھو۔ اور ہماری خط و کتابت میں کام لاؤ۔

سدھارتھک۔ مہاراج! میں ایک عرض کروں؟

راکشس۔ کہو!

سدھارتھک۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ میرے کرموں نے مہامنتری چانکیہ کو مجھ پر کرودھت کر دیا ہے اب اگر میں پاٹلی پتر واپس گیا۔ تو نتیجہ مرتیو کے سوائے اور نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اگر آپ مجھے سیوا میں رکھنے کی کرپا کریں۔ تو بہت اچھا ہو۔

راکشس۔ ہم سویم یہی کہنے والے تھے۔ اچھا شکٹ داس جاؤ! اپنے متر کے ساتھ آرام کرو۔ تم تھکے

ہوئے ہو (پھر وِرادھ گپت سے مخاطب ہوکر) کہو بھائی ہم نے چندر گپت اور اسکے ساتھیوں میں پھوٹ ڈالنے کا جو منتر چلایا تھا۔ اس کا کیا حال ہے؟

وِرادھ گپت۔ کامیاب ہو رہا ہے۔

راکشس۔ مطلب؟

وِرادھ گپت۔ بھدر بھٹ۔ پُرش دت۔ ہنگ راٹ۔ بال گپت۔ راج سین۔ بھاگورائن۔ رہتاکش۔ وجے ورما یہ سب کے سب چندر گپت کا ساتھ چھوڑکر اسے یہاں آ پہنچے ہیں۔ اور چانکیہ اور چندر گپت میں جھپٹ کسی روز ہو کر رہے گی۔ کیونکہ چندر گپت چانکیہ کی اب وُہ عزت نہیں کرتا اور چانکیہ بات بات میں چندر گپت کی مرضی کے خلاف کرجاتا ہے۔

راکشس۔ ٹھیک! چندر گپت خیال کرتا ہے۔ کہ وُہ چکرورتی راجہ بن گیا۔ ادھر چانکیہ کا یہ خیال ہے کہ وہی اسے سب کچھ بنانیوالا ہے۔ ایک کو راج مل گیا۔ دُوسرے کی پرتگیا پُورن ہو گئی اب انہیں یکدل رکھنے والی کوئی بات نہیں۔ اچھا تم بھی جاؤ۔ اس بھیس میں پھر کُسم پور جاؤ۔ وہاں میرا ہتر کوہی ستن کلش رہتا ہے اسے سمجھا دو کہ موقعہ پڑنے پر راجہ کو کوئی ایسی کہتا سُنائے۔ کہ چانکیہ کے خلاف اسکا کرودھ پرجولت ہو جائے۔ پھر میدان ہمارے ہاتھ ہے۔

وِرادھ گپت بہت بہتر کہکر رخصت ہوا۔ ادھر ایک سیوک نے حاضر ہوکر عرض کی۔

سیوک۔ مہاراج شکٹ داس جی نے یہ جواہرات بھیجے ہیں۔ اور کہلا بھیجا ہے۔ کہ اگر آگیا ہو تو انہیں خرید لیا جائے۔

راکشس۔ (جواہرات کو دیکھکر) ہاں ہاں یہ بہت قیمتی ہیں۔ ضرور اور جس بھی بھاؤ ملیں خرید لو +

o(o)o

باب نوزدہم

چانکیہ کا استعفٰے

"آہ لوگ کہتے ہیں کہ راجیہ سُکھوں کا گھر ہے۔ ہر منشیہ کے دل میں یہ اچھا رہتی ہے کہ وُہ راجہ بن جائے۔ پرنتو کوئی مجھ سے ہاں مجھ سے جس نے وُہ سمیہ بھی دیکھا ہے جبکہ تلوا ہاتھ میں لئے اپنی اور اپنے گھوڑے کی ضروریات کا خیال ہوتا تھا۔ اور یہ سمیہ بھی کہ اتنے بڑے راجیہ کے سُکھ دُکھ کا خیال ہے۔ ہاں کوئی مجھ سے پُوچھکر دیکھے۔ کہ آیا وُہ دِشا اچھی تھی اتھوا یہ۔ دُنیا کے منشیہ مجھے خوش قسمت سمجھتے ہیں لیکن وُہ کیا جانیں۔ کہ ان کی دِشا مجھ سے کتنی اچھی ہے وُہ اپنے اپنے گرہ کے راجہ ہیں۔ پرنتو میں جسے وُہ اپنا راجہ کہتے ہیں۔ ان کا ہی نہیں بلکہ ساری پرتھوی کا سیوک ہُوں۔ اور سیوک کو سُکھ کہاں؟

وُہ اپنی اِچھا سے سوتے ہیں۔ اپنی اِچھا سے جاگتے ہیں پرنتو مجھے اور تو اور اپنی اِچھا سے کسی کو پیار کرنے اتھوا کسی پر کرودھت ہونیکی بھی آگیا نہیں۔ میرے لفظ لفظ پر میرے ایک ایک کرم پر راجیہ کے بھلے بُرے کے خیال کی مُہر لگی ہے۔

کہتے ہیں۔ دُوسرے کی اِچھا کے آدھین ہونا غلامی کی واستو کی نشانی ہے۔ تو کیا اتنے منشیوں کی اِچھاؤں کا داس ہوتا ہوا میں ان کا راجہ کہلا سکتا ہُوں۔

منتری جی جن کی میں پتا سے بڑھکر عزت کرتا ہُوں مجھے یہ آگیا دیتے ہیں۔ کہ میں ان سے ناراض ہو جاؤں۔ اتھوا ان کے بغیر کچھ دن تک راجیہ کروں۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ کیا مجھے اتنا کرتگھنہ ہونا پڑیگا؟ آہ یہ مُشکل ہے۔ پرنتو نیتی راجیہ دھرم قُربانی مانگتا ہے۔ اور مجھے راجیہ کے بھلے کیلئے دیش کو کُشت و خُون سے بچانیکے لئے یہ کرنا ہوگا۔"

یہ خیال تھے۔ جو سگانگ محل کی طرف جاتے ہوئے مہاراج چندرگپت کے دل میں چکر کاٹ رہے تھے۔ آپ آج کومدی مہوتسو کی خوشیوں کا نظارہ لینے کے لئے اس محل میں تشریف لائے تھے جس کے ایک طرف گنگا کا تیز رو ٹھنڈا پانی جھاگ اُڑاتے چلا جاتا تھا۔ گویا اپنے معشوق یعنی مہاساگر

سے ملنے کی اچھا سے بیقرار ہو رہا ہے۔ دوسری طرف شہر کا سارا نظارہ نہایت صفائی سے نظر آتا تھا۔

شام کا وقت تھا۔ رات کے چند لمحے گذر چکے تھے۔ اور مہاراج یہ جانتے تھے۔ کہ آج کومدی مہوتسو کی تقریب میں شہر مصنوعی چراغوں کی روشنی سے بقعہ نور بن رہا ہوگا۔ ہر چہار اطراف میں انسانی ہاتھوں سے روشن کی ہوئی چاندنی اپنی چمک دکھا رہی ہوگی۔ شہر میں روشن ہوتے ہوئے چراغوں کا پرتو گنگا کے بہتے ہوئے پانی میں سینکڑوں (؟) دکھاتا ہوگا۔ غرض ہر طرف ایک غیر معمولی نظارہ ہوگا۔ لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ چاروں طرف سناٹا پڑا ہے۔ اکے دکے چراغ کے سوائے کوئی روشنی نظر نہیں آتی۔ اندھیرا ہر طرف اپنا راجیہ جما رہا ہے

یہ دیکھکر آپ نے اپنے پاس کھڑے سیوک کی طرف دیکھا اور کہا:-

ورشل۔ وہی نرسے! یہ کیا معاملہ ہے ہمیں شہر میں پرکاش کیوں دیکھ نہیں پڑتا۔ ہر طرف اداس کا سماں کیوں برستا ہے۔ کیا کسمپور نواسیوں کو ہمارا حکم نہیں پہنچا تھا۔ کہ وہ اس مہوتسو کو بڑے سماروہ سے منا دیں۔

سیوک۔ مہاراج پہنچا تھا۔

ورشل۔ تو پھر کیوں ہمیں چاروں اور اداسی چھائی نظر آتی ہے۔ راجیہ کے نرناری کیوں خوشیاں نہیں مناتے؟ کیوں وہ اس بات کا ثبوت نہیں دیتے۔ کہ ان کے سر پر ایک ظالم نہیں۔ بلکہ وہ دیکھتی راجیہ کر رہی ہے۔ جو ان کے سکھ میں سکھ مانتی اور انہیں سکھی دیکھکر خوش ہوتی ہے۔

سیوک۔ مہاراج استیہ . . . . .

ورشل۔ بولو۔ بولو!

سیوک۔ مہاراج نے سویم ہی کہہ دیا ہے۔

ورشل۔ کیا؟ سپشٹ کہو؟

سیوک۔ مہاراج ہم کس طرح کہیں . . . مہوتسو منانے کا حکم بند ہو چکا ہے۔

ورشل۔ (جوش سے) کس نے ایسا حکم دیا۔ سندیہ یہ ہماری آگیا نہیں۔

سیوک۔ مہاراج . . . . . .

ورشل۔ کیا منتری چانکیہ نے یہ آگیا دی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

سیوک۔ مہاراج! اور کس میں شکتی ہے۔ کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر مہاراج کی آگیا اڑا (؟) کا

الگھن کرے۔

ورشل۔ (جوش سے) اچھا جاؤ اسی وقت آچانکیہ کو یہیں بلا کر لاؤ۔

سیوک۔ بہت بہتر مہاراج!

سیوک باہر نکلا۔ لیکن راجہ کے تیور بدلے دیکھکر اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ رنگ فق ہو گیا تھا۔ اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ "آہ اے سیوا! تو سچ مچ انسان کو حیوان بناتی ہے۔ اور راجہ کی سیوا تو بس! کیا کہوں۔ ایک طرف راجہ سے ڈر۔ دوسری طرف اس کے منتریوں بلکہ معمولی منہ لگوں سے بھی ہر وقت جان خطرے میں۔ دیکھیں اب کیا بنتا ہے"! (سامنے چانکیہ کے مکان کو دیکھکر) "واہ۔ واہ۔ مہاراجادھیراج کے مہامنتری جی کا محل تو دیکھو کیسی عالیشان عمارت ہے۔ ایک طرف گوبر کی تھاپیاں توڑنے کو پتھر پڑا ہے۔ دوسری طرف کُشا کا ڈھیر لگا ہے۔ چھت پر کانٹوں کی باڑ ایندھن کیلئے خشک ہو رہی ہے!

پرنتو! نہیں! ورشل! تیرے جیسے راجہ کو ایسے ہی منتری کی ضرورت تھی۔ حاجتمند اپنی حاجت کا غلام ہوتا ہے۔ اسے اپنی اچھا کی پورتی میں جائز ناجائز کی تمیز نہیں۔ اسلئے وہ ہمیشہ خوشامد اور چاپلوسی سے کام لیتا ہے۔ پرنتو وہ جو تمام خواہشوں سے اوپر ہے۔ جس نے تمام اچھاؤں کو مٹی میں ملا دیا ہے۔ اسی اور صرف اسی کی نگاہ میں راجہ کی ایک تنکے سے زیادہ حیثیت نہیں اور صرف وہی اسے سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے"!

اسی سوچ بچار میں منتری جی کا دروازہ آپہنچا۔ اور وہ "مہامنتری جی کی جے" کہکر اندر داخل ہوا۔

مہاراج چانکیہ اس وقت کسی سوچ میں تھے۔ انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا:۔

چانکیہ۔ کہو دیہی نری۔ اس وقت کس طرح آنا ہوا؟

سیوک۔ مہاراج ورشل بھگوان کو چرن بندنا کہتے اور یاد فرماتے ہیں۔ ان کا کتھن ہے کہ مہاراج شیگھر ان کے پاس تشریف لے چلیں۔

چانکیہ۔ شیگھر! اتی شیگھر! شاید انہوں نے کومدی مہوتسو کی بندش کا حال سن لیا ہے؟

سیوک۔ ہاں مہاراج!

چانکیہ۔ (آنکھیں لال پیلی کر کے) کس نے انہیں بتایا؟

سیوک۔ مہاراج کرودھت نہ ہوں۔ مہاراج نے سگانگ محل سے سویم دیکھ لیا تھا۔

چانکیہ۔ اور تم نے اور نمک مرچ لگائی ہوگی۔

سیلوک ۔ خاموش ۔ کوئی جواب نہیں۔

چانکیہ ۔ مہاراج کے سیوک ہیں جیسا کچھ چاہتے ہیں میں ہی جانتا ہوں ۔ ہاں مہاراج اس سمیہ کہاں ہیں؟

سیلوک ۔ سگانگ بھون میں ۔

چانکیہ ۔ اچھا چلو!

سگانگ بھون میں مہاراج ویرورشل سنگھاسن پر تشریف فرما تھے ۔ چہرہ کرودھ اگنی سے سُرخ ہو رہا تھا آنکھیں لال تھیں جبکہ سیوک نے اندر داخل ہو کر عرض کی " کہ مہامنتری جی تشریف لاتے ہیں "!

براہمن کا آنا ۔ مہاراج سویم تعظیم کے لیئے اُٹھے ۔ اور مہامنتری جی کے چرناں میں سر رکھدیا چانکیہ نے ہاتھوں سے سر اُوپر اُٹھایا اور آشیرواد دیکر کہا ۔

چانکیہ ۔ اس سمیہ ایسی آوشکتا کیا تھی ۔ جو یہہ بلاوا بھیجا!

ورشل ۔ درشن کے لیئے ۔

چانکیہ ۔ رہنے دو! سیوک کو نش پریوجن نہیں بلایا جاتا ۔ اصل بات کہو ۔

ورشل ۔ کومدی مہوتسو کو بند کرنے میں بھگوان نے کیا مصلحت دیکھی ہے ۔ ؟

چانکیہ ۔ اس کے لئے مجھے جواب دینا پڑیگی، یا سزا ملیگی ؟

ورشل ۔ نہیں ، بھگون! میں صرف کارن جاننا چاہتا ہوں ۔

چانکیہ ۔ اچھی بات! پرنتو شش کا دہرم ہے ۔ کہ جو کچھ گورو کرے ۔ اسے خاموشی سے مان لے ۔

ورشل ۔ اس میں سندیہہ نہیں ، پرنتو مجھے وشواس ہے ۔ کہ جس بات کو مجھے خاموشی سے ماننا ہے اُسکا کوئی پریوجن بھی ہوگا ۔

چانکیہ ۔ ستیہ کہتے ہو ۔ چانکیہ کا کوئی منتر نش پریوجن نہیں ۔ حتیٰ کہ اسکا سوپن بھی بلا وجہ نہیں ہوتا ۔

ورشل ۔ تو بتانے کی کرپا کیجیئے ۔

چانکیہ ۔ راج نیتی تم نے پڑھا ہے ۔ راجیہ کے تمام کاریوں کے کرتا تین پُرش ہوتے ہیں ، راجہ ، منتری یاد رکھو ۔ جو کچھ میں نے کیا ہے ۔ وہ میں نے منتری پد کے ادھیکار سے کیا ہے ۔ اور اسلئے اس کی وجہ پوچھنا سوائے بلا کارن میرے ادھیکاروں پر نکتہ چینی کرنے کے اور کچھ نہیں ۔

مہاراج کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں ۔ وہ غصہ جسے ابتک دبایا جا رہا تھا ۔ ناقابل ضبط معلوم ہونے لگا

اور آپ نے دوسری طرف مُنہ پھیر لیا۔ اسی وقت پاس کے کمرے سے راگیوں کی آواز بلند ہوئی:۔

"شوجی مہاراج کے شریر پر لگی ہوئی دھولی کی طرح شردرتو سفید سفید کاش پُشپوں کو دھارن کر رہی ہے۔ اور مہادیو کے شریر پر اوڑھے ہوئے گج آسر کے چرم کی بھانتی چندر کی چمک سے چمکتے ہوئے میگھوں کو اوڑھ رہی ہے۔

اس کے چمکتے ہوئے مستک پر اُوپر نیچے گلے کی رنڈ مالا سے زیادہ شوبھائمان ہنستے ہوئے شہری راج ہنس چکر کاٹتے ہیں

یہہ شرورتو جو مہادیو جی کی طرح سب کچھ اوڑھ رہی ہے۔ انہی کی بھانتی لوگوں کے ہر دیوں کو پھیلت کرے۔

بھگوان وشنو کی آنکھ کھلے۔ نیند کے خمار سے سرخ ہوئے ہوئے ان کے نیتر الشوری پرکاش پر پڑیں"!

یہہ الفاظ کانوں میں پڑتے ہی مہاراج چانکیہ کے کان کھڑے ہوئے۔ کہ اتنے میں دوسرے بتیالیک (راگی) نے کہنا شروع کیا:۔

"کیا وُہ راجہ جن کے اشارے پر لاکھوں شوربیر سرکٹا نے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ نوکروں کو اتنا سر چڑھا لینگے۔ کہ وُہ انکی آگیا ڈر کا النگھن کرنے لگ جائیں؟

کیا نرسنگھ کے پنجوں اور ناخنوں کو چھوٹی چھوٹی چوہیا توڑنے کی جرأت کرنے لگیگی؟

کیا وُہ شکتی جسے برہمانے پرتھوی کے سوامیوں یا جنگل کے راجاؤں کو دیا ہے۔ اس طرح بیعزّتی کی جائیگی؟

کیا اس سردار ہاتھی کو جو سارے گلّے کی جنگلوں اور بیابانوں میں رہنمائی کرتا ہے معمولی حیثیت کے جانور گھر کیا لینگے؟

آہ! کیوں راجہ ان پُرشوں کی مرضی کے ماتحت ہو رہا ہے۔ جن کے شریر پراس کی تیوری سے کپکپی چھا جانی چاہیئے"۔

چانکیہ۔ (چونک کر) ہیں یہ کیا۔ پہلا شلوک تو محض بھگتی بھاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ پرنتو۔ دُوسرے کا مطلب گہرا ہے۔ ہاں ہاں سمجھ لیا۔ راکشس تیرا ہاتھ یہاں کام کر رہا ہے۔ پرنتو تو بھولتا ہے چانکیہ سوتا نہیں جاگتا ہے۔

چندرگپت۔ دیبی نرے! ان کویوں کو ایک ایک لاکھ سورن پاری توشک میں دیدو!

چانکیہ۔ ویہی نرسے! ٹھیرو! (راجہ سے مخاطب ہوکر) اُنھوں نے کو ن سا تیر مارا ہے جس کے عوض میں یہ پاری توشک دیا جانے لگا ہے۔

چندرگپت۔ (سُرخ ہوکر) کیا بات بات میں قدم قدم پر ہماری خواہشات کی راہ میں رکاوٹ ڈالی جائیگی ہم راجہ ہیں یا سیوک؟

چانکیہ۔ جس نے اپنے اختیارات دُوسرے کو دے دیئے ہوں۔ وُہ سوتنتر نہیں رہتا۔ اگر میں جو کچھ کرتا ہوں۔ ٹھیک نہیں۔ تو اپنے راجیہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیجئے۔

چندرگپت۔ یہ تو کرنا ہی پڑیگا!

چانکیہ۔ میرے لئے اس سے ادھک ہرش کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

چندرگپت۔ پرنتو پہلے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ مہوتسو کو بند کرنیکی کوئی وجہ تھی۔ یا یہ بھی محض ہماری ہی آگیاؤں کا النگھن کرنیکے لئے تھا۔

چانکیہ۔ مجھے ان آگیاؤں کو النگھن کرنیکی آوشکتا نہیں جنہیں سویم میں نے پیدا کیا!

چندرگپت۔ ہاں تو پھر وجہ بتایئے؟

چانکیہ۔ (غصّہ سے) شونوترا! جاؤ کا ئستھ (منشی) کو کہو۔ کہ وُہ پتر دیدے جو میں نے اسے دیا تھا شونوترا نے وُہ کاغذ لاکر دیا۔ اور چانکیہ نے راجہ سے مخاطب ہوکر کہا:۔

چانکیہ۔ راجن! ساودھان ہوکر شروَن کیجئے! "ان راجاؤں کے نام جو مہاراج چندرگپت کے ساتھی تھے۔ پرنتو اب بھاگ کر ملیکیتو سے جا ملے ہیں:۔

دو پرتھم گج ادھیکش (داروغہ فیلخانہ) بھدربھٹ۔ دوتیہ۔ اشو ادھیکش (مہتمم اسپ خانہ) پُرش دت۔ ترتیہ مہا پرتی ہاری (ڈیوڑھی بردار) چندربھانو کا بھتیجہ ہنگ رات۔ چترتھم مہاراج کا اپنا سمبندھی بال گپت۔ پنچم کمار سیوک راج سین۔ کھشٹم رکششم اسینا پتی سنگھ بل کا چھوٹا بھائی بھاگورائن۔ سپتم مالوراج پتر لوہتاکش اور اشٹم وجے ورما"

چندرگپت۔ یہ لوگ کیوں بھاگ گئے ہیں۔

چانکیہ۔ سُنئے! گج ادھیکش اور اشو ادھیکش صاحبان تو استریوں اور مدرا آدی نشے میں اتنے بے خبر رہنے لگ گئے تھے۔ کہ انہیں اپنے کاریہ کی ہوش ہی نہیں تھی اس کارن انہیں ان کے ادھیکاروں سے علیحدہ کر کے آجیوکا ماترے دیدی گئی تھی۔ اسپر

کرودھت ہوکر اُنہوں نے شترو کی شرن ڈھونڈی ہے۔ ہنگ رات اور بال گپت لوبھ کے ہاتھوں بک کر اپنی عزت بیچ گئے ہیں۔ کمار سیوک۔ راج سین کو جب پر مہاراج سدیو کرپا درشٹی کرتے رہے ہیں۔ یہ ڈر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ تعجب نہیں اگر بھگوان کبھی کرودھت ہو کر اس کے ہاتھی۔ گھوڑے۔ اور باقی مال و دولت سب کا سب ضبط کرلیں۔ اسلئے اُنہیں ہضم کرنے کیلئے اسنے ملے کیتو کی شرن لی ہے۔ باقی رہا بھاگورائن سو وُہ ملے کیتو کے پتا کا متر تھا۔ اس کارن ملے کیتو کا بھی۔ اور اب جو اسے پتہ لگ گیا ہے کہ ملے کیتو مہاراج کا شتر ہے۔ اس کارن اسے اپنا ڈر پڑ گیا۔ ادھر ملے کیتو نے اسکی پُرانی سیوا پر خوش ہو کر اسے منتری بنا لیا۔ مالو راجکمار اور وجے ورما کشتری کل اُمین تھے۔ اس کارن اُنہیں دیکھ سکتے تھے۔ کہ آپ تو راجہ ادھیراج بن جائیں۔ اور وُہ ماتحت رہیں۔ اسلئے اُنہوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔

چندر گپت۔ پرنتو حیرانی ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے کس طرح اُنہیں بھاگ جانے دیا گیا؟

چانکیہ۔ تو اور کیا میں ان کے ہاتھ میں زنجیر پہنا تا۔ راجن! مہربانی اور کرپا درشٹی دکھا کر دیکھ لیا کہ وُہ نشچل ثابت ہوئی۔ اور چانکیہ اتنا مورکھ نہیں۔ کہ وُہ آزمائے کو آزماتا چلا جائے۔ پرنتو! اگر سختی کیجاتی۔ تو تعجب نہیں کہ راجیہ کے دُوسرے شتروؤں کے ساتھ مل کر وُہ یہاں ہی خرابی پیدا کر دیتے۔ اسلئے مجھے تو ٹھیک یہی معلوم دیا۔ کہ اگر وُہ بھاگ جاتے ہیں تو جائیں۔ تاہم اس میں سندیہہ نہیں۔ ملے کیتو اور ملیچھ راجوں کے ساتھ مل کر وُہ ضرور آپ کو نقصان پہنچائینگے اس سمے ہاں اس سمیہ جبکہ شترو کی طاقت بڑھ رہی ہو۔ کیا مہوتسو منائے جانیکا سمیہ ہے۔ کیا رنگ رلیاں منانے کا وقت ہے۔ یا قلعوں اور فصیلوں کی مرمت کرنے۔ ہتھیاروں کی دیکھ بھال کرنے اور شترو کے ساتھ یدھ کے لئے تیار ہونیکا؟

چندر گپت۔ تعجب کا مقام ہے کہ ایسے بدھی مان اور ایسے دور درشی منتری کی نگاہ اس ساری خرابی کے کارن کو نہ دیکھ سکی۔ ملے کیتو کو شانتی سے یہاں سے نکل جانے دیا گیا!

چانکیہ۔ تو کیا تمہاری اچھا یہ تھی۔ کہ اُدھر اس کا باپ جان دیتا۔ اِدھر اسے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا دیجاتیں۔ راجن! یہ کیا بچوں کی سی باتیں ہیں؟

چندر گپت۔ پرنتو سب کچھ جانتے ہوئے بھی راکشس کو اتنی دیر راجدھانی میں رہنے دیا گیا۔

چانکیہ۔ راجن! چانکیہ مورکھ نہیں۔ اسے یہ معلوم تھا۔ کہ راکشس کے اپنے متروں کی سنکھیا کم

نہیں۔ نہ ہی ساری دُنیا مہاراج نند کی شتر و تھی۔ پاٹلی پتر اور مگدھ کی پرجا کے یہ دو نو بھاگ آپ کو بہت دُکھ دے سکتے تھے۔ اس کارن یتن کیا گیا۔ کہ بجائے اسکے کہ راکشس ہمارے پہلو میں بیٹھکر ہمیں کشٹ دے۔ دُور فاصلے پر بیٹھکر شکتی آزمائے۔

چندر گپت۔ کیوں نہ اسے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا؟

چانکیہ۔ رکت بہائے بغیر ایسا ہونا اسمبھو تھا۔ اور اُس دشا میں دو ہی باتیں ہوتیں۔ یا تو وُہ سویم اپنے پران دے دیتا۔ یا ہمارے بہادروں کو مار کر نکل جاتا۔ راکشس ان لوگوں میں سے نہیں جو جیل خانے میں اور بندی گرہ میں آیو وتیت کرنے کیلئے پیدا ہوتے ہیں۔ وُہ سنگھ ہے۔ اور سنگھ کو منتر سے ہی قابو کیا جا سکتا ہے۔ اینتھا نہیں۔

چندر گپت۔ بہت ٹھیک! بہت خوب! پرنتو اس ساری بات سے ہم نے ایک پریام نکالا ہے کہ آپ محض باتیں ہی باتیں کرنے والے ہیں۔ راکشس کے دماغ کا آپ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وُہ ہماری اپنی راجدھانی میں ہمارے متر دل کو گھیرے ہوئے ہماری چھاتی پر مونگ دل جائے اور ہمارے مہامنتری کا حوصلہ نہ پڑے۔ کہ اس سے کچھ کہہ سکے۔ تند ہیہ ہمیں ایسے لوگوں کی آوشکتا نہیں۔ جو باتُونی ہوں۔ ہمیں ان کرمچاریوں کی آوشکتا ہے جن کے دِل اور دماغ صاف ہوں۔

چانکیہ۔ تو آپ اپنے ادھیکار راکشس کے سپرد کر دیجئے۔ اور دیکھئے کس طرح وُہ چند دنوں میں آپ سے وُہ راجیہ چھین کر ملے کیتو کو دیتا ہے۔ جو میں نے نند سے چھین کر آپ کے حوالے کیا ہے۔

چندر گپت۔ میں بے وقت کی راگنی سُننا نہیں چاہتا۔ جو کچھ ہُوا دیو اچھا سے ہُوا۔ میں اس راجیہ کیلئے اس پرم پورن پرماتما کا رنگیہ ہُوں۔ جو سروشکتی مان ہے۔ نہ کہ کسی منشیہ کا۔

چانکیہ۔ (جوش سے) ارے کرگھنتا کی حد ہوگئی! میں کہتا ہوں کیا یہ سچ نہیں۔ کہ چانکیہ نے نند بنش کو تباہ کرنیکی کڑی پرتگیا کی؟ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ اسکی یہ چوٹی کالے ناگ کی طرح اس سمیہ تک لہراتی رہی جس سمیہ تک کہ اس نے نند بنش کو ڈس نہیں لیا؟ کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ اکیلے چانکیہ کے دماغ نے نند بنش کے بچے بچے کو یمراج کے گراس میں دیا؟ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ اسی پاٹلی پتر میں نند بنش کی سینکڑوں ارتھیاں اُٹھیں؟ کیا یہ غلط ہے کہ ان ارتھیوں سے شمشانوں میں دھوئیں کے غبارے اُٹھے؟ ہاں یہ سب کچھ ہوا اور یہ راکشس ایسا نیتی وان بیٹھا ٹک ٹک دیکھتا رہا لاکھوں گدھوں اور کوؤں نے اپنی آواز سے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ پرنتو اس کے دماغ سے کوئی منتر نہ نکل سکا جو نند بنش میں جیون ڈال سکے۔

چندر گپت۔ نند کل کو دیو نے تباہ کر دیا۔ آدمی کی کیا مجال تھی جو اسکی طرف آنکھ اُٹھاتا۔
چانکیہ۔ کم ہمت اور بزدل آدمی اسی طرح سب کچھ دیو کے نام مڑھا کرتے ہیں!
چندر گپت۔ وِدوان فضول یاوہ گوئی نہیں کیا کرتے!
چانکیہ۔ (جوش سے) بس ورشل! چانکیہ مُورکھ نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ تم اسے سیوک بناکر پاؤں کی مٹی بنانا چاہتے ہو۔ پرنتو۔ بھول نہ جاؤ۔ وہ شِکھا جس نے نند بنش کو ڈس لیا۔ پھر کھل سکتی ہے وہ دل جس نے اکیلے ساری دُنیا کو للکارا۔ پھر سے دوسری پرتگیا کرسکتا ہے۔ وہ اگنی جس نے شیش ناگ ونش کو جلا کر سواہ کیا۔ بُجھ نہیں گئی!

چندر گپت کے چہرے پر ہاں اس چہرے پر جو میدان جنگ میں بھی کبھی نہیں گھبرایا تھا جو چمکتی تلواروں کو دیکھ کر چمک اُٹھتا تھا۔ اس چہرے پر برہمن کے غصہ ور پُر جلال چہرے کو دیکھ کر سفیدی چھا گئی۔ دل نے کہا "کیا سچ مچ مہاراج ناراض ہو گئے۔ آہ! پرتھوی میں بھونچال آئیگا۔ دُنیا کانپ اُٹھے گی"۔
چانکیہ۔ (وزارت کا خنجر پرے پھینک کر) یہ لو شستر! آج سے ہم الگ لگتے ہیں۔ وہ بات جو ہمیں پرسپر باندھ رہی تھی۔ دور ہو گئی۔ اب اسے راکشس کو دو یا کسی اور کو۔ مجھے پرواہ نہیں۔ پرنتو میں یہ کہے جاتا ہوں۔ کہ راکشس کا منتر چل گیا۔ وہ ہم دونوں میں پھوٹ ڈلوانا چاہتا تھا۔ اور یہ مطلب سدھ ہو گیا۔ اب موریہ کو تباہ کرنا بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

یہ کہکر جوش سے بھرا ہوا باہر نکل گیا۔ چندر گپت نے انگڑائی لی۔ اور سیوک کو آواز دیکر کہا۔
چندر گپت۔ ویہی نری! جاؤ راجیہ میں ڈھنڈورہ پٹوا دو۔ کہ آج سے برہمن چانکیہ اپنے پد سے الگ کر دیا گیا۔ اب ہم سویم راجیہ کا کاریہ اپنے ہاتھ سے کیا کرینگے۔
ویہی نری۔ (دل ہی دل میں) چانکیہ امنتری پد سے الگ! کیا میرے کان مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہے۔ پرنتو! میں کون جو راجہ کو الزام دوں۔ راجہ جو کچھ کرتے ہیں غلط نہیں ہو سکتا۔
چندر گپت۔ کیا سوچ رہے ہو؟
سیوک۔ کچھ نہیں مہاراج! میں سوچتا تھا۔ کہ مہاراج اب اصلی راجہ ہوئے ہیں۔
چندر گپت۔ شونوترے! ہم آج بہت تھک گئے ہیں۔ آرام کی اچھا ہے!
شونوترے۔ بہت بہتر بھگون! بستر تیار ہے!

باب ہفتم

حملہ کی تیاریاں

رات دِن کی تشویشیں! رات دِن کی فکر۔ رات دن کا غم بڑے بڑے آہنی اجسام کو خاک میں مِلا دیتا ہے۔ دِل اور دماغ کی بڑی بڑی زبردست طاقتیں رکھنے والے بھی اس کے سامنے عاجز آجاتے ہیں۔ اِنسانی جسم کے کمزور ذرّے رات دِن کی دماغی سوچ کی وجہ سے بالآخر اپنی طاقتوں کو کھو بیٹھتے ہیں۔ سر والٹر سکاٹ نے سکاٹ لینڈ کے مشہور بادشاہ رابرٹ بروس کی رُوح کی اُسکے آہنی جسم سے علیحدگی کی وجہ یہی بتائی ہے۔ اور راجپوتانہ کا زندہ جاوید مُورخ ٹاڈ رانا سانگا کے زبردست جسم کے مٹی میں مِلنے کی وجہ بھی یہی بتاتا ہے۔ ہندوستان میں موجودہ زمانے میں بھی اہل الرائے اور سوچنے والے دماغوں کی بے وقت موت کی ذمّہ وار یہی ہے۔ اور اسی نے آج تک اِس ابھاگے دیش سے بڑے بڑے زبردست دماغ چھینے ہیں!

اسی تشویش نے۔ اسی فکر نے اسی غم واندوہ نے راکشس کو کمزور کر رکھا ہے۔ دن رات کے فکروں نے اسکے جسم کو گھلاتے گھلاتے نحیف کر دیا ہے۔ روز روز کی ناکامیاں آئے دن کی شکستیں اُسکے آہنی استقلال کو اور زیادہ مضبوط کرتی چلی جاتی ہیں۔ مگر جسم آخر انسانی ہے وہ حد سے زیادہ بوجھ کو برداشت کرنے سے اِنکاری ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی آنکھوں سے نیند اُڑ رہی ہے۔ بیخوابی کی شکایت حد سے بڑھ گئی ہے۔ رات بستر پر کروٹیں لیتے گذر جاتی ہے مگر نیند نہیں آتی۔ چہرے پر ہوائیاں چھُوٹتی ہیں۔ معدہ کی قوّتِ انہضام کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور اسکے لازمی نتیجہ کے طور پر پیچش اسہال وغیرہ امراض اپنا اڈّہ جمانیکی فکر کر رہے ہیں۔

مہاراج مَلِے کیتو کو اسکی حالت کا عِلم ہے۔ اور وُہ آج اُسکی صحت کے متعلق دریافت کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ راج ویدوں نے انہیں اسکی حالت کی ساری اطلاع دے رکھی ہے۔ مگر مہامنتری کی عزّت اور محبّت اِس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خود مہاراج اسکی مزاج پُرسی کیلئے تشریف لیجائیں۔ اسی وجہ سے وُہ آپ یہ تکلیف گوارا کر رہے ہیں مگر چونکہ اطبّا کا فرمان ہے۔ کہ مریض کی صحت کیلئے شانتی

اور سکون کی سخت ضرورت ہے۔ اسلئے مہاراج صرف اکیلے جا رہے ہیں ۔ صلاح منتری بھاگو رائن کے سوائے اور کوئی نہیں۔

چلتے چلتے مہاراج کے دلمیں کچھ خیال آیا۔ اور اُنہوں نے منتری سے مخاطب ہو کر کہا:-

ملے کیتو۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ۔کہ یہ راجہ لوگ جو چندر گپت کا ساتھ چھوڑ کر ہماری شرن آئے ہیں۔ کیوں مہامنتری راکشس کے نام سے چڑتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ چندر گپت چانکیہ کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی ہے۔ اسلئے ان کی حمیت اور آن نے یہ گوارا نہیں کیا۔ کہ ایک متکبر براہمن کی فرمابرداری کریں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اور میں اسکے لئے ان کی عزت کرتا ہوں۔ پرنتو پتہ نہیں کیوں ؟ انہوں نے سیناپتی کی دساطت سے ہماری سیوا میں آنا سویکار کیا ہے۔ پرنتو راکشس کو اپنا مکھیہ نہیں بنایا۔ پتہ نہیں ایسے بہادر ایسے بدھیمان اور ایسے نیتی نپن یودھا سے وہ کیوں جھجکتے ہیں ؟

بھاگو رائن۔ یہ تو کوئی بڑی مشکل بات نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ جہانتک میں نے اسپر وچار کیا ہے۔ اسکا کارن یہ ہے۔ کہ راکشس گو ہمارا متر ہے۔ اور ہمارے ساتھ متر تا کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے پرنتو درحقیقت آپکی شترو تا چانکیہ سے ہے نہ کہ چندر گپت سے۔ اور اگر کل کو چندر گپت چانکیہ کو منتری پد سے الگ کر دے۔ تو مجھے کوئی کارن نظر نہیں آتا ۔ کہ کیوں راکشس چندر گپت کے برخلاف ہے خاصکر اسلئے کہ وہ نند بنش کا بڑا بھاری بھگت ہے۔ اور اس بنش کا سوائے چندر گپت کے اور کوئی منش باقی نہیں سمجھو ہے کہ کل کو راکشس چانکیہ کے الگ ہو جانے پر شترو کی شرن میں چلا جائے۔ اور وہ بھی اسے سیوا میں لینے کو تیار ہو جائے یہی کارن ہے کہ یہ راجہ لوگ اسے اپنا مکھیہ بنانے کو تیار نہیں۔ کیونکہ مکھیہ کے کاریوں کا اثر اسکے پیچھے چلنے والوں پر پڑنا آتی آوشیک ہے۔ اگر کل کو راکشس مہاراج کی سیوا سے منہ موڑے تو کیا اسکے ساتھ سمبندھ رکھنے والے سارے کے سارے لوگ پسند یہ نہیں کیا جائیگا ؟

ملے کیتو۔ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ اچھا چلو منتری کے درشن تو کریں۔

آگے پہنچے تو مہامنتری جی کے دربان نے تعظیم سے سر جھکا کر کہا "درشن آگیا ہو تو اطلاع دوں" ؟

ملے کیتو۔ نہیں ٹھیرو! ہم منتری جی کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتے۔ اگر وہ اچھے ہونگے تو درشن ہو جائیں گے نہیں تو ہم سویم لوٹ آئینگے۔

یہ کہکر آگے بڑھے لیکن ابھی ڈیوڑھی سے آگے نہ بڑھے تھے۔ کہ کانوں میں آواز پڑی "ہاں بھئی تو کسم پور گئے تھے۔ کہو کیا خبر لائے" ؟

ملے کیتو۔ (وزیر کے کان میں) اندر کسم پور پاٹلی پتر کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ذرا یہیں ٹھیر کر سنیں

تعجب نہیں۔ اگر ہمارے سامنے بات کُھل کر نہ ہو سکے۔

آواز۔ ہاں مہاراج گیا تھا۔

راکشس۔ تو کیا خبر ہے؟ کیا کچھ کامیابی ہوئی؟

آواز۔ ایشور کرپا سے بہت کچھ!

راکشس۔ ہاں ہاں بتاؤ تو۔ اکربھک! کُھل کر بات کرو نہ۔

کربھک۔ مہاراج کی آگیا انوسار پاٹلی پتر پہنچکر میں نے ستن کلش کوی کو مہاراج کا پیغام دیا۔

راکشس۔ اچھا!

کربھک۔ اب اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر میں کسم پور میں پہنچا۔ ادھر چندر گپت نے لوگوں کے دل ہاتھ میں لینے کے لئے یہ حکم دیدیا۔ کہ کومدی مہوتسو بڑے سمادرہ سے منایا جائے۔ بس پھر کیا تھا ہر طرف خوشی اور آنند کی لہریں چلنے لگیں۔

راکشس۔ آہ! آنند تیرے بنا کس طرح چندر اپنی رشمیاں کسم پور پر پھینک رہا ہے! اچھا متر پھر کیا ہوا؟

کربھک۔ پرنتو جس سمیہ لوگوں کا آنند پورے دیگ سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ بدمعاش چانکیہ نے مہوتسو منانے کی بندش کر دی۔ اس وقت ستن کلش نے موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر تھوڑی سی کویتا چندر گپت کے کانوں تک پہنچا دی۔ جس نے اسکی کرودھ اگنی کو اور بھی پرجولت کر دیا۔

راکشس۔ خوب! خوب! بیج بویا گیا۔ اب پھوٹ کی لتا کا اُگنا مشکل نہیں۔ سادھارن سے سادھارن منشیوں کو بھی کسی اُتسو کے منانے سے روک دیا جاوے۔ تو ان کے جوش کی سیما نہیں رہتی۔ پھر ایک راجہ کے ایک بہادر راجہ کے کرودھ کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جبکی آگیا کا اس پرکار النگھن کیا جاوے۔ نسندیہ چندر گپت اس ہتک کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اور اس نے نہیں کیا ہوگا۔

کربھک۔ چندر گپت کے کرودھ کی کوئی سیما نہ رہی۔ اور اس نے آپکی بہت سی تعریف کرنیکے بعد آخر میں چانکیہ سے منتری پد چھین لیا۔

ملےکیتو۔ تو کیا راکشس کے لئے اسکے دلمیں اتنی عزت ہے؟

بھاگورائن۔ اور چانکیہ کا پد چھیننا یہ بھی معنی خیز ہے۔

راکشس۔ پرنتو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس پرکار صرف اس بات سے چانکیہ کا منتری پد چھن گیا۔ کہ اس نے مہوتسو کا منایا جانا بند کر دیا تھا۔ نسندیہ یہ کوئی زبردست کارن نہیں تھا۔

ملے کیتو۔ یہ بڑا بھاری کارن تھا۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے۔ سمجھ نہیں آتی۔ اور زیادہ پوچھنے سے اسکا کیا مطلب ہے؟

بھاگورائن۔ مطلب سپشٹ ہے اور وہ یہ کہ نہ تو چانکیہ اتنا مورکھ ہے۔ کہ وہ کیول اتنی سی بات پر چندرگپت سے اتنا بگڑ جائیگا۔ کہ منتری پد کو تیاگ کر اپنی کی کرائی محنت کو خاک میں ملا دیگا۔ اور نہ ہی چندرگپت اتنا کرتگھن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ذرا سے معاملے پر ایک ایسے شخص کی طرف سے آنکھیں پھیر لیگا۔ جس کا اسکی ورتمان بڑائی میں بڑا بھاری ہاتھ ہے۔ لہذا یہ کارن گوڑھ اور گپت ہوگا۔

کربھک۔ مہاراج اور بھی بہت سے کارن تھے۔ جو چندرگپت کے کرودھ کو پرجولت کرنیکا سبب ہوئے

راکشس۔ کیا کہا؟

کربھک۔ مہاراج ملے کیتو کی صحیح سلامت فراری۔ اور سویم آپکا صاف نکل آنا ان دونو باتوں کا الزام چانکیہ پر لگایا گیا ہے۔

راکشس۔ (شکٹ داس سے مخاطب ہو کر اسے جگاتے ہوئے) مترشکٹ داس! جاگو۔ جاگو اب چندرگپت میرے ہاتھ میں ہے۔

شکٹ داس۔ (آنکھیں ملتے ہوئے) کیوں؟ کیا ہوا؟ کیا مہلے گرہ جن آگئے؟ کیا چندن داس چھوٹ گیا؟ کیا باقی سب کے سب رضی خوشی آگئے؟

ملے کیتو۔ "چندرگپت میرے ہاتھ میں ہے" اسکا پریوجن؟

بھاگورائن۔ اسکا پریوجن یہ کہ چانکیہ منتری پد سے برطرف ہوگیا۔ اور اب چندرگپت کا مہامنتری اور اسی کارن سویم چندرگپت اسکے ہاتھوں میں ہے۔

راکشس۔ ہاں متر کیا یہ پتہ لگا۔ کہ منتری پد سے الگ ہو کر چانکیہ کہاں گیا؟

کربھک۔ اس سمے تک تو وہ پاٹلی پتر میں ہی ہے۔

راکشس۔ کیا اس نے بان پرستھ نہیں لیا؟ تو کیا وہ کوئی اور تپسیا کرنی چاہتا ہے؟

کربھک۔ افواہ تھی۔ کہ وہ چند دنوں میں راجدھانی کو چھوڑ کر چلا جائیگا۔ اور باقی جیون شانتی سے دنیا سے دور بیٹھکر وتیت کر جائیگا۔

راکشس۔ ضرور! چانکیہ اور اسطرح آسانی سے اس ساری بے عزتی کو برداشت کرے میرے مترا ابھی تک تم نے چانکیہ کو سمجھا نہیں۔ کیوں شکٹ داس! کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ چانکیہ جو اندر کیطرح مگدھ دیش پر راجیہ کرتا رہا ہے۔ جس کی بھوؤں کے بل کے سامنے بڑے بڑے جیالوں کے دل

کانپ اُٹھتے رہے ہیں۔ اس طرح آسانی سے اس شخص کو سب کچھ کشما کر دیگا۔ جسے اس نے سویم راج سنگھاسن سونپا ہے؟

ملے کیتو۔ اسے چانکیہ کے بان پرستھ سے مطلب؟

بھاگو رائن۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ جتنا چانکیہ چندر گپت سے دُور رہے اچھا ہے۔

شکٹ داس۔ مجھے تو سمیں سندیہ کرنیکا کوئی کارن دکھائی نہیں دیتا۔ چندر گپت جس نے راجوں کے سینے اپنے نیزے کی انی سے چھید ہے ہیں جس نے بڑے بڑے شور بیروں کے سر اپنی دریا سے جھکائے ہیں۔ اس شخص کے ہاتھوں سے سہک برداشت نہیں کرسکتا۔ جو اس کا سیلوک ہو چانکیہ آپنی استقلال کا مالک ہو۔ ہوا کرے۔ وہ غصہ ور طبیعت والا ہو۔ ہوا کرے پرنتو اس سے بھولا ہوا نہیں۔ کہ پہلی پرتگیا کی پورتی میں اسے کتنا کشٹ برداشت کرنا پڑا ہے اسلئے پیشتر اسکے کہ وہ کوئی دُوسری ایسی مُورکھتا کرے۔ اسے ساری باتوں کو سوچنا پڑیگا۔ روز روز پرار بدھ ایک سے موقعہ پیدا نہیں کیا کرتی۔

راکشس۔ ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا تم جاؤ۔ آرام کرو۔ کر بھک جاؤ۔ بھئی تم بھی آرام کرو میں مہاراج کی سیوا میں اپستھت ہوتا ہوں۔

یہ کہکر اُٹھے اور باہر نکلنے کو تھے۔ کہ مہاراج ملے کیتو بمعہ منتری بھاگو رائن کے اندر داخل ہوئے۔

راکشس۔ (حیران ہوکر) جے ہو مہاراج کی!

ملے کیتو۔ (پرنام کرکے) مہامنتری جی کے سواستھ کا کیا حال ہے؟

راکشس۔ یہ اس سمیہ تک ٹھیک نہیں ہوسکتا جس سمیہ تک میں مہاراج کو چکرورتی مہاراج کے نام سے پکارا جاتا نہیں دیکھ لیتا۔

ملے کیتو۔ یہ تو آپ بہت سمیہ سے کہہ رہے ہیں۔ پرنتو وہ سمیہ کب آئیگا۔ لاکھوں شوربیر اس سمیہ شترو کا خون پینے کو بیتاب ہو رہے ہیں۔

راکشس۔ نراش ہونے کی بات نہیں۔ وہ سمیہ اب نکٹ آگیا ہے۔ چلئے انہیں یدھ بھومی میں لے چلئے۔

ملے کیتو۔ کیسے؟ کیا کوئی نئی خبر ملی ہے؟ کس بات پر یہ آشا بندھ رہی ہے۔

راکشس۔ شترؤں کے اندر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ اراجہ اور منتری ایک دوسرے سے الگ ہوگئے ہیں چندر گپت اور چانکیہ کو ایک دُوسرے سے سہانو بھوتی نہیں رہی۔

ملے کیتو۔ منتری سے الگ ہونا تو کوئی اتنا بڑا نقصان نہیں۔

راکشس۔ انیہ راجاؤں کے لئے نہ ہو۔ پرنتو چندر گپت کے لئے یہ ایک ایسا صدمہ ہے۔ جس سے اُسے مشکل سے ہوش آئے گی۔

ملے کیتو۔ میرا وچار تو کچھ اور ہے۔ اور وہ یہ کہ انیہ راجاؤں کے لئے تو شاید یہ کوئی بڑی بات ہو پرنتو چندر گپت کیلئے یہ کچھ بھی نہیں۔

راکشس۔ کیسے؟

ملے کیتو۔ چانکیہ کے سلوک سے اور اس کے ابھمان سے ساری پرجا دُکھی ہو رہی تھی۔ پرنتو اب جب وہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ پرجا کی محبت دُگنی طاقت سے چندر گپت کے ساتھ ہو گی۔

راکشس۔ مہاراج کا یہ وچار ٹھیک نہیں ہے۔ مگدھ دیش میں اس سمیہ دو دل اُپستھت ہیں۔ ایک تو وہ جو چندر گپت کے متر ہیں۔ اور دوسرے وہ جو نند بنش کے ہتیشی ہیں۔ چندر گپت اپنے آپ کو لاکھ راجہ کہے۔ پرنتو یہ آخری دل اسے کبھی بھی ایسا نہیں مانتا۔ اس کے لئے چانکیہ رہے یا نہ رہے۔ وہ چندر گپت کو ہی نند بنش کی تباہی کا ذمہ وار گردانتا ہے۔ اور جس سمیہ آپ جیسا کوئی شور بیر راجہ اس کی مدد کے لئے بڑھا۔ وہ ترنت اس کی سیوا کے لئے آگے بڑھے گا۔ اس وقت بھی اس دل کے لوگ دن پرتی دن مہاراج کی سیوا میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں جبکہ آدھے سے ادھک مگدھ آپ کی سیوا میں ہو گا۔

ملے کیتو۔ پرنتو ایک منتری کا منتری پد سے الگ ہونا شترو پر حملہ کرنیکے لئے کافی وجہ نہیں ہو سکتا میرے وچار میں اس کے لئے کارن زیادہ زوردار ہونے چاہئیں۔

راکشس۔ کارن بہت سے ہیں۔ پرنتو یہ سب سے زوردار ہے۔

ملے کیتو۔ کیا چندر گپت کے منتریوں میں کوئی ایسا نہیں۔ جو خالی جگہ کو پُر کر سکے؟ یا اگر سویم چندر گپت اس بھار کو اپنے سر لے۔ تو کیا وہ ہماری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا؟

راکشس۔ مہاراج اس بات کو بھول نہ جائیں کہ راجیہ کا بھار راجہ اور منتری دونوں کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ اکیلا ایک پُرش اسے نہیں اُٹھا سکتا۔ خاصکر جبکہ وہ پُرش چندر گپت سا ناتجربہ کار آدمی ہو جس نے اپنے راجیہ کا سارا کاریہ اپنے منتری کے ہاتھوں میں دے رکھا تھا ایسے سمیہ میں جبکہ اندھے کی لاٹھی کی بھانتی اس سے وہ منتری چھین لیا گیا ہو۔ شترو کے حملہ کو روکنا آسان نہیں۔

ملے کیتو۔ پھر بھی باہر سے چڑھائی کرنے والے کے لئے یہ کافی نہیں۔

راکشس۔ مہاراج سویم یہہ بات ہی ایک بڑی بھاری بات ہے۔ اس کے ساتھ آپ اس بات کو بھی درشٹی کے سنمکھ رکھئیں۔ کہ جہاں آپ راجنیتی کے چمکتے ہوئے سوریہ ہیں۔ وہاں آپ کا شترو ایک کمینہ اور نیچ اوستھا سے اوپر اُٹھا ہوا اِنسان ہے۔ جہاں آپ کی سینا کی شکتی اکٹھی ہے۔ وہاں شترو اپنی اوستھا سے بھی بے خبر ہے۔ جہاں آپ کے سارے متر آپ کے لئے پران دینے کو اُدیت ہیں۔ وہاں شترو کی راجیہ وھانی ہی اس کے برخلاف ہے۔ جہاں آپ کے ساتھ میرے جیسا سیوک راستہ دکھلانے کو ہے۔ وہاں شترو اپنے منتری کو بھی نکال چکا ہے۔ مہاراج کی سینا کے تمام نیتر پُورن طور پر ٹھیک اوستھا میں ہیں۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کسی اور سمیہ کا انتظار کرنا غلطی ہوگی۔

ملے کیتو۔ (جوش میں آکر) ٹھیک ! ٹھیک ! سینا کو آگیا دو۔ کہ لیس ہو جائے۔ گر انڈیل ہاتھی سون کا کالا پانی پیئے اور اپنی چنگھاڑوں سے شترو کے کلیجہ کو ہلا کر گنگا اور گنڈک ندی کے جل کو اُبلتے ہوئے جل کی بھانتی بنانے کو اُدیت ہو جائیں۔ اور ان میگھوں کی طرح آگے بڑھ کر جو بندھیاچل کی چوٹیوں پر نظر آتے ہیں۔ پاٹلی پتر کے زبردست دواروں کو مٹی میں ملانے کا ساہس کریں۔

باب بست و یکم

منتر چل گیا

"مہاراج چانکیہ کی منترتا پھل لائے بغیر نہیں رہیگی۔ کال اور درتش کے بادل اسے بدھی کے جل سے سینچ رہے ہیں۔ دُنیا جو چاہے کہے۔ پرنتو اس میں سندیہہ نہیں۔ اس کے ساتھ کا نیتی پُنن مُنشیہ آج سمیہ تک پیدا نہیں کیا (ایک چٹھی جیب سے نکالکر) یہہ تر مجھے اس مہا پُرش نے دیا تھا۔ اسپر مہامنتری راکشس کی مُہر ہے۔ اور اس جواہرات کے ڈبے پر بھی یہی مُہر لگ رہی ہے۔ مَیں نہیں لیکر پاٹلی پتر کو چلتا ہُوں۔ پرنتو میں! یہہ کیا! ایک بودھ پہلے ہی ماتھے لگا۔ پہلے ہی پہل ایک ناستک سے ٹاکرا ہُوا۔ پرماتما کرپا ہی کیجو۔ اچھا جو ہو سو ہو۔ اب اسے پرنام کرنا ہی ہوگا"۔

یہہ الفاظ کہتا ہُوا ہمارا پُرانا دوست سدھارتھک آگے بڑھا۔ تو جیوسدھی بھکشو سے ٹاکرا ہُوا۔ ہاتھ جوڑ کر پرنام کی۔ جواب میں جیوسدھی نے کہا:۔

جیوسدھی۔ دہرم وردھی ہو شراوک! وشواسی بنو۔ کاریہ جو تمہارے سپرد ہے۔ وشواس چاہتا ہے۔

سدھارتھک۔ آپ کو یہ کیسے گیات ہُوا؟

جیوسدھی۔ ہمارے گیان اگیان کی کیا پُوچھتے ہو۔ ہم ہر دِسے کی بات بُوجھتے ہیں۔ تمہارے ماتھے پر لکھا ہے کہ تم سفر پر جا رہے ہو۔ باقی وُہ چٹھی بتا دیگی جو تمہارے پاس ہے۔

سدھارتھک۔ معلُوم ہوتا ہے کہ آپ کو گیات ہے۔ کہ مَیں کسی انیہ دیش کی یاترا کے لئے جا رہا ہُوں۔ اچھا بتلائیے۔ تو اس سمیہ جانا شُبھ ہے یا اشُبھ؟

جیوسدھی۔ مُورکھ نکشتروں سے پرا ربدھ پُوچھتا ہے؟

سدھارتھک۔ اوشیہ بتائیے۔ اگر جانا شُبھ ہُوا۔ تو مَیں جاؤنگا۔ انیتھا نہیں۔

جیوسدھی۔ راجہ کی آگیا کے بنا چوری سے جانا اشُبھ ہے!

سدھارتھک۔ کیوں؟

جیوسدھی۔ سپشٹ ہی کیوں نہ کہدُوں۔ اس سمیہ سے پہلے سینا میں سے جو پُرش بھی چاہتا اُدَر

بہال چاہتا آجا سکتا تھا۔ پرنتو اب کُسُم پُور تھوڑی بات رہ گیا ہے۔ اِس کارن کسی کا مُدرا لا نچھن کے بنا سینا میں آنا اتھوا سینا میں سے جانا بند ہوگیا ہے۔ منتری بھاگو راٹن راجہ کی مُدرا سے مُدرا لانچھن بنا کر دیتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس وہ موجود ہے۔ تو جاؤ خوشی سے جاؤ۔ پرنتو یدی نہ ہو۔ تو جتنا شیگھر ہو سکے کہیں چھپ جاؤ۔ ورنہ آگے بڑھے تو راجہ کے سینک ابھی گرفتار کرکے لے جائینگے۔

سدھارتھک۔ کیا آپ کو سمرن نہیں۔ کہ میں مہامنتری راکشس کا متر ہوں۔ کون ہے۔ جو مجھے روکنے کی شکتی رکھتا ہے۔ خواہ میرے پاس مُدرا لانچھن ہو یا نہ ہو۔

جیوسدھی۔ راکشس کے متر ہو اتھوا پشاچ کے۔ راجہ کے مُدرا لانچھن کے بنا جانا نہیں ہو سکیگا۔

سدھارتھک۔ تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

جیوسدھی۔ تو پھر اگر تم گئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ تو جاؤ سمجھو ہے۔ تمہیں سپھلتا پراپت ہو۔ میں تو سویم بھاگو راٹن کے پاس جا کر پاٹلی پتر جانیکے لئے مُدرا لانچھن پراپت کرتا ہوں۔

یہ کہکر وہ آگے بڑھا۔ تو اپنے خیمہ میں منتری بھاگو راٹن آنے جانے والوں کو پروانہ جات راہداری دینے میں مصروف تھے۔ ایک طرف مہاراج ملے کیتو کا خیمہ نصب تھا۔ دوسری طرف کچھ فاصلے پر مہامنتری راکشس لشکر کی ترتیب میں مصروف تھے۔

جیوسدھی نے آگے جا کر سیوک کے ذریعہ اطلاع کرائی۔ کہ ایک بودھ بھکشو پروانہ راہداری کا متلاشی دروازے پر کھڑا ہے۔ منتری جی نے اندر آنے کی آگیا دی۔ اور دونوں میں ذیل کی بات چیت ہوئی۔

منتری۔ مہاتمن! پرنام ہو!

جیوسدھی۔ شراوک! دھرم ورد ھی ہو!

منتری۔ آپ راکشس کے متر ہیں۔ اور شاید ہی کے کاریہ کیلئے پاٹلی پتر جانا چاہتے ہیں؟

جیوسدھی۔ کدا پی نہیں کدا پی نہیں میں اس دیش سے جا رہا ہوں۔ تاکہ اسکا نام نہ سن سکوں

منتری۔ (حیرت سے) ہائیں۔ راکشس نے کونسا ایسا پاپ کیا ہے جو مہاتما کرودھت ہو رہے ہیں۔

جیوسدھی۔ منتری! بھکشو کسی سے دویش نہیں کرتا۔ نہ ہی کسی پر کرودھ رکھتا ہے۔ ہاں اسے

اپنے کرموں کا پشچاتاپ اوشیہ ہے۔

منتری۔ اپنے کرموں کا پشچاتاپ! مہاتمن! میں سمجھتا نہیں۔ آپ کیا کتھن کر رہے ہیں۔ ذرا سپشٹ ریتی سے کہئے۔

جیوسدھی۔ یہ باتیں ایسی نہیں۔ جو پرکاش میں لائی جائیں۔ پاپ گندگی کے سمان ہیں جس کے پردہ اٹھنے سے بدبو نکلتی ہے۔ اس کارن میں انہیں بتاؤنگا نہیں۔

منتری۔ جتنا آپ اسے چھپاوینگے۔ اتنا ہی اصل کارن کو جاننے کی اچھا پربل ہوگی۔

جیوسدھی۔ چھپانے کی بات نہیں لجا کا استھان ہے۔

منتری۔ اگر چھپانے کی بات نہیں تو کیوں نہیں آپ ستیہ کہہ دیتے؟

جیوسدھی۔ میں نہیں کہونگا۔

منتری۔ تو مدرالاکچھن کی آشا نہ رکھئے گا!

جیوسدھی۔ (دکھی ہو کر) تو کیا مجھے اوشیہ بتانا ہوگا؟ اچھا سن لو جس سمیہ مہامنتری راکشس پاٹلی پتر میں تھے مجھے بھی وہاں جانیکا اوسر پراپت ہوا۔ میں غریب تھا۔ نراشرے تھا۔ پرنتو مہامنتری کی مجھ سے متراتا ہو گئی۔ اسی سمیہ اس نے وش کنیا کے ذریعے پربتیندر کے پران لئے اسکے پشچات میں نے اسکی متراتا کو نبھانے کا یتن کیا۔ اور اسکی سزا میں مجھے دیش نکالا دیدیا گیا۔ پرنتو اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ راکشس کی نیتی اب ایک ایسی چال چلنے والی ہے جس سے میرے پرانوں کو ہی اس شریر سے دیش نکالا ملیگا!

مہامنتری۔ پرنتو آجتک تو سب لوگ یہی کہتے ہیں۔ کہ چانکیہ نے مہاراج پربتیندر کو جو آدھا راجیہ دینے کی پرتگیا کی تھی۔ اسے بھنگ کرنے کے لئے اس نے وش کنیا کے ذریعہ مہاراج کے پران ہرے تھے۔ کیا یہ ستیہ نہیں؟

جیوسدھی۔ شراوک! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جہاں تک مجھے گیات ہے۔ چانکیہ کو تو اس سمیہ تک یہ بھی پتہ نہیں کہ وش کنیا کا نام کیا تھا؟

منتری۔ اچھا میں مدرالاکچھن پرستا کشر کر دیتا ہوں۔ پرنتو تمہیں میرے ساتھ پرتھم مہاراج کی سیوا میں چلنا ہوگا۔ میں یہ ساری باتیں ان کے کانوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "نہیں نہیں! اکیلے جانے کی آوشکتا نہیں۔ میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔ ہا! ایک متر کی زبان سے وہ شبد نکلے ہیں۔ جو کسی شترو کی زبان سے نکلتے۔ تو زیادہ اچھے

ہوتے! ہا! میرے پوجنیہ پتا اسی راکشس کو اپنا متر سمجھتے تھے۔ کئی بار انہوں نے سب کے سامنے اسکی ستوتی کی۔ پرنتو پھل کیا ملا؟ آہ! ہمارے نیتر اس سمیہ تک بند تھے۔ ہم خواہ مخواہ ایک مہاپُرش کو ان باتوں کا الزام دیتے تھے جن کا کرتا کوئی اور تھا۔ متر تا کے پردے میں شترو تا کی مثالیں دُنیا نے بہت دیکھی ہونگی۔ پرنتو اس پرکار کی بہت کم! ہا راکشس! تیرا نام کرن سن کا سچ مچ ٹھیک ہُوا ہے۔ ہم تیرے ساتھ اتنا اپکار کریں۔ پرنتو۔ تو اسکا عوض یہ دے۔

منتری۔ مہاراج! آپ اس قدر دُکھی نہ ہوں۔ شانتی سے کچھ تھوڑی سی باتیں سُن لیں۔ جو آپ کا سیوک آپکی سیوا میں کہنا چاہتا ہے۔

ملے کیتو۔ کہو کیا کہتے ہو؟

منتری۔ مہاراج سے یہ بھولا ہُوا نہیں۔ کہ ان لوگوں کو جو راجیہ کا پربندھ کرتے ہیں۔ ہر ایک سمے راج نیتی کے انوسار کاریہ کرنا پڑتا ہے اپنے خیالات۔ اپنی متر تا اور اپنی شترو تا کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مہاراج نند کی مرتیو پر راکشس کا پریوجن۔ مہاراج سرواردھ سدھی کو سنگھاسن پر بٹھانا تھا۔ پرنتو چندر گپت سے بھی ادھک بلوان ہونیکے کارن آپکے پتا اس کے راستہ میں رکاوٹ تھے۔ اور یہ ایک بھاری کارن تھا۔ اسکے اس کاریہ کے لئے جس کا اثر مہاراج پرتیندر کی مرتیو کی شکل میں ظاہر ہُوا اس کارن اسے الزام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ نیتی کا ایک پیچ تھا۔ نہ کہ جرم۔

دُوسری بات جسے مہاراج کو درشٹی کے سامنے رکھنا چاہئے یہ ہے کہ راج نیتی شتروں کو متر اور متروں کو شترو بنا دیتی ہے۔ آج کے متر کل شترو بن جاتے ہیں۔ اور کل کے شترو پرسوں متر کی صورت میں بدل جاتے ہیں۔ اس کارن نیتی مان پُرش کو ٹھیک اسی طرح پچھلی باتوں کو بھلا دینا چاہئے جس طرح کہ نیا جسم دھارن کرتے وقت آتما پچھلی باتوں کو بھول جاتا ہے۔ پس پچھلے کرموں کے لئے راکشس کو کچھ کہنا جہانتک میری تچھ بدھی سوچ سکتی ہے۔ ٹھیک نہیں ہے۔ کم از کم اس سمیہ تک جب تک کہ نند کا راجیہ اپنا نہ بن جائے۔ اس سمیہ ہمیں اسکی صلاح کی آوشکتا نہیں ہے گی۔ اور ہم آسانی سے اس سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں۔

ملے کیتو۔ منتری! تم سچ کہتے ہو۔ اس سمیہ راکشس کو کچھ کہا گیا۔ تو ساری سینا میں ہل چل مچ جائیگی۔ اس کارن چپ رہنا ہی ٹھیک ہوگا۔

عین اس وقت ایک افسر نے حاضر ہو کر عرض گذرانی۔

افسر۔ جے ہو مہاراج کی۔ گلم ستھان کے ادھیکاری دیر گھ رکش نے دگیا پن دیا ہے کہ ایک پُرش

سینا سے چوری نکلتا ہُوا پکڑا گیا ہے۔ اس کے شریر سے یہ پتر ملا ہے۔ کیا مہاراج اسے حاضر آنے کی آگیا دینگے؟

مِلے کیتو۔ لے آؤ۔

افسر۔ (سدھارتھک کو سامنے لاکر) مہاراج یہ آدمی ہے۔

بھاگوراین۔ تم کون ہو۔ اجنبی ہو یا ہماری سینا کا کوئی سیوک؟

سدھارتھک۔ مہاراج! منتری جی کا ایک تُچھ سیوک!

بھاگوراین۔ تو تم نے کیوں چوری گذرنے کا یتن کرکے مہاراج کی آگیا کا اُلنگھن کیا؟

سدھارتھک۔ مہاراج کاریہ بڑا آوشیک تھا۔ اسکے لئے جلدی کی آوشکتا تھی۔

بھاگوراین۔ اتنا آوشیک! کہ اسکے لئے مہاراج کی آگیا کے النگھن کی آوشکتا پڑ گئی۔

مِلے کیتو۔ اس پتر کو لو پڑھو۔

بھاگوراین۔ مہاراج اسپر تو مہامنتری راکشس کی مُہر لگی ہے۔

مِلے کیتو۔ مُہر کو نہ توڑو۔ پرنتو پتر کو کھول کر پڑھو۔

بھاگوراین۔ لکھا ہے:۔

"سوستی! اتھا ستھان اس پرش سے۔ اس جگہ سے ایک طرف یہ بھیجا جاتا ہے۔ جس کے لئے ہے۔ ہمارے پرتی پکشی (مخالف) کا نکالا جانا ستیہ وادی کے وچن کی سچائی کو درشاتا ہے۔ ہمیں شبھ ہے۔ کہ وعدہ کردہ کرپا درشٹی دکھا کر سندھی کی قیمت چکادی جائے۔ تب یہ متر ہمارے اپنے ہو دینگے۔ اور اس گرہ کو گرانے کا یتن کرینگے جس میں اس سمے تک وہ آشرہ لیتے رہے ہیں۔ اس سیوا کے پھل کے طور پر کو آوشکتا نہیں۔ پرنتو میں پھر ان کی شرطیں یاد دلاتا ہوں۔ بعض علاقے کے خواہشمند ہیں۔ تو دوسرے دھن کی اِچھا رکھتے ہیں۔ بعض ہاتھی اور جنگ کی لُوٹ چاہتے ہیں۔ تینوں بھوشن یہ النکار (جواہرات) جو بھیجے گئے تھے مل گئے ہیں۔ میں بھی کچھ ناچیز سی نذر بھیجتا ہوں۔ جو شاید کسی قدر قیمتی ضرور ہے۔ باقی اس کا لانے والا زبانی کہیگا"

مِلے کیتو۔ اس لیکھ کا کیا پریوجن ہے؟

بھاگوراین۔ سدھارتھک! اسکا لیکھک کون ہے؟

سدھارتھک۔ مہاراج! مجھے پتہ نہیں۔

بھاگورائن۔ دھورت۔ بے جانو لیے تم۔ اور تمہیں ہی یہ پتہ نہیں۔ کہ کون اس کا لیکھک ہے اچھا یہ بتاؤ کس کے پاس تم اسے لیجا رہے تھے؟

سدھارتھک۔ (کانپتے ہوئے) مہاراج! آپ کے پاس ہی!

بھاگورائن۔ میرے پاس! ہوش میں ہو یا بیہوشی میں؟

سدھارتھک۔ مہاراج مار بہت پڑی ہے۔ میری ہوش جاتی رہی ہے۔ پتہ نہیں زبان سے کیا کہہ رہا ہوں۔

بھاگورائن۔ ابھی سارا پتہ ہو جائیگا۔ بھاسرک! لگاؤ کوڑے۔ جب تک اس کمبخت کے ہوش ٹھکانے نہ ہوں۔

سدھارتھک کو باہر لیگئے۔ اور تڑا تڑ کوڑوں کی آواز ہوا میں گونجنے لگی۔

ایک افسر۔ مہاراج! قیدی کو مارتے سمیہ یہ ڈبہ اس کے شریر سے گرا ہے۔

بھاگورائن۔ اس پر بھی وہی مہر لگی ہے!

ملے کیتو۔ میرا وچار ہے۔ کہ اسی طرف اس پتر میں اشارہ تھا۔ اچھا مہر کو توڑ کر اس کو کھولو

بھاگورائن نے حکم کی تعمیل کی۔ تو ڈبے میں سے چمکتے ہوئے جواہرات نے آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دی۔ ملے کیتو نے اسے دیکھا۔ اور دیکھتے ہی اسکی زبان سے نکلا۔

ملے کیتو۔ یہ وہ النکار ہیں۔ جو ہم نے سویم اپنے شریر سے اتار کر مہامنتری راکشس کو بھیجے تھے سندیہ یہ چٹھی چندرگپت کے لئے ہے۔

بھاگورائن۔ ابھی سارا سنشہ دور ہو جاتا ہے۔ لگاؤ کمبخت کو اور کوڑے۔ ابھی سب کچھ بتا دیگا!

حکم کی تعمیل ہوئی۔ سدھارتھک کی پیٹھ کا گوشت ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں ہی اس نے ہاتھ باندھے ہوئے ملے کیتو کے قدموں میں گر کر کہا۔ "مہاراج کرپا کیجیے میں سب کچھ ستیہ ستیہ کہے دیتا ہوں!"

ملے کیتو۔ اٹھو! ستیہ ستیہ کہدو گے۔ تو پران چھوڑ دیئے جائینگے۔

سدھارتھک۔ مہاراج (رو کر) یہ پتر مجھے . . . . . . مہامنتری راکشس نے دیا تھا . . . . چندرگپت کے . . . . . . ہاتھوں میں پہنچانے کے لئے۔

ملے کیتو۔ اور زبانی مدھیتیں کیا تھیں؟

سدھارتھک۔ مہاراج سمجھے ...... یہ کہنے کی آ گیا تھی۔

دو ملیچھ راجہ میرے متر ہیں۔ اور آپ کے کام آسکتے ہیں کلوت آدھی پتی چترورما ملے نگر ادھی پتی سنگھ ناد۔ کاشمیر دیش ناتھ پشکر راجہ یہ تو ملے کیتو کے راجیہ سے علاقہ مانگتے ہیں۔ سندھ کے راجہ سندھو سین اور پارس پتی میگھ ناد یہ ہیں اس کے ہاتھی اور کوش (خزانہ) کی اِچّھا رکھتے ہیں۔ اور میرے لئے تو چانکیہ کا نکالا جانا ہی کافی ہے۔"

ملے کیتو۔ کیا؟ کیا یہ ستیہ ہو سکتا ہے کیا میرے ساتھی راجہ میرے ساتھ دشمنی پر تیار ہیں پرنتو ہمیں سندیہہ کی بات ہی کیا ہے مَیں دیکھتا ہُوں۔ کہ شروع سے ہی وُہ راکشس کے کتھن پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔ ہاں ہاں وجیا! بلاؤ راکشس کو۔

آہ! اِنسانی علم کتنا محدُود ہے! اِنسانی سمجھ کتنی دُور تک پُہنچنے والی ہے۔ راکشس کے سر پر اِس وقت گھنگور گھٹا چھا رہی ہے۔ غلط فہمیوں کے دل بادل اس کے خلاف اکٹھے ہو رہے ہیں لیکن اسے خبر تک نہیں۔ راجیہ سیوک اسے بُلانیکے لئے جا رہا ہے۔ لیکن وُہ سپاہ کی ترتیب میں محو ہو رہا ہے۔ چُنانچہ وُہ دیکھئے۔ وُہ پریم ودا اپنے سیوک سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے۔

راکشس۔ پریم ودا جاؤ ہمارے متر اور ساتھی راجاؤں کو کہدو۔ کہ ہم اب شترو کی راجیہ دھانی کُسم پور کے نزدیک پُہنچ رہے ہیں۔ اب ادھک سا ودھانی سے کاریہ کرنے کی آوشکتا ہے۔ ہماری سینا کے کُوچ کی ترتیب اب یہ ہونی چاہئے کھس اور مگدھ کے شور بیر اور میری اپنی سینا ناٹک دھرادل ہیں) ہو۔ مدھیہ (قلب) میں گاندھار کے یودھا ہوں۔ جنکے ساتھ یوان پتی مددگار ہوں۔ پسچاتی (عقب) شک۔ چیدی اور ہُون ویر ہوں۔ اور سوپم ہمارے بہادر ساتھی راجہ اپنے اپنے شُور بیروں کے ساتھ مہاراج ملے کیتو کے پوتر شریر کی رکشنی سینا کا بھار اپنے سر پر لیں"

وجیا۔ مہاراج کی جے ہو! مہاراج ملے کیتو یاد فرماتے ہیں۔

راکشس۔ سیوک! شکٹ داس کو کہدو۔ کہ مہاراج نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ مَیں ان کی سیوا میں اُپستھت ہونا چاہتا ہُوں۔ اس کارن النکاروں کی آوشکتا ہے۔ آج جو النکار خریدے تھے

ان میں سے ایک شیگھر بھیجدیا جاوے۔

نوکر جواہرات لے آیا۔ مہامنتری جی نے انہیں پسند کرکے پہن لیا اور مہاراج کی سیوا میں اپستھتی کے لئے چل دیئے۔ دربار میں پہنچے۔ تو مہاراج ملے کیتو گہری سوچ میں مگن بیٹھے تھے چہرے پر تیوڑی چڑھی تھی۔ آنکھیں زمین پر لگی تھیں۔ اور نوجوان سر ایک ہاتھ کے سہارے ٹکا رہا تھا۔

راکشس۔ مہاراج کی جے ہو۔

ملے کیتو۔ پرنام کرتا ہوں۔ آسن گرہن کیجئے۔ شوک ہے کہ آپ بڑی دیر کے بعد درشن دیتے ہیں۔

راکشس۔ مہاراج سینہ ہے! غیر حاضری کے لئے کشما کا پرارتھی ہوں۔ پرنتو کوچ کی تیاریاں اتنا سمیہ چاہتی ہیں۔ کہ بڑی کٹھنتا سے سیوا میں اپستھت ہو سکتا ہوں۔

ملے کیتو۔ ہاں تو کوچ کی ترتیب کیا ہے؟

راکشس۔ کھس اور مگدھ کے یودھا نایک ہیں۔ یون اور گاندھار شور بیر مدھیہ میں ہیں ہون۔ چیدی کے بہادر۔ کرا اور شاک یہ پیچھا تی ہیں۔ ہمارے ساتھی راجہ لوگ مہاراج کے شریر رکھشک ہیں۔

ملے کیتو۔ (دل ہی دل میں) خوب! ترتیب تو خوب ہے۔ ہمارے شریر رکشک وہ لوگ جو ہمیں شترو کے حوالے کرنے کیلئے ہر وقت ادیت ہیں! (ظاہرا) کیا کوئی ایسا پرش بھی ہے۔ جو ہماری سینا کے آگے کسم پور میں جاتا یا وہاں سے آتا ہے۔

راکشس۔ اسکی اب آوشکتا نہیں رہی! پانچ دن میں ہماری سینا کسم پور کے دوار پر ہوگی!

ملے کیتو۔ تو یہ پرش کون ہے جو اس سمیہ آپ کے پتر لیکر وہاں جا رہا ہے۔

راکشس۔ میرے پتر! (بھو! ارسد ھارتھک کیطرف دیکھکر) سدھارتھک یہ کیا معاملہ ہے؟

سدھارتھک۔ مہاراج! کشما کیجئے! حد سے زیادہ مار نے سارا بھید مجھ سے کہلوا دیا ہے۔

راکشس۔ بھید! کون سا بھید؟ میں نہیں سمجھا۔

سدھارتھک۔ مہاراج! میں اپرادھی ہوں۔ میں مہاراج کی آگیا کا پالن نہیں کر سکا پرنتو یہہ مار پیٹ۔ یہ بیدیہ کوڑے . . . .

ملے کیتو۔ یہ شخص مارنے کے ڈر کے منہ پر ساری بات نہیں کہیگا دھاگور اشن سے مخاطب ہوکر) آپ سب کچھ کیوں نہیں کہدیتے؟

بھاگورائن۔ جو آگیا مہاراج (پھر راکشس سے) یہ شخص کہتا ہے کہ آپ نے اسے ایک پتر اور ایک پیغام دیکر چندرگپت کی سیوا میں بھیجا تھا؟

راکشس۔ کیوں سدھارتھک؟

سدھارتھک۔ مہاراج میں تو نہیں بتاتا تھا۔ پرنتو مار کا ڈر......

راکشس۔ جھوٹ! استیہ! مار پیٹ کر ایک نشپاپ پرش کو بھی پاپ کا اقبال کرایا جا سکتا ہے۔

ملے کیتو۔ (بھاگورائن سے) انہیں پتر دکھا دیجئے۔ اور وہ ڈبہ بھی۔

بھاگورائن۔ (پتر دیکر) اسے پڑھئے۔

راکشس نے چٹھی کو لے لیا۔ اسے پڑھا دوبارہ پڑھا سہ بارہ پڑھا۔ اور منہ سے نکل گیا "شترو کا پریوگ"!

بھاگورائن۔ (جواہرات دکھا کر) کیا یہ بھی شترو کا پریوگ ہے؟

راکشس۔ نہیں! یہ النکار مجھے مہاراج نے دیئے تھے۔ میں انہیں پہچانتا ہوں اور کرتگیتا کے اظہار کے طور پر میں نے انہیں ایک بھاری سیوا کے عوض میں اس شخص سدھارتھک کو دیا تھا۔

بھاگورائن۔ یہ بالکل سمجھو سی بات ہے کہ مہاراج کا دیا ہوا تحفہ ایک ایسے تچھ سیوک کو دیا جائے خاص کر جبکہ انہیں سویم مہاراج اپنے شریر پر دھارن کر چکے ہوں۔

ملے کیتو۔ آپ نے لکھا تھا "باقی سدھارتھک زبانی کہیگا"۔

راکشس۔ میں نے کوئی ایسا پیغام نہیں بھیجا نہ ہی کوئی پتر لکھا۔

ملے کیتو۔ یہ مدرا (مہر) کس کی ہے؟

راکشس جعلی!

ملے کیتو۔ ہو سکتا ہے۔ مہر جعلی بن سکتی ہے!

بھاگورائن۔ ہاں یہ سمبھو ہے۔ پرنتو سدھارتھک! یہ پتر کس کے ہستاکشر میں ہے؟

سدھارتھک راکشس کے منہ کیطرف دیکھنے لگا۔

بھاگورائن۔ بولو! نہیں تو ابھی پھر مرمت ہوگی۔

سدھارتھک۔ شکٹ داس کے ہستاکشر ہیں۔

راکشس۔ اگر چٹھی شکٹ داس کے ہستاکشر میں ہو۔ تو میں مان لونگا۔ کہ یہ میری ہے۔

سدھارتھک۔ بلاؤ اسے۔

بھاگورائن۔ مہاراج! شکنٹ داس راکشس کا مِتر ہے۔ اور اس کے برخلاف بولنے کو کبھی ادیت نہیں ہوگا۔ اسلئے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔ کہ اسکی تحریر کا نمونہ منگوا لیا جائے۔

ملےکیتو۔ ٹھیک! بہت ٹھیک! وجیا! سُنتے ہو؟

وجیا۔ اور مہاراج! اسکی مُہر بھی لیتا آؤں؟

ملےکیتو۔ لے آؤ۔

مہر آ گئی۔ دستخط کا نمونہ بھی آ گیا۔ ملےکیتو نے دونوں کو ملایا۔ تو سرِمُو فرق نہ تھا دیکھکر اُنہوں نے اسے راکشس کے حوالے کر دیا۔ راکشس نے دیکھا تو دستخط وُہی تھا۔ پھر کیا تھا۔ پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اور بجلی کی سی تیزی سے یہ خیال دماغ میں پھیر گیا "آہ شکنٹ داس! تم نے بھی دغا کی۔ میں جانتا ہُوں۔ سدھارتھک تمہارا مِتر ہے۔ کیا بیوی بچّوں کو بچانے کے لئے میرا گلا کٹوانے پر ادیت ہو گئے"؟

ملےکیتو۔ یہ پتر کہتا ہے "تین بھومولیہ النکار پہنچ گئے ہیں" اور ایک آپکے شریر کی شوبھا بڑھا رہا ہے۔ ذرا دکھائیے تو (جواہر کو دیکھکر) یہ آپ نے کہاں سے لیا؟

راکشس۔ چند سوداگر آئے تھے۔ ان سے خریدا تھا۔

ملےکیتو۔ وجیا! دیکھنا۔ اس جواہر کو پہچانتے ہو؟

وجیا۔ (جواہر کو دیکھکر) مہاراج! یہ کہاں بھول سکتا ہے۔ سینکڑوں بار اسے مہاراج کے پوجیہ پِتا شری پروتیندر کے شریر پر دیکھا تھا۔

ملےکیتو۔ آہ پتا! پوجیہ پِتا! وُہ النکار جو آپکے شریر کی شوبھا تھے۔ آج ان کی یہ دشا ہو رہی ہے۔

راکشس۔ اگر یہ مہاراج پروتیندر کے تھے۔ تو وہ سوداگر چانکیہ کے آدمی ہونگے جو ہمیں میرے پاس بیچ گئے۔

ملےکیتو۔ کیا یہ سمبھو ہے۔ کہ وُہ النکار جو کبھی مہاراج پروتیندر کے شریر کی شوبھا تھے۔ اور جنہیں چندرگپت نے پراپت کیا۔ اس طرح بنیا لوگ کے ہاتھوں جگہ بجگہ بکتے پھریں؟ نہیں نہیں یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ چندرگپت خریدار تھا۔ اور ہمارا راجیہ اسکا مولیہ۔

راکشس خاموش۔ سر نیچا پڑ گیا۔ واقعات بڑے زور سے خلاف جا رہے تھے۔ ان کی تردید

نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی۔
ملے کیتو۔ آریہ! میں اب پوچھتا ہوں۔
راکشس۔ اس سے پوچھئے جو اس پوتر نام کا ادھیکاری ہو۔ میں تو اب آریہ نہیں۔ اناریہ بن چکا۔
ملے کیتو۔ میں پوچھتا ہوں۔ اس پتر اس ڈبے اور ان جواہرات کو کس نام سے پکارا جائے؟
راکشس۔ میری قسمت بد!
ملے کیتو۔ (غصہ سے آنکھیں لال کرکے) قسمت کو کوستے ہو۔ اپنے لوبھ کو نہیں! بدبخت پنچ کرگھن میرے پتا نے تجھ پر وشواس کیا۔ اور تو نے اسکے عوض میں اسکی جان لی۔ اب میں نے تجھے ادھیکار شکتی اور عزت دی۔ پر تو ان سے سنتشٹ نہ ہوا۔ بلکہ اسی لوبھ کے وش ہو کر میرے شریر اور میرے راجیہ کو میرے شتروؤں کے ہاتھوں میں بیچنے کو ادیت ہوگیا۔ ادھکار! اشوک! مہا شوک!
راکشس۔ میں یہ سہن کرنے میں اسمرتھ ہوں۔ پر وتیند ر کے پتر! میں کہتا ہوں۔ میں نشپاپ ہوں۔
ملے کیتو۔ میرے پتا کے پران کس نے لئے؟
راکشس۔ قسمت نے!
ملے کیتو۔ (سخت غصہ سے) کہتے کیوں نہیں کہ میں نے ہی یہ پاپ کیا تھا۔ تمہارا متر جیو سدھی یہاں سب کچھ سو دیکار کرکے گیا ہے۔
راکشس۔ تو کیا وہ بھی چانکیہ کا آدمی ہے۔ ہا کیا میرے شریر کے انگ ہی میرے برخلاف ہو رہے ہیں؟
ملے کیتو۔ بھاسرک! جاؤ۔ ہم کو معلوم ہوگیا ہے۔ کہ ملیچھ راجہ جو آجتک ہمارے متر سمجھے جاتے رہے ہیں۔ ہمارے برخلاف سازشیں کرتے ہیں۔ وہ ہمیں قید کرکے چندر گپت کے ہاتھوں میں دینا چاہتے تھے۔ اسلئے ان تینوں کو جو ہمارے راجیہ کا حصہ بانٹنا چاہتے تھے۔ پکڑ کر ایک گڑھے میں ڈلوا دو۔ اور اوپر سے مٹی ڈال دو۔ باقی دونو کو انہی ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلوا دو۔ جنہیں پراپت کرنیکے لئے وہ پرتگیات کئے ہوئے تھے (راکشس سے مخاطب ہو کر) میں نے تم سے پرتگیا کی تھی۔ اور اسے بھنگ کرنا نہیں چاہتا۔ جاؤ میری سینا سے نکل جاؤ۔ اس چندر گپت کی شرن میں چلے جاؤ۔ جس کے لئے تم ہمیں تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اور ہمیں پورن آشا ہے کہ تمہارے

بغیر بھی ہم شترو کو خاک خون میں ملانے کی شکتی رکھتے ہیں۔

مہاراج ملے کیتو کے احکام کی تعمیل ہوئی۔ رکشس کو سخت بے عزتی کے ساتھ کیمپ سے نکال دیا گیا۔ اور پانچوں ملیچھ راجاؤں کو جن کے بل بوتے پر ساری مُہم شروع کی گئی تھی اچانک گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ ایسا ناگہانی طور پر اور یک بیک ہُوا کہ جب وقت یہ خبر چاروں طرف مشہور ہُوئی کسی کو اصلیت پر یقین تک نہ ہوتا تھا۔ مگر جب اس کے متعلق کوئی شُبہ نہ رہا۔ تو مقتول راجاؤں کے لشکر کے غم و غصہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ باوجود احتیاط کے بھی چاروں طرف ایک آگ سی بھڑک اُٹھی۔ سندھ۔ کلوت۔ پارس وغیرہ ممالک کے بہادر اپنے راجاؤں کا انتقام لینے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ ادھر باقیماندہ سردار وں اور راجاؤں کو اپنی زندگی خطرے میں دکھائی دینے لگی۔ غرض ہر چہار اطراف میں بے چینی کے آثار نمودار ہو گئے دھوکا۔ مکاری اور دغابازی کا نام لے کر ہر طرف سے لعنت برسائی جانے لگی۔

یک بیک ایک جوشیلے شور بیر کی آواز بلند ہُوئی "لعنت ہے اس سینا پر جو اپنے سردار کو خون میں لت پت ہوتا دیکھے اور ہاتھ تک نہ ہلائے۔ کیا راجاؤں کے سر عام ملزموں کی طرح اجسام سے الگ کٹے جائینگے۔ اور کوئی ہاتھ انتقام لینے کیلئے نہ اُٹھیگا؟ کیا کشتری راجپوت بھگتی کے امتحان میں اس طرح مُنہ کے بل گرینگے"؟

ہاں جس وقت یہ الفاظ لوگوں کے کانوں میں پڑے۔ تو ہر چہار اطراف میں جوش و خروش کا سمندر لہریں لینے لگا۔ گویا بند پانی کو بہنے کیلئے راستہ مل گیا۔ چند منٹوں میں ہی ملے کیتو کا کیمپ میدان جنگ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ وہ جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک مشترکہ دشمن کیساتھ جنگ کرنیکو چڑھے چلے آتے تھے۔ ایک دوسرے کا خون بہانے لگ گئے۔ ہر طرف ہنگامہ دار و گیر بلند ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ جنہیں فتح کی امید تھی۔ مایوس ہو گئے۔ وہ جو ہزاروں اُمنگوں کیساتھ ملک سے چلے تھے۔ اپنی اُمیدوں کا خون ہوتا دیکھنے پر مجبور ہُوئے۔ یہ رنگ دیکھکر ملے کیتو کو بھاگنے کی سوجھی لیکن یہ ناممکن تھا۔ کیونکہ بھد ربھٹ وغیرہ کپتانوں نے جنہیں اس وقت تک چندر گپت کے مفرور کپتان سمجھا جاتا تھا۔ حراست میں لے رکھا تھا۔

اُدھر ورشل کی سینا گرد و غبار کو چھوڑتی ہوئی چلی آتی تھی لیکن پیشتر ازیں کہ وہ اسجگہ پہنچے۔ جہاں ملے کیتو کی فوج آراستہ تھی۔ وہاں پر بھارت سپوتوں کا دلکش جھنڈا لہرا رہا تھا +

بابِ بست و دوم

پاٹلی پتر میں

"آہ! یہہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اتنی بے عزّتی! پرماتما شتّرو کو بھی نہ دکھائیو۔ کیا یہ سب کچھ میرے لئے ہی رہ گیا تھا۔ کیا سوامی کی سیوا اور سوامی کی بھگتی کا یہی انجام ہے۔ جو میں دیکھ رہا ہوں۔ پرماتمن! یہ جیو آتما اِس ابھاگے شریر کا ساتھ کیوں دے رہا ہے۔ یہ کیوں نہیں اسے چھوڑ دیتا؟ کیا یہ بدنصیب نیتر ابھی کچھ اور دیکھیں گے۔ ہا! نند بنش تباہ ہو گیا اور میں جیوت ہوں۔ میرا مِتر چندن داس کیول میری خاطر بندی گرہ میں پڑا سڑ رہا ہے۔ اور میں پھر بھی جیوت ہوں۔ نہیں نہیں میرا زندہ رہنا آوشیک ہے۔ کم از کم اس سمیہ کے لئے جس سمیہ تک کہ میں اپنے مِتر کو جس نے دُنیا میں محبّت کی داستانوں کو زندہ کر دیا ہے۔ ہاں! اس مِتر کو جس نے اس کلی یگ میں ست یُگ کے مِتروں کا نمونہ پیش کیا ہے۔ میں پھر سے سوتنتر نہیں دیکھ لیتا۔ وُہ میری خاطر اتنی شور بربادِ کھلائے۔ اتنے کشٹ سہن کرے اور میں کائروں کی طرح پران چھوڑنے کو اُدیت ہو جاؤں۔ دھکار ہے اس وچار پر! اور دھکار ہے اس ہردیہ پر جس کے اندر یہ وچار پیدا ہوا۔ نہیں نہیں میں زندہ رہوں گا۔ اور اس سمیہ تک زندہ رہونگا جب تک کہ اپنے مِتر کو سوتنتر نہ دیکھ لونگا۔ چاہے نیتی سپھل ہو۔ چندر گپت بے کھٹکے راجیہ کرے۔ پرنتو راکشس اس سمیہ تک ہتھیار نہیں پھینکے گا جس سمیہ تک اسکے شریر کے اندر پران موجود ہیں۔"

یہہ کہتا ہُوا ہمارا پُرانا دوست راکشس ایک معمولی آدمی کے بھیس میں پاٹلی پتر کی طرف بڑھا جا رہا ہے۔ آہ! یہ وہی راکشس ہے جسکی آنکھ کے اشارے پر راجہ ناچتے تھے جس کے ساتھ بات کرنے کو بڑے بڑے راجہ ادھیکاری عزّت سمجھتے تھے جس کا جلوس چلتا تھا۔ تو پرتھوی میں بھونچال آ جاتا تھا۔ ہاں یہ وُہی راکشس ہے جسکے جسم پر ملبوس بھی وُہ ہے جو شاید بہت کم لوگوں کو پسند ہو۔ اِس میں شک نہیں۔ اسکا دِل اس وقت بھی مضبوط ہے۔ مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ متواتر مصائب نے اسے سخت مایوس کر رکھا ہے۔ اور اس وقت اگر اس کے اندر مضبوطی ہے تو وہی جو

مایوسی کی حالت میں انسان کے اندر پیدا ہو جایا کرتی ہے۔

پاٹلی پتر کے نزدیک پہنچکر وہ آبادی سے ہٹ کر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف بڑھا لیکن انہیں دیکھکر اس کا دل بھر آیا کیونکہ یہ وہی بن تھا جس میں کئی بار اس نے مہاراج نند کے ساتھ شکار کھیلا تھا اونچے اونچے درختوں اور ان کے اندر کلیلیں کرتے اور چوکڑیاں بھرتے ہوئے حیوانوں کو دیکھکر اسکی نگاہوں کے سامنے پرانا زمانہ پھر گیا۔ اور ایک گرے ہوئے درخت کے تنے پر بیٹھکر وہ گذشتہ کے تصور کے مزے لینے لگا۔

اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے نہیں معلوم کتنا وقت گذر گیا۔ اور شاید کتنا اور گذر جاتا۔ اگر ایک طرف سے کسی کے کراہنے کی آواز اسے اس حالت مراقبہ (سمادھی اوستھا) سے بیدار نہ کر دیتی اس سنسان جنگل میں یہ آواز کہاں سے آئی۔ یہ دریافت کرنے کیلئے وہ اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور بالآخر اسے ایک نظارہ نظر آیا جس نے اس کا چلتا ہوا خون منجمد کر دیا۔ کیونکہ سامنے ایک شخص درخت سے رسا باندھے پھانسی لے رہا تھا!

بغیر سوچے سمجھے راکشس نے آگے بڑھکر رسے کو پکڑ لیا۔ اس وقت پھانسی لینے والے کی آنکھیں باہر کو نکل رہی تھیں۔ اور گلے سے کراہٹ کی آواز آ رہی تھی۔!

ہاتھ کے جھٹکے سے راکشس نے رسّی کو ڈھیلا کر دیا۔ دوسرے لمحہ میں اسکی چمکتی ہوئی تلوار اسے دو ٹکڑے کر رہی تھی۔

مگر گلے میں پڑی ہوئی رسّی کو ڈھیلا کرنا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ پھانسی لینے والا شخص اسے ہاتھ سے تھام رہا تھا۔ اور شاید ایسا ہونا مشکل ہی ہو جاتا۔ اگر راکشس سے کم طاقتور شخص اس وقت اسے ہاتھ ڈال رہا ہوتا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کی جد وجہد میں ہی راکشس اس شخص کو آزاد کرنے میں کامیاب ہوا۔ جس نے ہوا کی بحالی کے آزاد ہوتے ہی کہا "مجھے مر جانے دیجئے۔ میرے لئے دنیا میں کچھ نہیں رہا"

راکشس۔ کیوں تمہیں اتنا کون سا دکھ پہنچا ہے۔ جو آتم ہنن کرنے لگے ہو۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ "آتم ہتیارے مہا اندھیرے لوک کو پراپت ہوا کرتے ہیں"

شخص۔ میرے لئے یہ لوک ہی مہا اندھیرا ہو رہا ہے۔ اگر بعد میں کوئی اور ایسا لوک مل جائیگا۔ تو کیا نقصان؟

راکشس۔ تو بھی ہوا کیا ہے۔ کون سا دکھ ہے جس کا اپائے نہیں؟

شخص- تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔

راکشس- تو بھی کیا کوئی ایسا ہی بھید ہے۔ جسے اپنے پرش کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

شخص- یمراج کے دوار پر بیٹھا ہوا پرش بھید اور راز کو نہیں جانتا۔ اگر تم اسے سننے کو ہی بیتاب ہو تو سن لو۔ میرا ایک متر اس سمیہ مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔ اور یہ دکھ جیسا اسہیہ (ناقابل برداشت) ہے۔ اسے وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اسے انوبھو کیا ہو۔

راکشس- کون؟

شخص- اس نگر میں جشنو داس ایک سیٹھ ہے۔

راکشس- (جلدی سے) ہاں اسے کیا ہوا؟

شخص- اپنے سارے دھن کو غریبوں میں بانٹ کر وہ اس سمیہ چتا میں بیٹھ کر آتم ہنن کرنے لگا ہے وہ میرا پیارا متر ہے۔ اور اسکی مرتیو کا دکھ ایسا ہے۔ جسے سہن کرنے میں اسمرتھ ہوں۔ اس کارن یہاں آکر اپنے پران یمراج کے سپرد کرنے لگا ہوں۔

راکشس- کیوں تمہارے اس متر کو کون سا ایسا دکھ ہے۔ جو وہ آتم ہنن پر ادیت ہو گیا ہے کیا اسے کوئی اسادھیہ روگ ہے جس سے مرتیو کے بناں چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔

شخص- نہیں۔

راکشس- تو کیا ظالم راجہ نے اسے اگنی کی گود میں بیٹھنے پر مجبور کیا ہے؟

شخص- پرتیت ہوتا ہے۔ کہ تم اس دیش کے باسی نہیں۔ ورنہ تمہیں پتہ ہوتا۔ کہ مہاراج شر چندر کے راجیہ میں کسی پرش کے ساتھ انیائے اور ظلم نہیں ہوتا۔

راکشس- تو پھر کیا تمہارے متر کی کوئی ایسی اچھائیں ہیں۔ جو پورن ہونے میں نہیں آتیں یا وہ کسی ایسی استری کے پریم میں دیوانہ ہو رہا ہے۔ جو اسے نفرت کی درشٹی سے دیکھتی ہے۔

شخص- کسی دھارمک پرش کو ایسا کلیش نہیں ہو سکتا۔

راکشس- تو پھر اس کے سوائے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے کسی متر کے ویوگ کو سہن کرنا پڑا ہو۔

شخص- ہاں اب آپ ٹھیک سمجھے۔

راکشس کے دل نے ایک بڑی سی چھلانگ ماری۔ چہرے کا رنگ سفید ہو گیا۔ اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے کہا:-

راکشس- جشنو داس کا متر! کون ....

شخص - صاحب! آپ مجھے کیوں ٹھیرا رہے ہیں۔ مجھے مرنے دیجئے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ یہہ شریر اب مجھے سُکھ نہیں دے سکتا۔

راکشس - ذرا ٹھیرو۔ پہلے میرے پرشن کا اُتر دے جاؤ۔

شخص - جشنو داس کا مِتر چندن داس۔

راکشس - (گھبراہٹ سے) اسے کیا ہوا؟

شخص - اس پر مہاراج ناراض ہو گئے۔ اور اسے بندی گرہ میں ڈال دیا گیا۔ اس پر جشنو داس نے مہاراج کی سیوا میں اُپستھت ہو کر کہا۔ "کہ جتنا میرا دھن دولت ہے۔ سب لیا جائے۔ پرنتو چندن داس کو چھوڑ دیا جائے"۔ پرنتو مہاراج شری چندر کا جواب تھا۔ کہ "ہم نے اسکے دھن دولت کے لوبھ سے اسے قید نہیں کیا۔ یہ راکشس کے گرہ جنوں کو چھپا رہا ہے۔ انہیں حوالے کر دے اور ترنت اسے چھوڑ دیا جا سکتا ہے۔ پرنتو اگر وہ اسی طرح اپنی ضد پر قائم رہا۔ تو ہمیں اس کے پران لینے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہیگا"۔ چنانچہ اسی ہٹ کا پھل ہے کہ چندن داس کو آج سُولی دینے کے لئے لیجا رہے ہیں۔ اس کا مِتر اپنی شکتی کو نشپھل دیکھ کر اگنی دیوتا کی گود میں جا رہا ہے۔ اور میں اسی رسّی کے ذریعہ شانتی تلاش کرتا ہوں"!

راکشس - (جوش سے) ٹھیرو! جاؤ اپنے مِتر سے کہدو کہ نراش نہ ہو۔ چندن داس زندہ رہیگا میں ابھی جا کر اسے چھڑاتا ہوں۔

شخص - (حیرانی سے) کس طرح؟

راکشس - (تلوار کھینچکر) اس کے ذریعہ سے! راجپوتی کھانڈے! تو میدان جنگ میں اپنی چمک دکھا چکا ہے۔ تو نے دشمنوں کی صفوں کو صفایا کیا ہے۔ تو نے لاکھوں شور بیروں سے گھرے ہوئے ہونے پر بھی اپنے سوامی کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ کیا تو اس سمیہ ایک مِتر کو بچانے کے لئے نہیں اُٹھیگا۔

شخص - کیا میں اپنے سامنے مہامنتری راکشس کو دیکھ رہا ہوں؟ کیا میرے کان چندن داس کے مشہور مِتر کی آواز سُن رہے ہیں؟ لسندیہہ یہ شبد کسی اور کے مُکھ سے نہیں نکل سکتے تھے۔

راکشس - ہاں تمہارے سامنے وہی ابھاگا منشیہ کھڑا ہے جس سے مِترتا تباہی کی نشانی ہے جس کے ساتھ چھونے والے کو بھی کوئی نہ کوئی کلنک لگ جاتا ہے!

شخص - (قدموں پر گر کر) مہاراج پرنام سویکار کیجئے۔

راکشس ۔ (اسے اٹھا کر) اُٹھو! سمیہ تھوڑا ہے ۔ جاؤ اپنے مِتر کے پاس پہنچو ۔ اور اسے سارے معاملے کی خبر کردو ۔

شخص ۔ پرنتو اگر ایک مُورکھ کی صلاح کوئی مولیہ رکھتی ہو ۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جب شکٹ داس کو اسی طرح سُولی دینے کے لئے چنڈال لیجا رہے تھے ۔ تو ان کے ایک مِتر نے بندی گرہ پر حملہ کرکے انہیں چُھڑا لیا تھا ۔ بندی گرہ کے رکشکوں کی اس غفلت پر کرودھت ہو کر مہاراج چندر نے انہیں مروا ڈالا تھا ۔ اور اس سمیہ سے اب مجرموں کی بڑی کڑی رکھوالی ہوتی ہے ۔ اس کارن رکشک اگر کسی ہتھیار بند آدمی کو ادھر آتے بھی دیکھ لیں ۔ تو ترنت مجرم کو سُولی پر چڑھا کر اس کا خاتمہ کر دیتے ہیں ۔ اسلئے بہتر یہ ہوگا ۔ کہ مہاراج احتیاط سے کام لیں تاکہ فائدے کی بجائے اُلٹا نقصان نہ ہو ۔

راکشس ۔ ٹھیک کہا ۔ اچھا میں کوئی اُپائے کرتا ہوں ۔

بابِ بست و سوم
راشس کی گرفتاری

مقتل میں انسانوں کی بھیڑ لگ رہی ہے۔ چاروں طرف لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہیں آج چیندن داس محبت اور دوستی کی قربان گاہ پر اپنے مادی جسم کی قربانی دیگا۔ آج اس فانی دُنیا میں لافانی محبت کا ثبوت پیش کیا جائیگا۔

دُنیا والو! زر و دولت کی محبت میں پھنسنے والو! آؤ دیکھو! محبت کی بیدی پر بلیدان ہونیوالے کے چہرے کے نور کو دیکھو۔ تم جس وقت اس مادی جسم کو چھوڑتے ہو۔ تو روتے ہو۔ چلاتے ہو۔ ہاہا کار مچاتے ہو۔ لیکن دیکھو۔ تمہاری طرح خاک و خون کا بنا ہوا انسان کس طرح بے کھٹکے کھڑا ہے۔ بیوی پاس کھڑی رو رہی ہے۔ اکلوتا بیٹا پاس موجود ہے۔ لیکن اس کے چہرے پر شانتی ہے۔ استقلال ہے۔ یکسوئی ہے۔ وہ خوش ہے مطمئن ہے۔ کیونکہ آج وہ ایک لافانی جذبہ کے پیچھے فانی جسم کو چھوڑ رہا ہے۔ سُنو! اس کی اردھنگی کیا کہہ رہی ہے۔

استری۔ ہا دھک! ایسے پوتر آتما کا یہ انجام! پرماتما! تیرے راجیہ میں یہ اندھیر! دوست اور دُشمن ایک ہی رسّی میں!! ہاہا! معصوم ہرن اور جنگلی شیر ایک ہی تیر کے شکار!

چیندن داس۔ کہاں ہے میرا متر جشنوداس؟ کیا کوئی نہیں بتائیگا؟ آہ! مصیبت میں سبھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ سچ ہے راج دوار میں اور شمشان میں جو ساتھ جاتا ہے وہ متر ہے!

ایک چنڈال۔ آریہ چیندن داس! اب اپنے بیوی بچوں کو وداع کرو۔ سمیہ آپہنچا۔

چیندن داس۔ پریئے! اجاؤ۔ میرے سپوت کو بھیجدو!

بیوی۔ سوامن! کشما کرو! جس نے آیو بھر ساتھ دیا۔ وہ اس سمیہ پیچھے نہیں رہیگی۔ آپ دیش کو نہیں جاتے۔ جو میں صبر کرکے راہ تکونگی۔ یہ پرلوک کا سفر ہے اور ایک آریہ پتنی جانتی ہے کہ اس سمیہ اس کا کیا دھرم ہے!

چندن داس۔ نہیں نہیں پریتے! ہمارا سپوت ابھی بچہ ہے۔ اسے پالنے کے لئے کسی دکیتی کی آوشکتا ہے!

بیوی۔ سوامن! پرماتما سارے جہان کے پالن ہارے ہیں۔ وہ اس ننھے سے پودے کو بھی پانی دینگے۔ جسے ہم اپنے پیچھے چھوڑ جائینگے۔ آؤ بیٹا پتا کو پرنام کرو۔

بیٹا۔ (قدموں میں گر کر) پتا جی مجھے کیا آگیا ہے؟ (آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے)

چندن داس۔ جاؤ بیٹا! اس دیش میں جا رہنا۔ جہاں چانکیہ کا گذر نہ ہو!!

چنڈال۔ آریہ چلئے۔ سولی گڑ گئی!!

بیوی۔ دوہائی! دوہائی!! دوہائی!!!

چندن داس پریتے! ارد نہیں۔ مہاراج نند اور ان کے سپوت سورگ میں میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں بیماری سے نہیں مر رہا۔ شریر کے روگوں کا شکار نہیں ہو رہا۔ بلکہ متر تا کی بیدی پر بلیدان ہو رہا ہوں۔ اور یہ شوک کا نہیں ہرش کا سمیہ ہے۔

ایک چنڈال۔ (دوسرے چنڈال سے) ارے بل تر! پکڑ اسے۔ یہ استری اور لڑکا سویم ہی چلے جائینگے۔

دوسرا چنڈال۔ ہاں ہاں بجرامن! دیکھ میں ابھی اسے لاتا ہوں!

چندن داس۔ ٹھیرو۔ ایک کشن بھر ٹھہرو۔ مجھے اپنے سپوت سے گلے لگ لینے دو (بیٹے سے مخاطب ہو کر) بیٹا! مرنا سب نے ہے۔ ایک نہ ایک دن یہ شریر چھوڑنا سب نے ہے۔ پرنتو دھنیہ ہے وہ مرتیو جو متر تا کی رکشا میں آتی ہے۔ یہ عزت کی مرتیو ہے اس مرتیو سے مرنے والا امر تا نہیں امر ہو جاتا ہے۔

بیٹا۔ پتا! یہ سبق بھول نہیں سکتا۔ متر کی رکشا ہمارے خاندان کا وصف چلی آئی ہے۔

ایک چنڈال۔ چلو۔ چلو! سمیہ گذر رہا ہے۔

استری۔ دوہائی! دوہائی!! دوہائی!!!

یکایک تماشبینوں کے ہجوم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور بھیڑ کو چیر کر ایک شخص آگے بڑھتا ہوا نظر آیا۔ سب کی نگاہیں اسکی طرف اٹھ گئیں جس نے آگے بڑھکر جلدی سے کہا:۔

شخص۔ دیوی! مت رو۔ راجیہ ادھکاریو! ٹھہرو۔ اس قیدی کو کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ جو شانتی سے بیٹھا ہوا سوامی کے کل کی تباہی دیکھتا رہا تھا جس نے متروں کو ایک ایک کر کے

تباہ ہوتے دیکھا تھا۔ پرنتو جس کا دِل نہیں ہلا تھا۔ اپنے پاپوں کا پرائشچت کرنے کے لئے آگیا ہے۔ مرتیو کا یہ سامان ابعزتی کی یہ سب چیزیں اس کے لئے ہیں۔ نہ کہ اس پوتر آتما کے لئے۔

چندن داس۔ (مُڑ کر پیچھے دیکھتے ہوئے) یہ کیا؟

شخص۔ آپ کی مثال کی ایک، بے حقیقت نقل!!

چندن داس۔ نہیں! ہماری سب کی رُسوائی! مہامنتری! کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی مرتیو میرے لئے ویسی ہی شانتی کا کارن ہوگی جیسی کہ میری اپنی مرتیو تھی؟

راکشس۔ (کیونکہ یہ خود راکشس تھا) متر! میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنے سوارتھ کے کارن اپنے آتما کی شانتی کے لئے کیا ہے (راجیہ ادھکاریوں سے مخاطب ہو کر) جاؤ درآتما چانکیہ کو کہدو۔ کہ راکشس خود حاضر ہو گیا ہے۔

باب بست و چہارم

جنگ کا خاتمہ

ذمہ وار افسران کی زیر نگرانی راکشس کو مہامنتری جی کے درِ دولت پر پہنچا کر انہیں اطلاع دیگئی۔ وہ کمبل اوڑھے ہوئے باہر نکلے۔ اور آتے ہی بولے:-

چانکیہ۔ وہ کون شیر ہے۔ جو اس جیتی جاگتی اگنی کو کپڑوں میں پکڑ لایا ہے جو آندھی کے اس جھکڑ کو پہنچے ہوئے چیتھڑوں میں باندھنے میں کامیاب ہوا ہے؟ ہاتھی کے ساتھ یدھ کرتے ہوئے اس خوفناک شیر کو کس نے پنجرے میں ڈالا ہے؟ کس نے اتھاہ سمندر کو اسکے بھیانک مگر مچھوں کے ہاتھ سے سورکشت رکھکر پار کیا ہے؟

سدھارتھک۔ (جو چنڈال کے بھیس میں راکشس کا نگران تھا) مہاراج کی بدھی کے سوائے ایسا اور کون کر سکتا ہے۔

چانکیہ۔ نہیں نہیں دیوا چھپا پرار بدھ نند بنش کی قسمت جو شروع سے اسکے برخلاف چلی آتی ہے یہ منش کے بس کی بات نہیں۔

راکشس۔ (دل ہی دل میں) کوٹلیہ تجھے درآتما کہوں یا مہاتما؟ نہیں نہیں میں تیرے ساتھ ایسا نہیں کرونگا۔ تو میرا اشترو ہے۔ اسمیں سندیہ نہیں پرنتو میں مانتا ہوں کہ تو نے سارے شاستروں کو اپنے جیون میں دھارن کیا ہے تو رتنوں کا سمندر ہے۔

چانکیہ۔ (راکشس کیطرف دیکھ کر نہایت خوشی سے) تو یہ مہامنتری راکشس ہیں۔ جن کی شوربیرتا اور دلیری نے ورشل اور اسکے متروں کی راتوں نیند حرام کی ہے؟ یہی مہاتما ہیں جنہوں نے اتنے عرصہ تک مجھے سوچنے کا سامان مہیا کیا ہے (کمبل کو اتار کر اور راکشس سے مخاطب ہو کر) مہامنتری راکشس! وشنوگپت پرنام کرتا ہے۔

راکشس۔ وشنوگپت! مجھے چانڈال کے سپرش سے بچاؤ۔

چانکیہ۔ مہامنتری راکشس! غور سے دیکھو یہ چنڈال نہیں بلکہ بیچارے سدھارتھک ہے اور دوسرا پرش جو آپکے

متر کو لیگیا تھا۔ اسی پدوی کا راجیہ کرمچاری آسمدھار تھک ہے۔ سدھار تھک کو آپ جانتے ہی ہونگے پتہ۔ نکٹ داس کا یہ وہی اتر ہے جس نے میرے اشارے سے پتہ دیئے بغیر وہ پتر آپ کے متر سے نقل کروایا تھا۔

راکشس۔ (آسمان کیطرف آنکھیں اُٹھاکر) پرماتما تو دھینہ ہے شکر ہے کہ میرا متر بیوفا نہیں تھا!

چانکیہ۔ مہامنتری جی! بہت دیر کے بعد ملنے کا اوکاش ملا ہے باتیں بہت سی ہیں۔ پرنتو سنکشیپ سے کہے دیتا ہوں۔ بھد ربھٹ آدمی راجاؤں اور راجیہ کرمچاریوں کی نسواری۔ وہ چٹھی۔ یہ سدھار تھک۔ تینوں النکار۔ آپ کا متر جیو سدھی۔ زندگی سے بیزار آدمی جو آپ کو آج بن میں ملا۔ یہ ساری باتیں میں نے نہیں نہیں ورشل نے جو ابھی ابھی آپ کے درشن کیلئے آرہا ہے سوچی تھیں۔

راکشس۔ (دل ہی دلمیں) دھینہ ہو وشنو گپت! تمہارا دماغ دھینہ ہے! تم نے یدھ میں تو مجھے جیتا تھا۔ پرنتو نیتی میں بھی جیت لیا۔

ایک نوکر۔ (حاضر ہوکر) مہاراج شری چندر تشریف لا رہے ہیں۔

چندر گپت۔ (چانکیہ سے مخاطب ہوکر) گوروجی! چندر گپت پرنام کرتا ہے۔

چانکیہ۔ آشیرواد ہو۔ مہاراج کی سرو اچھائیں پوری ہوگئیں۔ مورونشی مہامنتری شری مہا راکشس استھت ہیں۔ پرنام کیجئے۔

چندر گپت۔ (راکشس سے مخاطب ہوکر) آریہ! چندر گپت چرنوں میں سر جھکاتا ہے۔

راکشس۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) مہاراج کی جے ہو۔

چندر گپت۔ مجھے اب سندیہ نہیں۔ جبکہ گوروجی مہاراج کے دماغ کے ساتھ بھگوان کی جاگرتی شامل ہو رہی ہے۔

راکشس۔ (دل ہی دل میں) کیا کوٹلیہ کا شش مجھے بناتا ہے۔ نہیں نہیں یہ کشادہ پیشانی دوسرے کو چڑانیوالی نہیں۔ یہ شوربیر جس کی شوربیرتا کی داستانوں سے آج بھارت ورش گونج رہا ہے۔ ایک کمزور آدمی کی کمزوری کا ناجائز فائدہ اُٹھانے والا پرتیت نہیں ہوتا۔ میری ہی آنکھوں پر دویش کی پٹی بندھ رہی ہے۔ جو مجھے اصلیت کو دیکھنے نہیں دیتی۔

چانکیہ۔ کیا مہامنتری راکشس چندن داس کے پران بچانے کی اچھا رکھتے ہیں؟

راکشس۔ وشنو گپت اس میں سندیہ کیا ہے؟

چانکیہ۔ مہامنتری راکشس! جب تک آپ تلوار کو نیام میں نہیں ڈالتے۔ یہ کہاں ہو سکتا ہے کہ ورشل ہتھیار پھینک دے۔ اس کارن یدی سچ مچ آپ چندن داس کے پرانوں کی رکشا چاہتے ہیں۔ تو تلوار

کو اُتار پھینکئے۔ اور پہلو سے وزارت کا خنجر اُتار کر اُسے سویکار کیجئے۔

راکشس کیلئے یہ بالکل ناگہانی بات تھی۔ اُسے یقین نہ آتا تھا کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے ستیہ ہے اتھوا استیہ۔ اور اُس نے کہا:-

راکشس۔ وشنوگپت! یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اسے دھارن کرنے کے ایوگیہ ہوں۔ وشیش کر اسلئے کہ آپ اسے ایسی یوگیتا سے گرہن کر چکے ہیں۔

چانکیہ۔ (حیرت سے) راکشس اسکے ایوگیہ! ارے ان ہاتھیوں کی پیٹھ ساما نوں سے کیسے سیاہ ہوگئی ہے ان گھوڑوں کے مُنہ سے لگاموں کے مارے جھاگ کیوں بہہ رہی ہے؟ راکشس کے سوائے اور کون اسکے لئے ذمہ وار ہے؟ نہیں میں بات کیوں لمبی کروں۔ چندن داس کے پرانوں کا چھوٹنا آپکے اس خنجر کو گرہن کرنے پر موقوف ہے اور یہ شرط ایسی ہے جسے کبھی اور کسی اوستھا میں بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔

راکشس۔ (دل ہی دل میں) مہاراج نند کا سروناش ابھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میرا ہردہ ابھی اُن کے لئے آنسو بہا رہا ہے۔ پرنتو کیا مجبور! مجھے اپنے شتروؤں کا سیوک بننا ہوگا؟ آہ کیا جن پودوں کو میں اپنے ہاتھوں سے پانی دیتا رہا ہوں۔ اب میرے ہی ہاتھوں سے کاٹے جائیں گے پرنتو متر کی جان بچانی اتی آوشیک ہے۔ اسکے لئے اگر مجھے اپنے ہردے کا رکت بھی دینا پڑے تو دینا ہوگا (اونچی آواز سے) وشنوگپت! محبت کی ویدی پر سارے جذبات قربان! راکشس آپ کی شرط کو قبول کرتا ہے (یہ کہہ کر خنجر کو اُٹھا لیا)

چانکیہ۔ مبارک ہو اب لکشمی سدا کیلئے داس بن گئی۔

ایک راجیہ کرمچاری۔ (اندر داخل ہو کر) بھدر بھٹ آدی راجیہ کرمچاری مہاراج ملے کیتو کو قید کر کے لے آئے ہیں۔ اُن کے لئے کیا آگیا ہے؟

چانکیہ۔ (راکشس کیطرف اشارہ کر کے) مہامنتری جی اُپستھت ہیں۔ ان سے پوچھئے۔

راکشس۔ (دل ہی دل میں) مجھے داس بنا کر کوٹلیہ میرے سر پر احسانات کا بوجھ لاد رہا ہے۔ (ظاہرہ) یدی مہاراج کی یہی اچھا ہے۔ تو میں یہ عرض کرونگا۔ کہ میں نے اتنا سمیہ مہاراج ملے کیتو کی سیوا میں ان کی چھایا کے تلے بڑے آرام سے گزارا ہے۔ اس لئے بڑی کرپا ہوگی۔ یدی اُن کے پران چھوڑ دیئے جائیں۔

چندرگپت نے چانکیہ کیطرف دیکھا۔

چانکیہ۔ مہامنتری جی کا پہلا کتھن اسویکار نہیں ہونا چاہئے۔ (راجیہ کرمچاریوں سے مخاطب ہو کر)

جاؤ بھدر بھٹ آدمی کو جاکر کہدو۔ کہ مہامنتری راکشس کے کٹھن پر شری مہاراج نے ملے کیتو پر کرپا کی ہے۔ اور اب وہ نہ صرف اُسے سوتنترتا ہی پردان کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے پرکھاؤں کا دیش بھی۔ اس کارن اسے صحیح سلامت اسکے دیش میں پہنچادو۔ "جو آگیا" کہکر کرمچاری رخصت ہوا۔

چانکیہ۔ ٹھیرو۔ ٹھیرو۔ درگپال کو بھی مہاراج کا یہ حکم پہنچادو۔ کہ مہامنتری راکشس کے کٹھن پر مہاراج آگیا دیتے ہیں۔ کہ چندن داس کو سرو نگر سرشیٹھ پد دیا جاتا ہے۔ سیناپتی کو بھی آگیا پہنچا دو کہ مہامنتری راکشس کے مہامنتری پد پر نرست ہونے کی خوشی میں مہاراج ہاتھی اور گھوڑوں کے سوائے باقی سب کو سوتنترتا عطا کرتے ہیں۔ اُن کی اچھا ہے کہ تمام قیدیوں کو مکتی دے دی جائے۔ نہیں نہیں ہاتھی اور گھوڑوں کو بھی آزاد کر دیا جائے۔ اب ہمیں ان کی آوشکتا نہیں اس راجیہ میں اب یدی کوئی چیز بندھے گی یا بندھی رہے گی۔ تو یہ میری شکھا ہے۔ جسے میں آج کے واقعہ کی خوشی میں ہمیشہ کے لئے باندھتا ہوں۔ شکر ہے پرماتما کا۔ کہ میری پرتگیا پوری ہوئی۔ کہو ورشل تم کہو۔ راکشس تم کہو اب اور کیا اچھا ہے۔

چندرگپت۔ اب اس سے ادھک اور کس بات کی اچھا ہو سکتی ہے۔ دُنیا نندونش کے پاپوں سے مکت ہو گئی۔ مہاتما راکشس اب ہمارے متر ہیں۔ نہیں نہیں راجیہ کا بھار اپنے سر پر اُٹھا رہے ہیں۔ اب اس سے ادھک میں اور کیا اچھا رکھ سکتا ہوں۔

راکشس۔ (آنکھوں میں شکریہ کے آنسو بھر کر) میری اب صرف یہی اچھا ہے۔ کہ پرماتما مہاراج کے یش اور کیرتی کو ادھک سے ادھک کریں۔ دُنیا ان کے راجیہ کے اندر سُکھ بھوگے۔ بھارت ان کے پوتر وچاروں سے فائدہ اُٹھاتا ہُوا اپنے پہلے یوبن کو حاصل کرے۔

چانکیہ۔ پرماتما آشیرواد کریں۔

(۵)

ویر ورشل حصّہ دوم

تمام شُد

ملنے کا پتہ

منیجر دی ناولسٹ ایجنسی

اندرون موری دروازہ لاہور

[illegible] پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

اور

پنڈت ٹھاکر چند شرما

نے

منیجر ناولسٹ ایجنسی لاہور سے شائع کیا